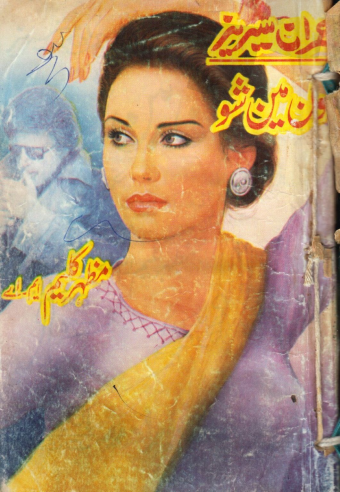


عراق سیریز

نیلین شو

منہ کا
مستہریم لہ لہ



آپ نے سہیل خان صاحب کا خط پڑھ لیا۔ انہوں نے تقوڑا بہت کی شرط بھی ہر مشورے کے ساتھ لگا دی ہے۔ اس لئے پہلے یہ فیصلہ ہونا چاہیے کہ تقوڑا یا بہت میرے خیال میں ان کے خط کا یہی "تقوڑا بہت" جواب ہی کافی ہے۔ کیا خیال ہے؟

وَالسَّلَامُ

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے بڑے ایزی موڈ میں بیٹھا ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے پہلے تو اس کی طرف توجہ نہ دی۔ لیکن جب مسلسل گھنٹی بجتی رہی تو اس نے بڑا سامنے بٹلتے ہوئے رسالہ ایک طرف رکھا اور ہاتھ بٹھا کر رسیور اٹھالیا۔

"سلیمان بول رہا ہوں" — عمران نے سلیمان کے لہجے میں بات شروع کرتے ہوئے کہا۔
 "عمران کہاں ہے سلیمان" — دوسری طرف سے سپرنٹنڈنٹ قیاض کی آواز سنائی دی تو عمران کی آنکھوں میں یک لخت چمک اُبھر آئی۔

"عمران صاحب — ادہ۔ تو آپ کو علم نہیں ہے۔ حیرت ہے سو پر صاحب۔ آپ تو اپنے آپ کو ان کا گہرا دوست کہتے رہتے ہیں۔ لیکن

جب اس پر مشکل وقت پڑا تو آپ نے پوچھا تک نہیں۔ — عمران نے
سیمان کے ہی لہجے میں کہا۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مشکل وقت — کیا ہوا اُسے۔ ٹھیک
طرح بتاؤ۔" سو پرفیاض کی آواز میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"تو آپ کو واقعی کسی بات کا علم نہیں ہے۔" عمران نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کیا ہے۔" سو پرفیاض
کی دھاڑ سنائی دی۔

"بات ہی ایسی ہے جناب کہ اب سیدھی ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ مسئلہ سی ایسا
ہے ایک باڈیٹر ہا ہو جائے تو پھر سیدھا نہیں ہو سکتا۔ آپ آج تک
اسے سیدھا نہیں کر سکے تو عمران صاحب کیسے اسے سیدھا کر لیں
گے۔" عمران اُسے زچ کرنے پر تل گیا تھا۔

"کیا تم نشے میں ہو۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔" سو پرفیاض کی
قوت برداشت عمران کی توقع کے عین مطابق جواب دے چکی تھی۔
"ظاہر ہے جناب آپ یہی کہہ سکتے ہیں کہ کسی دوست پر مشکل وقت
پڑ جائے تو اس کی امداد کی بجائے اس کے ملازم کو ہی گولی مار دیں۔ بہر حال
آپ کو گولی مارنے کی ضرورت نہیں۔ اب میں خود ہی خود کشی کا سوچ رہا ہوں
عمران صاحب کے اس مسئلے کے بعد میرے پاس اس کے سوا اور چارہ
بھی کیا ہو سکتا ہے۔" عمران نے سیمان کے لہجے میں کہا۔ لیکن
اس باد انما نہ بچا دگی کا ساتھ تھا۔

"ادہ — آخر تم بتاتے کیوں نہیں۔ کیا ہوا عمران صاحب کو۔ پلیز

سیمان — خدا کے لئے بتاؤ کیا ہوا۔" سو پرفیاض نے بے بسی
سے کہا۔

"تو آپ کو واقعی نہیں معلوم۔ حد ہے۔ کمال ہے۔ عجیب
بات ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ادہ ادہ۔" تم نہیں بتاؤ گے۔ مجھے معلوم ہے تم اس سے کم
سور نہیں ہو۔ میں خود آ رہا ہوں۔" فیاض نے غصے سے دھاڑتے
ہوئے کہا۔

اور ساتھ ہی عمران کو دوسری طرف سے کمریڈل رسیور پیٹھنے کی
آواز سنائی دی اور عمران نے مسکرا کر رسیور رکھ دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ
اب فیاض آندھی اور طوفان کی طرح فلیٹ پر پہنچے گا۔
"سیمان — جناب سیمان صاحب۔" عمران نے رسیور
رکھتے ہی زور سے کہا۔

"میں نے آپ کی باتیں سن لی ہیں۔ آپ مجھے سو پرفیاض سے گولی مروانا
چاہتے ہیں۔ میں آپ کی پلاننگ سمجھ گیا ہوں کہ میری تنخواہ بھی بچ جائے اور
سو پرفیاض کے بھانسی چڑھ جانے کے بعد فلیٹ بھی آپ کا ہو جائے۔ لیکن
آپ کی یہ پلاننگ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ میں اپنی تنخواہ نہیں چھوڑ سکتا۔
اور سو پرفیاض کو جب میں نے بات بتادی تو پھر اس کے ریلو اور سے گولیاں
اس طرح تڑپ کر باہر آجائیں گی کہ آپ کا سنگ آرٹ بھی انہیں نہ روک
سکے گا۔" دور سے سیمان کی آواز سنائی دی۔

"ارے ارے۔ کون سی بات۔" عمران نے آنکھیں گھماتے
ہوئے پوچھا۔

"یہ تو اسی کے آنے پر ہی بتاؤں گا" — سلیمان نے جواب دیا۔
اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سلیمان وہی ڈرامہ اس کے ساتھ دوسرے کی کوشش کر رہا ہے جو اس نے فیاض سے کھیلا ہے۔

"چلو ٹھیک ہے — ہم دونوں اپنی اپنی بات بتا دیں گے۔ فیصلہ سوپر فیاض خود کرے گا۔" — عمران نے اپنی آواز میں کہا۔

"میں دروازہ کھولنے نہیں جاؤں گا۔ یہ سن لیں۔ دروازہ آپ خود کھولیں گے" — سلیمان نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے — دروازہ کھولنا تمہارے فرائض میں شامل ہے۔ اور اس کے لئے تمہیں باقاعدہ تنخواہ ملتی ہے" — عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں باورچی ہوں دربان نہیں۔ آپ کو میری پیشہ ودانہ توہین کرنے کا کوئی حق نہیں ہے" — سلیمان کی بھی غصیلی آواز سنائی دی۔
اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا کال بیل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سلیمان۔ جا کر دروازہ کھولو۔ پلیز سلیمان۔ میں بیٹریں میں ہوں۔ بڑی میر جیسی ہے" — عمران نے اپنی لیکن منت بھری آواز میں کہا۔
"میری ہانڈی جلنے کا خطرہ ہے۔ یہ آپ کی ایمر جیسی سے بڑی ایمر جیسی ہے۔ اس لئے ویڈیو سوری" — سلیمان نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

کال بیل اب مسلسل بج رہی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کال بیل

بجانے والے نے اپنی انگلی ہی بٹن پر رکھ چھوڑ دی ہو۔
"یا اللہ تو ہی محافظ ہے" — عمران نے کہتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سلیمان نے کسی صورت دروازہ نہیں کھولنا۔

"یا اللہ ہر مصیبت کو اس دروازے سے دور رکھنا" — عمران نے دروازے کے قریب پہنچتے ہی اپنی آواز میں کہا تاکہ دوسری طرف کھڑے سوپر فیاض تک اس کی آواز بخوبی پہنچ سکے۔

"دروازہ کھولیں عمران صاحب۔ میں سلمی ہوں" — اچانک دوسری طرف سے فیاض کی بیوی سلمی کی گھرائی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران نے بوکھلا کر دروازہ کھول دیا دوسری طرف واقعی سلمی کھڑی تھی اسکے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔
"فیاض کو کسی نے گولی مار دی ہے۔ اس کی حالت خراب ہے۔"

دروازے پر موجود سلمی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔
"گولی مار دی کہاں — کس نے" — عمران نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"نیچے کار میں — ہم دونوں آپ کے پاس آ رہے تھے کہ یہاں کار رکتے ہی گولی چلی اور..... پلیز اس کی حالت خراب ہے" — سلمی نے اس بار بڑی طرح روتے ہوئے کہا۔

اور عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں بیک وقت تین تین سیڑھیاں بھاگتا ہوا فلیٹ سے نیچے اترا۔ فلیٹ کے سامنے واقعی فیاض کی کار کھڑی تھی۔ اس کا ڈرائیونگ سیٹ والا دروازہ کھلا تھا اور فیاض پہلو کے بل سیٹ پر لوٹھکا ہوا تھا۔ اس کے پہلو سے خون کسی فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔

عمران نے جلدی سے کاٹن کو گرم پانی میں بھگوایا۔ اور پھر دوبارہ زخم صاف کرنے لگا۔ نشتر بھی اس نے گرم پانی میں ڈال دیا تھا۔ نہ زخم صاف کر کے اس نے نشتر اٹھایا احد اس کے بعد وہ ایک بار پھر زخم پر جھبک گیا۔ — سلیمانؑ رونے کی آواز اب سنائی نہ دے یہی تھی، شاید سلیمان اُسے باہر لے گیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی عمران زخم میں سے گولی باہر نکال لینے میں کامیاب ہو گیا۔ — احد اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات اب

”میں سچ کہہ رہا ہوں بھابھی۔ آپ فکر نہ کریں۔ ابھی فیاض ہوش میں آجائے

گا۔۔۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "اوہ۔۔۔۔۔ لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ حالت ٹھیک نہیں ہے"

سلمیٰ کو عمران کی سنجیدگی کے باوجود یقین نہ آ رہا تھا۔
 "وہ تو میں نہکتے ہوئے خون کی مقدار دیکھ کر ہی سمجھا تھا۔ لیکن اب مجھے کیا پتہ تھا کہ آپ نے فیاض کو کھلا کھلا کر اس کے جسم میں خون ہی خون بھر رکھا ہے۔ عمران نے کہا۔ اور سلمیٰ کے چہرے پر پہلی بار اطمینان کے آثار ابھرتے۔
 "اوہ۔۔۔۔۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ یہ واقعہ تمہارے فلیٹ کے سامنے پیش آیا۔ ورنہ میں کیا کرتی۔ مجھے تو کارڈ ریوٹنگ بھی نہیں آتی۔" سلمیٰ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اور سلمیٰ کی بات سن کر عمران نے سر ہلا دیا۔ اس کے ذہن میں شروع سے ہی یہ الجھن تھی کہ سلمیٰ اُسے ہسپتال کیوں نہ لے گئی وہ فلیٹ پر کیوں چڑھ آئی۔ کیونکہ یہ انسانی نفسیات ہے کہ ایسے موقع پر وہ سیدھا ہسپتال کی طرف دوڑتا ہے۔ لیکن اب بات سمجھ میں آ گئی تھی کہ سلمیٰ چونکہ ڈیوٹیوںگ نہ جانتی تھی۔ اس لئے لامحالہ وہ عمران کی مدد حاصل کرنے اور پر آ گئی۔
 "یہ ہوا کیسے۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ ہو کر پوچھا۔ سلیمان اس دوران چائے دے گیا تھا۔

"فیاض نے میرے سامنے تمہیں فون کیا تھا۔ لیکن تمہاری بجائے سلیمان نے فون اٹھایا۔ اور پھر سلیمان نے کہا کہ تمہارے ساتھ کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ سلیمان نے تفصیل نہ بتائی جس سے فیاض سید پریشان ہو گیا۔ میں بھی ساتھ کرسی پر بیٹھی سن رہی تھی۔ میں خود پریشان ہو گئی۔ چنانچہ میں بھی تمہاری خیریت دریافت کرنے کے لئے ساتھ چل پڑی۔

فیاض سارے راستے بے حد پریشان رہا کہ سب نے تمہارے ساتھ کیا حادثہ ہوا ہے۔ یہاں فلیٹ کے سامنے آ کر اس نے کارڈ کی۔ اور پھر اترنے کے لئے اس نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ ایک سخت چیخ مار کر سائیڈ پر لڑھک گیا۔۔۔۔۔ میں نے گولی چلنے کی آواز نہ سنی تھی۔ لیکن فیاض کے اس طرح نیچے لڑھکنے اور اس کے پہلو سے نکلتے خون کو دیکھ کر میں سمجھ گئی کہ اُسے گولی ماری گئی ہے۔ اس کے بعد تو مجھے ہوش ہی نہ رہا۔ سب نے میں کس طرح تمہارے فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھی۔ شکر ہے تم مل گئے۔ سلمیٰ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور عمران کو سلمیٰ کی بات سن کر پہلی بار احساس ہوا کہ فیاض جس کا وہ ہمیشہ مذاق اڑاتا رہتا ہے اس کے ساتھ اس قدر مخلص ہے۔ اور پھر سلمیٰ بھابھی کا ساتھ آنا بھی بتا رہا تھا کہ اس کی پریشانی کا احساس کرنے والے دو مخلص لوگ موجود ہیں۔ اس کا چہرہ مسرت اور اطمینان سے کھل اٹھا لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ آخر گولی کس نے چلائی ہوگی۔ اور کیوں۔
 اُسی لمحے بڑے کمرے سے فیاض کے کمرے کی آواز سنائی دی۔
 اور عمران اور سلمیٰ دونوں اٹھ کر تیزی سے بڑے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔
 "فیاض۔۔۔۔۔ کیا تم ٹھیک ہو۔" سلمیٰ نے آگے بڑھ کر نرم لہجے میں پوچھا۔

"بھابھی۔ آپ خواہ مخواہ پریشان نہیں۔ ایک گولی نے ان کا کیا بگاڑنا تھا۔ اس کے پلے ہوئے جسم کے لئے تو خصوصی گولیاں تیار کی جاتی ہیں۔ عمران نے جان بوجھ کر سور کا لفظ ادا کرنے کی بجائے صرف پلے ہوئے جسم کے الفاظ کہہ دیئے تھے۔ کیونکہ بہر حال سلمیٰ کو وہ بڑی ہی بہن

سمجھتا تھا۔

”اوہ تم۔۔۔ وہ سلیمان تو کہہ رہا تھا کہ تمہارے ساتھ اوہ.....“
فیاض نے عمران کو دیکھتے ہی اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن
پھر کراہتا ہوا لیٹ گیا۔

”سلیمان اصل میں تمہارے متعلق کہہ رہا تھا۔ وہ اب باورچی کی
جگہ نے نجومی بن گیا ہے۔ اس لئے اُسے پہلے سے معلوم ہو گیا تھا کہ
تمہارے ساتھ حادثہ پیش آنے والا ہے۔ کہتا ہے باورچی سے
زیادہ نجومی کھالیتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض
ہنس پڑا۔

”اچھا یہ بتاؤ کہ یہ گولی کس نے چلائی ہے۔“ عمران نے کہا۔
”مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔ اپنے نجومی سے جا کر پوچھو۔“ فیاض
نے کہا۔

اور عمران اس کے خوب صورت جواب پر بے اختیار کھل کھلا کر
ہنس پڑا۔

”وہ بڑی تگرہی فیس لینے والا نجومی ہے۔ اور تم جانتے ہو میری
مالی حالت آج کل بڑی تیلی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”کیوں۔ کیا ہوا۔“ مالی حالت کیوں تیلی ہے۔“ سلمیٰ نے
چونک کر پوچھا۔ اب اُسے کیا معلوم کہ عمران نے فیاض کے سامنے
مالی حالت تیلی ہونے کے الفاظ کیوں ادا کئے ہیں۔

”ظاہر ہے بھابھی۔ جب باورچی نجومی بن جائے تو حالت نے تیلی ہی
ہونا ہے۔ موٹی کیسے ہو سکتی ہے۔“ عمران نے فوراً ہی بات بدل

ہوئے کہا۔ اور سلمیٰ بے اختیار ہنس پڑی۔

پھر اس سے پہلے کہ فیاض یا سلمیٰ کچھ کہتے دور سے ٹیلی فون کی گھنٹی
بجنے کی آواز سنائی دی۔

”میں فون سن کر ابھی آتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے
کمرے سے باہر نکل آیا۔ کیونکہ اب وہ چاہتا تھا کہ سلمیٰ اور فیاض آپس
میں تیمارداری مکمل کر لیں۔ ورنہ ٹیلی فون سلیمان بھی سن سکتا تھا۔
”فرطیتے۔“ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

”سیرنٹنٹ فیاض بچ گیا ہے۔“ دوسری طرف سے
ایک بھادی آواز سنائی دی۔

”اگر تم نے اس سے قرضہ وصول کرنا ہے تو پھر تو نہیں بچا۔ اور
اگر دینا ہے تو پھر بچ گیا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔ لیکن ساتھ
ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کی سائینڈ میں لگے ہوئے ایک جھوٹے
سے ہٹن کو دبا دیا۔

”میں نے جان بوجھ کر اُسے ایک موقعہ دیا ہے ورنہ گولی اس کی
کنپٹی پر بھی پڑ سکتی تھی۔“ بھادی آواز دالے نے کہا۔

”بہت بہت شکریہ۔ یہ تو تم نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ ورنہ
مجھے تو فیاض کے مرنے کے بعد سڑک پر چھا بڑی لگانی پڑتی۔“
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اُسے کہہ دو کہ آئندہ اس نے ریڈی ٹی کے بارے میں کوئی
تحقیقات کی تو یہ گولی کنپٹی پر ہی پڑے گی۔“ دوسری طرف سے

کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے جلدی سے رسیوں رکھا۔ اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر دوڑتا ہوا اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ خاص کمرے میں موجود ٹیلی فون کے ساتھ رکھی ہوئی مشین کا بٹن دبے ہی اس پر موجود چھوٹی سی سکرین پر پبلک فون بوقت کا نشان اور نمبر ظاہر ہو گیا۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین کا بٹن آت کر دیا۔ اور پھر کمرے سے باہر نکل آیا۔ فیاض اس دوران بڑے کمرے سے ڈرائنگ روم میں پہنچ چکا تھا۔ سلمیٰ اسے سہارا دے کر لے آئی تھی۔

"یہ ریڈی ٹی کا کیا حکم ہے فیاض؟" عمران نے فیاض کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ریڈی ٹی کیا مطلب ہے؟ تمہیں اس کا علم کیسے ہوا؟"

فیاض نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ سلیمان اب باوچی کا کام چھوڑ کر بخودی پر گیا ہے۔ پھر تم بار بار پوچھتے ہو؟" عمران نے منہ بٹکتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ۔ تمہیں ریڈی ٹی کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟" فیاض نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

"یار۔ ٹی یعنی چائے باوچی خانے کا آئینہ ہے۔ ظاہر ہے۔ اس لئے سلیمان کے علاوہ اور کون بتا سکتا ہے۔ لیکن وہ کہہ رہا تھا کہ اس کے اصل ذائقے کا علم سوپر فیاض کو ہی ہے۔" عمران

نے جواب دیا۔

"تم میں یہی بڑی عادت ہے۔ سیدھی بات تو تم کرتے ہی نہیں۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ ریڈی ٹی کے بارے میں تمہیں کیسے علم ہوا۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے۔" فیاض کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ریڈی ٹی کا نام سننے ہی اپنی تکلیف بھی بھول چکا ہے۔

"بتا دو عمران۔ ورنہ یہ بحث زندگی بھر ختم نہ ہوگی۔" سلمیٰ نے بڑا سامنے بٹکتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ کا حکم ہے تو بغیر فیس کے بتا دیتا ہوں۔ تو جناب سوپر صاحب۔ ابھی جو ٹیلی فون آیا تھا۔ اس نے کہا ہے کہ سوپر فیاض کو آگاہ کر دیا جائے کہ اب اگر اس نے ریڈی ٹی کے بارے میں تحقیقات کی تو گوئی کنپٹی پر پڑے گی۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ حملہ ریڈی ٹی نے کیا ہے۔ لیکن....." فیاض نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور پھر بیوی کی طرف دیکھ کر ایک لحنت خاموش ہو گیا۔

عمران سمجھ گیا کہ وہ بیوی کے سامنے کوئی سرکاری راز نہیں بتانا چاہتا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سلیمان کو ہدایت کر دیتا ہوں کہ وہ زائچہ بنا کر باقی بات معلوم کرے۔ آؤ میں تمہیں گھر تک پہنچا دوں۔ تم خود گا۔ ڈرائیونہ کر سکو گے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

اور فیاض نے بھی سر ہلا کر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر

وہ کراہ کر بیٹھ گیا۔
 "یار بہت کرد۔ کم از کم بیوی کے سامنے تو بزدلی نہ دکھاؤ۔ شوہر کی چاہ ہے جو باندیکہ کر جان نکل جاتی ہو۔ لیکن بیوی کی نظروں میں وہ ہر کوئیس سے بھی زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔" — عمران نے کہا۔

اور سلمیٰ اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑی۔ اور اس کی بات سن کر عمران کی توقع کے مطابق فیاض تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس نے منہ اس طرح پھینچ لیا تھا جیسے حلق سے نکلنے والی کڑاہوں کو بڑی مشکل سے ضبط کر رہا ہو۔ البتہ تکلیف کی وجہ سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔

"لیکن عمران وہ آدمی باہر موجود ہوگا۔" سلمیٰ نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے بھابھی۔ فیاض نے آپ کو بچانے کے لئے خود گولی کھالی اور آپ اب بھی ڈرتی ہیں۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سلمیٰ نے فیاض کا بازو پکڑا اور وہ دونوں آہستہ آہستہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد عمران فیاض کی کار چلاتا ہوا اس کی کوٹھی کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ فیاض اور اس کی بیوی پچھلی سیٹ پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

کوٹھی میں پہنچ کر فیاض تو بیڈ پر لیٹ گیا جب کہ سلمیٰ ان دونوں کے لئے کچھ لانے کا بندوبست کرنے پر باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی۔

ہاں اب بتاؤ یہ ریڈی ٹی کا کیا قصہ ہے۔ — عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں اسی سلسلے میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا۔ سر رحمان نے تو مجھے سختی سے منع کر دیا تھا کہ تمہیں اس کیس کی ہوا نہ لگے۔ لیکن باوجود کوشش کے مجھے اس کیس کا کوئی سرسری سمجھ نہ آ رہا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے مدد حاصل کی جائے۔" فیاض نے کہا۔

"تم اصل بات بتاؤ۔ آج کل میں بڑی کڑکی میں ہوں۔ اس لئے تمہارا یہ کیس میرے چند دن گزارنے میں بڑی مدد کرے گا۔" — عمران نے نہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تو ہر وقت بس پیسے کی پڑی رہتی ہے کبھی خلوص سے بھی نہ میری مدد کی ہے۔" فیاض نے بڑا سامنے بناتے ہوئے کہا۔ "میں تو واقعی خلوص سے تمہاری مدد کرتا ہوں۔ کیونکہ بے چارے مفلس لے پاس سولے خلوص کے اور کچھ ہوتا ہی نہیں۔ اور یہ خلوص ہی ایک ایسی چیز ہے جو مفت مل جاتی ہے۔ باقی رقم والا مسکے تو تمہارا ہے۔ آخر دوست مشکل وقت میں ساتھ دینا تم پر بھی تو فرض ہے۔ اور تمہاری فرض شناسی تعریف تو ڈیڑھ ہی کہتے ہیں۔" عمران نے اُسے طنزیہ انداز میں لگاتے ہوئے کہا۔

"میری فرض شناسی کی تعریف اور سر رحمان کہیں۔ کیوں مجھے بیوقوف کہتے ہو۔" — سو فیاض نے بڑا سامنے بناتے ہوئے کہا۔

"بیوقوف تو اُسے بنایا جاتا ہے جو عقلمند ہو۔ کیوں بھابھی۔" — عمران نے ہی سلمیٰ سے مخاطب ہو کر کہا جو جوس کے گلاس ٹرے میں رکھے اُسی

وقت کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ عقلمند کو سی بے وقوف بنایا جاسکتا ہے۔ جو پہلے ہی بیوقوف ہو اُسے بیوقوف بنانے کی کیا ضرورت ہے۔" سلمیٰ نے عمران کا اصل مقصد سمجھے بغیر جواب دیا۔ اور فیاض نے ہونٹ پیچھ لائے۔

"بس ہو گئی تصدیق۔ اور سلمیٰ بجا بھی سے زیادہ قابل اعتماد سرٹیفکیٹ کون دے سکتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جاؤ۔ ہم سرکاری باتیں کر رہے ہیں۔" فیاض نے تیز لہجے میں بیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور سلمیٰ سر ہلاتی ہوئی باہر نکل گئی۔

"تم باز نہیں آتے ہو مجھے یہ ہر وقت کا مذاق بالکل پسند نہیں ہے۔" فیاض سلمیٰ کے جاتے ہی عمران پر غصہ نکالنے لگا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ میں چلتا ہوں۔ جب تمہارے مذاق کا وقت ہو جائے تو میرے فلیٹ پر آ جانا۔ لیکن کفن دفن والوں کو ساتھ رکھ لینا۔ کیونکہ اس بار گولی واقعی کنپٹی پر ہی پڑے گی۔ اور ہاں سنو۔ وصیت ضرور کر جانا۔ میرا بڑا غریب سا آدمی ہوں۔ چلو وصیت سے ہی امیر بن جاؤں گا۔" عمران نے کہا۔ اور دروازے کی طرف مڑنے لگا۔

"بیٹھ جاؤ۔ پلینر۔ عمران بیٹھ جاؤ۔" فیاض نے جلدی سے عمران کا ہاتھ پکڑتے ہوئے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔ اور عمران مسکرا ہوا دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سنو۔ ایک ہفتہ قبل سردر خان نے مجھے بلا کر ایک ٹاپ سیکر فائل دی۔ اس میں چند خطوط تھے۔ جن میں ملک کے اہم اور اعلیٰ عہدیدار کے نام لکھے گئے تھے کہ اگر انہوں نے بات نہ مانی تو انہیں قتل کر د

جائے گا۔ اور بات یہ تھی کہ یہ سب عہدیدار فوری طور پر اپنے اپنے عہدوں سے استعفیٰ دے دیں۔ ان خطوط کے نیچے ریڈ۔ ٹی لکھا ہوا تھا۔ عام سے کاغذ تھے۔ ان پر اخبار میں سے الفاظ کاٹ کاٹ کر چپکائے گئے تھے۔ اس طرح ہر خط لکھا گیا تھا۔ سردر خان نے مجھے تحقیقات کا حکم دیا۔ میں نے تحقیقات شروع کی۔ لفافوں سے ڈاک خانوں کی مہریں چیک کیں۔ ان ڈاک خانوں کی نگرانی کرائی۔ لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ پھر دو روز قبل وزارت صنعت کے ایڈیشنل سیکرٹری کو سرعام گولی مار دی گئی۔ فیاض نے کسی ٹیپ ریکارڈ کی طرح بولنا شروع کر دیا تھا۔

"اوہ۔ ایڈیشنل سیکرٹری کو قتل کیا گیا تھا۔ حالانکہ اخبار میں تو کسی کارائیکسٹڈنٹ کا ذکر تھا۔" عمران نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں۔ ایسا جان بوجھ کر کیا گیا تھا تاکہ عوام میں خوف پیدا نہ ہو۔ اس کے بعد پھر ریڈ۔ ٹی کی طرف سے خطوط ملے اور سردر خان کا پارہ اور زیادہ چمٹھ گیا۔ اس لئے جب مجھے اور کوئی صورت نظر نہ آئی تو میں نے تمہیں فون کیا۔" فیاض نے طویل سانس لیتے ہوئے باقی تفصیل بتا دی۔ اور عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی اور زیادہ گہری ہو گئی۔

"تو ریڈ۔ ٹی۔ اہم عہدیداروں سے استعفیٰ دلانا چاہتا ہے۔ مگر کیوں؟" عمران نے پوچھا۔

"یہی تو پتہ نہیں چل رہا۔ اس نے تقریباً تمام وزارتوں کے سیکرٹریوں۔ ایڈیشنل سیکرٹریوں کے نام خطوط لکھے ہیں۔ یعنی اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ پورا دفاتی سیکرٹریٹ ہی مستعفی ہو جائے۔" فیاض

نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو اس کا مطلب سر سلطان کو بھی خط ملا ہوگا۔ وہ بھی تو وزارت خارجہ کے سیکرٹری ہیں۔“ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ان کے نام بھی خط آیا ہے۔ لیکن وہ چونکہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے انہیں شاید معلوم نہ ہوگا۔“ فیاض نے جواب دیا۔

”سر سلطان ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں کب سے؟“

عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اُسے واقعی معلوم نہ تھا کیونکہ تقریباً ایک ماہ سے ان کے پاس کوئی کیس نہ تھا۔ اس لئے سر سلطان سے بھی رابطہ قائم نہ ہوا تھا۔

”مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ کب گئے ہیں۔ البتہ جب خط موصول ہوئے تو وہ ملک سے باہر تھے اور اب تک باہر ہیں۔“ فیاض نے جواب دیا۔

اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس نے سر سلطان کے بارے میں اس لئے پوچھا تھا کہ سر سلطان خط ملنے پر اُسے ضرور اطلاع کرتے۔ چاہے سرکاری طور پر کیس سیکرٹ سروس کے پاس ہوتا یا نہیں۔ ویسے بھی یہ کیس سیکرٹ سروس کا نہ تھا۔ انٹیلی جنس کا تھا۔

”تو اب ریڈ۔ ٹی۔ راست ایکشن پر اتر آیا ہے۔ اب دو باتیں مجھے بتا دو پہلی تو یہ کہ تم نے اپنے گھر کے ٹیلی فون سے تحقیقات کے بارے میں کس سے بات چیت کی ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”گھر کے فون سے۔ یعنی یہاں سے۔“ ہاں پوری انٹیلی جنس اس مسئلے پر کام کر رہی ہے۔ اور دفتر کے بعد وہ مجھے گھر کے فون پر

ہی رپورٹ دیتے ہیں۔“ فیاض نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے اب دوسری بات۔ ریڈ۔ ٹی کی طرف سے تمہیں پہلے بھی کوئی دھمکی ملی ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس سے پہلے تو کوئی دھمکی نہیں ملی۔“ فیاض نے جواب دیا۔

”او۔ کب۔“ اب میں سمجھ گیا کہ یہ ریڈ۔ ٹی کون ہے۔“ عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”کیا کہا۔ تم سمجھ گئے ہو۔ کون ہے؟“ فیاض نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”کوئی مجرم نکلے۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور فیاض کے ہونٹ یک لخت پھنج گئے۔

”تم مجھ سے چھپا رہے ہو۔ سچ بتاؤ۔ کیا واقعی تم اسے پہچان گئے ہو؟“ فیاض نے کہا۔

”دیکھو فیاض۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کیس تمہارے پاس ہے۔ اس لئے تم اسے حل کرنے کے پابند ہو۔ دوسری بات یہ کہ

ریڈ۔ ٹی نے تمہیں دھمکی دی ہے۔ مجھے تو نہیں دی۔ اس لئے میرا کوئی تعلق بنتا ہی نہیں۔ پھر میں سرکیوں کھیلتا پھروں۔“ عمران نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”تو تم میری مدد نہیں کرو گے۔“ فیاض نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”مدد۔ اسے یاد۔ میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا ہے کہ آج کل سخت

کڑکی کا زمانہ ہے۔ اس لئے بھلا میں کیا مدد کر سکتا ہوں۔ البتہ شاید دو چار روپے جیب میں پڑے ہوں تو میں کہہ نہیں سکتا۔۔۔ عمران نے باقاعدہ جیبیں ٹٹولتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاسکتے ہو۔ میں خود ہی اس کیس کو حل کر لوں گا۔ نہ کہ سکا تو استغنیٰ دے دوں گا۔ ٹھیک ہے جاؤ۔" فیاض نے باقاعدہ روٹھنے والے انداز میں کہا۔ اور سر ہانسنے سے سرٹکا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

"استغنیٰ دینے کے بعد مجھے اطلاع ضرور کرنا۔ تاکہ تمہاری پوسٹ پر میں سلیمان کا انٹرڈیکٹو واسکوں۔ کم از کم اس کی تنخواہ سے تو میری جان چھوٹ ہی جائے گی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "تم۔۔۔ تم میری تو نہیں کہہ رہے ہو۔ میں تمہیں اب تک دوست سمجھتا رہا ہوں۔ لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم انتہائی مطلبی خود غرض آدمی ہو۔ تمہیں صرف رقم سے مطلب ہے۔ صرف رقم سے۔ بولو۔ ریڈیو کا کیس حل کرنے کے لئے کتنی رقم لوگے۔ سودا کر دو مجھ سے۔"

فیاض نے حلق کے بل چختے ہوئے کہا۔ اس کی آواز غصے کی شدت سے کانپ رہی تھی۔

"کیا دے سکتے ہو؟" عمران نے اس طرح مطمئن لہجے اور خالص کاروباری لہجے میں کہا۔ جیسے واقعی فیاض کے ساتھ اس کا صرف کاروباری رشتہ ہو اور فیاض کا چہرہ اور زیادہ غصے سے پھر کئے لگا۔

"تو میرا خیال درست ہے۔ تم خود اپنی بولی لگاؤ۔" فیاض نے زہر خند لہجے میں کہا۔

"بولی لگاؤں۔ لیکن یہاں تو خریداری ہی مجھے نظر نہیں آ رہی ہے۔ اور تم تو خود مدد کے طلب گار ہو۔" عمران نے اُسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کس چیز کی بولی لگا رہی ہے؟" اچانک دروازے سے فیاض کی بیوی سلمیٰ کی آواز سنائی دی۔

"میری بولی لگا رہی ہے۔ فیاض صاحب مجھ سے ایک کیس حل کرانا چاہتے ہیں۔ میں نے تو کہہ لیا ہے کہ تم میرے دوست ہو۔ اور بھلا دوستوں کے کام اگر آدمی نہ آئے تو پھر وہ آدمی ہی نہیں رہتا۔ لیکن فیاض صاحب اڑے ہوئے ہیں کہ نہیں تم باقاعدہ سودا کر دو رقم بتاؤ۔۔۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے پاس اتنی رقم ہے کہ تمہیں سونے میں تول سکتا ہوں۔" عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا۔ "یہ تمہیں سونے میں تولے گا۔ تنخواہ تو پوری گھر میں آتی نہیں۔ پچھلے ایک سال سے کہہ رہی ہوں کہ سونے کا ایک لاکھ بنوا دو۔ تو یہی جواب ملتے کہ پیسے ہی نہیں ہیں۔ بونس ملے گا تو لاکھ بنوا دوں گا اور تمہیں سونے میں تولے گا۔ کیوں فیاض؟" سلمیٰ نے ایک محنت غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ ایسے ہی بکواس کرنا رہتا ہے۔ اور تم ہمیشہ اس کی باتوں میں آجاتی ہو۔ تنخواہ تو تمہارے سامنے آتی ہے اور تم ہی اسے خرچ کرتی ہو۔ میں تو جیب خرچ بھی تم سے لیتا ہوں۔" فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی وہ عمران کو ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو۔ خدا کے لئے سلمیٰ کو بنکوں والے اکاؤنٹ کے متعلق نہ بتانا۔

"لیکن ابھی تو تم سوداگر رہے تھے کہ اپنی بولی لگاؤ۔" — عمران نے مزے لیتے ہوئے کہا۔

"وہ — وہ تو میں مذاق کر رہا تھا۔ تم تو جانتے ہو سوکھی تنخواہ پر گزارہ ہے۔ اور آج کل جو تنخواہ ملتی ہے....." — فیاض نے بات بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ایک دن کی پیفوم پر ہی خرچ ہو جاتی ہو گی۔ کیوں؟" — عمران نے اسے چھڑتے ہوئے کہا۔

"کیا کیا کہہ رہے ہو۔ یہ پیفوم وغیرہ خریدی جاتی ہے۔ مجھے تو یہی بتایا جاتا ہے کہ تحفے میں ملتی ہے۔" — سلمیٰ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تحفہ — ہاں تحفہ ہی ہوتا ہے۔ بھلا دکاندار کی جرات ہے کہ سو پر فیاض کو تحفہ نہ دے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید کہتا تو کچھ اور چاہتا تھا لیکن فیاض نے بیوی کی نظریں بچا کر ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔ اس کے چہرے پر اس وقت واقعی بیچارگی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔

"اچھا میں یہ پوچھنے آئی تھی کہ کھانا لگا دوں۔" — سلمیٰ نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ لگاؤ۔ عمران بھی کھائے گا۔ آخر وہ میرا دوست ہے۔" فیاض نے جلدی سے کہا۔

اور سلمیٰ — ہلاتی ہوئی تیزی سے واپس مڑ گئی۔

"میں دوست ہوں۔ میں تو مطلبی اور خود غرض آدمی ہوں۔ کیوں؟"

سلمیٰ کے جلتے ہی عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ادہ ہو۔ تم بات ہی ایسی کرتے ہو کہ مجھے غصہ آ جاتا ہے۔"

فیاض نے شرمندہ سے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا خیال ہے۔ سلمیٰ بھابھی کو تمہارے بنک اکاؤنٹس کی پوری تفصیل بتا دوں۔ اس کے بعد شاید تم اسے سونے کا لاکٹ بنوا کر دینے کے لئے بونس کا انتظار نہیں کرو گے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ادہ — خدا کے لئے عمران۔ فارگ اڈ سیک۔ سلمیٰ کو اس بات کی ہوا بھی نہ لگنے دینا۔ ورنہ مجھے خودکشی کرنی پڑ جائے گی۔ پلیز عمران۔ تم تو میرے بہترین دوست ہو۔ انتہائی فراخ دل۔ بے غرض۔ پلیز عمران۔" فیاض نے بڑی طرح گڑ گڑاتے ہوئے سچ مچ عمران کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"واہ۔ اب وہ دوست کی تعریف ہی بدل گئی۔ اب میں فراخ دل۔ ادب بے غرض بن گیا ہوں۔ واہ اسی لئے تو بزرگ کہتے ہیں کہ شادی کے بعد ہی آدمی کو صیح عقل آتی ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ فیاض کچھ کہتا۔ پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ فیاض نے جلدی سے ہاتھ بٹھا کر سیوا کھٹا لیا۔ "کون بول رہا ہے؟" — فیاض نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"یہ عمران تمہارے پاس بیٹھا کیا کر رہا ہے۔ کیا تم اسے میرے خلاف آمادہ کر رہے ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو عمران کو کہہ دینا کہ ریڈرنٹ"

چاہے تو اُسے سڑک پر گولی مار سکتا ہے۔ اس کے فلیٹ کو بچہ سے اڑا سکتا ہے۔ اس کی والدہ اور بہن کو اغوا کر سکتا ہے۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ آواز چونکہ عمران کے کانوں تک بھی پہنچ رہی تھی اس لئے عمران نے ایک لخت رسیور فیاض سے چھین لیا۔

”مادری کی ڈگدگی پر ناچ سکتا ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ تو تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ سنو عمران۔ میرا تم سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ اس لئے یہ میری طرف سے آخری وارننگ ہے کہ تم میرے محلے میں طوٹ نہ ہونا۔ ورنہ میں تمہارا وہ حشر کر دیں گا کہ تم پوری دنیا کے لئے سامان عبرت بن جاؤ گے۔“ دوسری طرف سے چپختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اوماس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”یہ۔۔۔ یہ تو پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔ کاش یہ کسی طرح میرے ہاتھ آجاتا۔“ فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”جب ہاتھ آجائے تو مجھے بھی بتا دینا۔ میں بھی اس کی گردن کا ناپ معلوم کر لوں گا۔ فی الحال میں چلتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔ اور تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”اُسے وہ کھانا۔“ فیاض نے چیخ کر کہا۔

”بھابھی سے معذرت کر لینا۔ پھر کبھی سہی۔ فی الحال میرا چائے پینے کا موڈ بن گیا ہے اور چائے بھی سرد۔“ عمران نے

مڑے بغیر کہا۔ اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

عمران کی بات سن کر فیاض کے چہرے پر ایک لخت مسکراہٹ سی رہینگ گئی۔ کیونکہ عمران کے فقرے اسے وہ سمجھ گیا تھا کہ اب عمران ریڈ۔ ٹی کے کیس پر کام کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اور اتنا اُسے اعتماد تھا کہ اب ریڈ۔ ٹی کے دن گئے جا چکے ہیں۔

یہ ذلاد کی نہیں ہیں۔" — عمران نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔
 "مجھے معلوم ہے تمہاری پسلیوں کے متعلق۔ اور یہ بھی سن لو کہ میں تمہارے
 کارناموں سے بھی واقف ہوں۔ اس لئے میرے ساتھ کسی حیکم باندی کی
 کوشش نہ کرنا۔" فرنیک نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے
 چہرے پر واقعی خلوص اور دوستی کی جگہ گاہٹ موجود تھی۔
 "اچھا تو تم نے شاید میری پسلیوں پر ہی مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری
 لی ہوگی۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ تم نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری آکسفورڈ
 سے حاصل کر لی تھی۔" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔
 "ہاں۔ بڑی مشکل سے ملی تھی۔ وہ میرا مقالہ ہی پاس نہ کر رہے تھے۔
 بہر حال ہو گئی۔" فرنیک نے ہنستے ہوئے کہا۔
 "یعنی آکسفورڈ والوں کو آخر کار شرم آ ہی گئی۔ سناؤ آج کل کیا ہوا
 ہے۔ مجھے تو پتہ چلا تھا کہ تم ہالینڈ کی ایٹلی جنس یعنی خفیہ سر دس میں ملازم
 ہو۔" عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔
 "ارے تمہیں کیسے پتہ چل گیا۔ کمال ہے۔ تم کبھی ہالینڈ نہیں آئے۔
 میں پہلی بار یہاں پاکشیا آیا ہوں۔ پھر کیسے۔" فرنیک کے لہجے
 میں بے پناہ حیرت تھی۔
 "آؤ ہال میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ پھر میں تمہیں تفصیل سے بتاتا ہوں کہ
 یہ کتنا بڑا نجومی ہوں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فرنیک
 کا ہاتھ پکڑ کر ہال کے مین گیٹ کی طرف چل پڑا۔
 "نجومی اور تم۔ کیوں علم نجوم کا بیڑا غرق کرنے پر تلے ہوئے ہو؟
 فرنیک نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

عمران نے کار جیسے ہی ہوٹل کی پارکنگ میں روکی ایک
 اور کار اس کے قریب آکر رکی۔
 "ارے تم۔ تم علی عمران تو نہیں ہو۔" کار کا دروازہ
 لاک کرتے ہوئے عمران کو اپنی پشت پر سے آواز سنائی دی۔ اور
 عمران بڑی طرح چونک کر مڑا۔ تو ساتھ والی کار سے ایک لمبا تھونکا غیر
 ملکی نوجوان نیچے اتر رہا تھا۔ اور دوسرے لمحے عمران اُسے پہچان گیا
 وہ فرنیک تھا۔ آکسفورڈ میں اس کا گھر دوست۔
 "فرنیک تم۔" عمران نے بھی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور
 پھر دوسرے لمحے وہ دونوں بازو دکھولے یوں ایک دوسرے کی طرف
 بڑھے جیسے صدیوں سے بچھڑے ہوئے ایک دوسرے سے ملنے
 ہیں۔
 "ارے ارے۔ خدا کے لئے۔ ارے میری پسلیاں۔ ارے

”دیکھو فرنیک۔ یہ ٹھیک ہے تم میرے گہرے دوست ہو اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ تم طویل عرصے بعد ملے ہو۔ لیکن میں تمہیں اپنے فر کا مذاق اڑانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ ہاں۔۔۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”فن کا مذاق۔۔۔ واہ تمہارا فن۔ سنو عمران۔ میں نے پہلے کہا۔ کہ میرے سلسلے میں تمہاری بکواس نہیں چل سکتی۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔“ فرنیک نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”لو تو تم مجھ سے بھی بڑے بخومی ہو۔ یعنی رگیں میری اور واقف ہو۔“ عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔ اس وقت وہ ہال میں داخل ہو چکے تھے۔

”یار۔ یہ ملتے ہی تم نے کیا بخومی بخومی کی رٹ لگا دی ہے۔ کیوں یہ موڈ خراب کر رہے ہو۔ کوئی اور بات کرو۔ تم جانتے تو ہو مجھے غصہ آ جائے تو پھر.....“ فرنیک نے کہا۔

”تو پھر میں فرنیک کی بجائے فران بن جاتا ہوں۔ کیوں؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ ظالم۔ یہ تم نے کیا یاد دلادیا۔ ہم تو تڑپتے ہی رہ گئے۔ اور فران کو وہ دیکھ کی شکل والا ہماری لے اٹھا۔ اب تو وہ چھ سات بجے بھی پیدا کر چکی ہوگی۔“ فرنیک نے بڑا سا منہ بنا تے ہوئے کہا۔ او عمران اس کا لہجہ سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ دونوں ایک خالی میز پر بیٹھ چکے تھے۔

”تو کسا۔۔۔ کرکٹ کی باقی ٹیم تم پوری کر لینا۔“ عمران نے ہنس

ہوئے کہا۔

”وہ یکچہ اس کی جان چھوڑے گا تو بہر حال چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم واقعی یہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو؟“ فرنیک نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

”سیکرٹ سروس کے لئے۔ ارے کیا غضب کر رہے ہو۔ کیوں ڈیڈی سے مجھے جوتیاں مروانے کا ارادہ ہے؟“ عمران نے خوں زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔۔۔ اس میں جوتیاں کہاں سے گھس آئیں۔ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنا جرم ہے۔“ فرنیک کے چہرے پر حیرت تھی۔

”جج۔ جج۔ جرم تو نہیں ہے۔ لیکن تم خود سوچو۔ ڈیڈی تو سنٹرل انیشی ایٹس کے ڈائریکٹر جنرل ہوں۔ اور ان کا بیٹا لمبے ڈنڈے والا برش اٹھائے لوگوں کی خفیہ سروس کرتا پھرے۔ ڈیڈی اسے کھلا کیسے گوارا کر سکتے ہیں؟“ عمران نے کہا۔

”برش اٹھائے اور خفیہ سروس کرتا پھرے۔ کیا تم ابھی ابھی مینڈل ہسپتال سے تو فرار ہو کر نہیں آئے۔ میں سیکرٹ سروس کی بات کر رہا ہوں۔ اور تم نے سنجائے کیا بکواس شروع کر دی ہے۔“

فرنیک نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

”بھئی انسان کی خفیہ سروس یعنی سیکرٹ سروس یہ تو ہو سکتی ہے کہ برش سے صفائی۔ ارے اب میں کیسے وضاحت کروں بات ہی شرم والی ہے۔“ عمران نے باقاعدہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

اور فرنیک چند لمحے تو غور سے اُسے دیکھتا رہا جیسے اُس کی بات پر غور

کہہ رہا ہو۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے اس قدر زوردار قہقہہ نکلا کہ ہال میں موجود ہر شخص بے اختیار چوک کر اُسے دیکھنے لگا۔
 "ارے ارے۔ آہستہ ہنسو۔ یہ شرفا کا ہوٹل ہے۔ خفیہ سرور والوں کا نہیں۔" عمران نے کہا۔

"اچھا تو تم نے مجھے بھی اس خفیہ سرورس میں گھسیٹ لیا۔ ویسے ایک بات ہے۔ سیکرٹ سرورس کے اس نئے معنی نے مزہ دے دیا۔ بہت خوب۔" فرنیک نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں عمران کے زانو پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ اور عمران ایک لمختہ بخچا ہوا اچھلا اور کسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا۔

"ارے ارے۔ کیا ہوا۔" فرنیک بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا جب کہ عمران کے منہ سے اس طرح کہہ رہی تھیں جیسے اس کے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ کر بکھر گئی ہوں۔ یاس ہی موجود ویٹر تیزی سے عمران کی طرف بڑھلا۔ ادھر فرنیک نے بھی جھک کر اس کا بازو پکڑا اور عمران کو اہٹا ہوا یوں اٹھا جیسے اٹھ کر اس نے فرنیک کی سات پشتوں پر احسان کر دیا ہو۔ ویٹر نے کمرسی سیدھی کی۔

"یہ تمہیں کیا ہو گیا تھا۔ پہلے تو تم اس قدر کمزور نہ ہوتے تھے۔" فرنیک نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اس وقت جوانی تھی۔ اب تو بڑھاپا کی آخری منزلیں بھی کہ اس کہ چکا ہوں۔" عمران نے کہہ رہے تھے منہ بنا کر جواب دیا۔

"صاحب۔ کیا لاؤں۔" ویٹر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
 "ان سے پوچھ لو۔ یہ کیا پینا چاہتے ہیں اور میرے لئے ہلدی چونا"

عمران نے کہا۔
 "ہلدی چونا۔۔۔ وہ کیا ہوتا ہے۔ کیا کسی نئے مشروب کا نام ہے۔" فرنیک نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ جب تم جیسے رستم کا ہاتھ کسی کمزور پوچھ جلتے تو اسے یہی مشروب ہی پینا پڑتا ہے۔ اس سے ٹوٹی ہوئی ہڈیاں جڑ جاتی ہیں۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"صاحب۔ آپ کے لئے کیا لاؤں۔ عمران صاحب کے متعلق تو مجھے علم ہے یہ تو کافی پیسے گے۔" ویٹر نے مسکراتے ہوئے فرنیک سے کہا۔

"اچھا۔ تو جناب یہاں پہلے بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ ٹھیک ہے میرے لئے بھی کافی ہی لے آؤ۔" فرنیک نے کہا اور ویٹر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"فرنیک یا ر سچ بتانا کتنی شادیاں کی ہیں تم نے۔" عمران نے ویٹر کے جلتے ہی بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"شادیاں۔۔۔ اور کتنی۔ کیا مطلب۔ یہ شادیاں اچانک کہاں سے ٹپک پڑیں۔" فرنیک نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ایک تو تم بات بات پر حیران ہو جلتے ہو۔ آکسفورڈ میں بھی ہتھارہا۔ یہی حال تھا۔ اس لئے تو فران کو ہماری سے شادی کرنی پڑ گئی ہو گی۔ دیکھو میں نے شادی نہیں کی اس لئے میں اس قدر کمزور ہو گیا ہوں کہ ہتھارہا ایک ہاتھ بھی نہیں سہار سکا۔ اور ظاہر ہے ہتھارہا تھا اس قدر بھاری تھا کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی چٹان میرے زانو پر آ گئی

ہو۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ تم شادیاں کر کر کے طاقتور ہو گے ہو۔۔۔ عمران نے اپنی بات کی باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اور فرنیک اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہاری عادتیں واقعی وہی ہیں۔ تم ذرا برابر بھی نہیں بدلے۔“ فرنیک نے ہنسے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے دیٹر نے کافی کے بوتل میز پر لگا دیئے۔

”وہ تم میری بات گول کر گئے تھے وہ سیکورٹ سروس والی۔ اصل بات یہ ہے کہ میں یہاں آ کر تم سے خود ملنا چاہتا تھا۔ میں آج صبح ہی یہاں پہنچا ہوں اور اسی ہوٹل میں سی رہائش پذیر ہوں۔۔۔ لیکن مجھے تمہارے گھر کا پتہ نہ تھا۔ اب یہ اتفاق ہے کہ تم سے یہاں ملاقات ہو گئی۔“ فرنیک نے کافی کا ٹکڑا اٹھاتے ہوئے ایک لحظہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”جب ہوٹل میں تمہیں کمرہ مل گیا تو پھر تم مجھے کیوں تلاش کر رہے تھے۔ مسئلہ تو رہائش کا ہی ہوگا۔ وہ تو حل ہو گیا۔“ عمران نے منہ بندتے ہوئے کہا۔

”رہائش کا مسئلہ نہیں ہے۔ تم غلط سمجھے ہو۔ ایک سرکاری مسئلہ ہے۔ تمہاری اطلاع درست ہے کہ میں ہالینڈ کی انٹیلی جنس میں ہوں۔ اور انٹیلی جنس میں ہوتے ہوئے مجھے تمہارے بارے میں علم ہوا تھا کہ تم پاکٹ سیکورٹ سروس میں باقاعدہ شامل تو نہیں ہو لیکن اس کے لئے کام کرتے ہو۔ اور انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض تمہارا گہرا دوست ہے۔ میں اس سرکاری مسئلے کے سلسلے میں تم سے ملنا

چاہتا تھا۔۔۔ فرنیک نے کہا۔

”سپرنٹنڈنٹ فیاض کا تو قطعی ارادہ نہیں ہے انٹیلی جنس چھوڑنے کا۔ اور ویسے بھی یہ ملک ہالینڈ کی نسبت تو خاصا پس ماندہ ہے۔ یہاں تمہیں اتنی تنخواہ تو نہیں مل سکتی۔“ عمران نے کافی کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو اب یہ نیا چکر چلا دیا ہے۔ یا تم سے تو بات کرنا ہی مصیبت بن جاتی ہے۔ سیدھی بات تو تم کہتے ہی نہیں۔ میں یہاں سپرنٹنڈنٹ فیاض کی جگہ لینے نہیں آیا۔ ایک مجرم کے پیچھے آیا ہوں۔ اور اس سلسلے میں سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ملنا چاہتا ہوں۔ سرکاری طور پر یہ نہیں بلکہ پرائیویٹ طور پر۔“ فرنیک نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”وہ مجرم سپرنٹنڈنٹ فیاض کی قید میں ہے۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”قید میں۔ کیا مطلب۔“ فرنیک نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

”یا تم خود ہی تو کہہ رہے ہو کہ مجرم کا پیچھا کرتے ہوئے آئے ہو۔ اور اب سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ملنا چاہتے ہو۔ تو ظاہر ہے مجرم یہاں آتے ہی سیدھا سپرنٹنڈنٹ فیاض کے پاس پہنچ گیا ہوگا۔ اس لئے ظاہر ہے تم اب مجرم کی بجائے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ملنے کے واسطے ڈھونڈ رہے ہو۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہ بات نہیں۔ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے میرے کمرے میں چلو۔ میں تمہیں وہاں تفصیل سے بتاتا ہوں۔ اس کے بعد تم جیسا مشورہ دو گے میں ویسے ہی کر دوں گا۔“ فرنیک نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میرا مشورہ ماننے والے تو آج تک سہ کپڑے بیٹھے روئے ہیں۔ یہ سوچ لینا۔“ عمران نے کہا۔ اور فرنیک ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”تم فکر نہ کرو۔ فرنیک رونے والوں میں سے نہیں بلکہ رلانے والوں میں سے ہے۔ تم ابھی فرنیک سے پوری طرح واقف نہیں ہو۔“ لاینڈ والے جانتے ہیں کہ فرنیک کیلئے ہے۔“ فرنیک نے لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”لاینڈ والے کیا جانتے ہیں اور کیا نہیں۔ اس کا تو مجھے علم نہیں البتہ اتنا علم ضرور ہے کہ فرنیک کی فران کو ہنری لے اٹا ہے۔ اور فران نے پانچ چھ بچے بھی پیدا کر دیئے ہیں۔ جب کہ فرنیک بیچارہ ابھی جاسوسی ہی کرتا پھر رہا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور فرنیک مصنوعی غصے کے سے انداز میں اُسے گھورنے لگا۔

چند لمحوں بعد وہ تیسری منزل کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ ایک طرف فرنیک کا اچھی کیس پڑا ہوا تھا۔ جب کہ الماری کے کھلے پٹوں میں سے اس کے دو ٹکے ہوئے سوٹ بھی صاف دکھائی دے رہے تھے۔

”ہاں اب بتاؤ۔ کہ فران کا چھپا کر تے کرتے تم سپرنٹنڈنٹ فیاض تک کیسے پہنچ گئے۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے اطمینان سے کہا۔

”کو اس نہیں چلے گی سمجھے بڑا اہم مسئلہ ہے۔ سنو۔ ایک بین الاقوامی مجرم ہے ریڈ۔ ٹی۔ جانتے ہو ریڈ۔ ٹی کو۔“ فرنیک نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور فرنیک کے منہ سے ریڈ۔ ٹی کا نام سن کر عمران دل میں تو ضرور چونک پڑا۔ لیکن اس نے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات پیدا نہ ہونے دیئے۔

”ریڈ۔ ٹی۔ یہ چائے کی کوئی نئی قسم ہے۔ ہمارے ہاں عام ٹی کے علاوہ گمبیرن ٹی ہوتی ہے۔“ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”یہ چائے کی قسم نہیں ہے۔ ایک انتہائی عیار اور خطرناک مجرم کا نام ہے۔“ فرنیک نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ کل کو تم کہو گے کہ کو با کو لا بھی ایک مجرم کا نام ہے۔ پرسوں مینگو جو س نام کا مجرم آجائے گا۔ اور اس کے بعد پوری کمریلنے کی دکان میلڈن جرائم میں کود پڑے گی۔“ عمران نے بڑا سامنے بناتے ہوئے کہا۔

”یہ مجرم آج کل تمہارے ملک میں کام کر رہا ہے۔“ فرنیک نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے دکان اس کی۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”دکان۔ کیسی دکان۔“ فرنیک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”وہی سرخ چائے کی۔ چلو چل کر پی لیتے ہیں۔ پتہ تو چلے کہ یہ سرخ چائے ہوتی کیسی ہے۔“ عمران نے کہہ ملتے ہوئے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے۔ میں نے تمہارے متعلق اب تک جو سنا ہے وہ

غلط ہے۔ تم بالکل احمق اور گھامڑ آدمی ہو۔ ٹھیک ہے۔ آئی۔ ایم سو ری یہ خود سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بات کر لوں گا۔ فرینک نے بڑی طرح ہنسنے لہجے میں کہا۔

”لیکن تم اس سے کس طرح بات کرو گے۔ تمہیں جتنی انگریزی آتی ہے اتنی انگریزی تو وہ پانچویں جماعت میں پڑھ چکا ہے۔ اور اردو تمہیں آتی نہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ ریڈ۔ ٹی کا سلسلہ اس کی توقع سے کچھ زیادہ ہی درازہ ہوتا جا رہا ہے۔

”دیکھو عمران مذاق ختم کر دو۔ یہ واقعی انتہائی سیریس مسئلہ ہے۔ صرف ہمارے لئے نہیں تمہارے ملک کے لئے بھی۔ ریڈ۔ ٹی انتہائی خطرناک مجرم ہے۔ وہ جس ملک میں جاتا ہے وہاں تباہی پھیلا دیتا ہے۔ ایٹم جنس سیکرٹ سروس اور پوری حکومت کو اس قدر زچ کر رہا ہے کہ سب لوگ بڑی طرح بوکھلا جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی اس نے یہی کام دکھایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم اپنے ملک کے دس اعلیٰ ترین عہدیدار قتل کر ا بیٹھے۔ ایک سائنس لیبارٹری تباہ ہوئی۔ بڑے دد بنگوں پر ڈاکے پڑے۔ اور اس کے بعد ہمیں دد کر وٹ پونڈ دے کر اپنی جان چھڑانی پڑی لیکن میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اس سے انتقام لوں گا۔ اس لئے میرا انکوائری میں لگا رہا۔ اور پھر مجھے معلوم ہوا کہ ریڈ۔ ٹی ہالینڈ سے اب پاکیزہ پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ میں یہاں آ گیا۔ سرکاری طور پر نہیں غیر سرکاری طور پر۔ سرکاری طور پر تو میں چھ ماہ کی چھٹی پر ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں سرکاری طور پر نہیں بلکہ پرائیویٹ طور پر سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ ہم مل کر اس مجرم کا گھیراؤ کر سکیں۔“ فرینک نے بولنا شروع کیا تو بس بول

بی چلا گیا۔

”اچھا۔ پھر تو یہ واقعی ریڈ۔ ٹی ہے۔ بہر حال میں اس سلسلہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ یقین کر دو میرا وزن تو صرف پچاس ساٹھ پونڈ ہی ہوگا۔ بس ہڈیاں ہی ہڈیاں ہیں گوشت تو میں نے اپنی خالہ جان کے جسم کو کرایہ پر دیا ہوا ہے۔“ عمران نے مسسا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ دد کر وٹ پونڈ رقم کو وزن کی طرف گھا کر لے گیا تھا۔

”تو تم اس مجرم کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتے۔“ فرینک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ ایک بات بتاؤ۔ نہ میں حکومت کا اعلیٰ عہدیدار کہ قتل کے خوف سے ریڈ۔ ٹی کے خلاف کام شروع کر دوں۔ نہ میری کوئی سائنس لیبارٹری ہے۔ جس کی تباہی کا خوف ہو۔ اور نہ ہی میرے پاس رقم کہ جس کا ریڈ۔ ٹی کے پاس جانے کا خطرہ ہو۔ پھر مجھے پاگل کتنے کاٹا ہے کہ میں اس قدر خوفناک مجرم کے پیچھے بھاگتا پھروں۔ البتہ اگر تمہیں وہ مل جائے تو مجھے بتا دینا میں کوشش کروں گا کہ ان دد کر وٹ پونڈ میں سے پہلے وہ تو کم از کم اس سے حاصل کر لوں۔“ عمران نے بڑا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں نے سنا تھا کہ تم سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو۔“ فرینک نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”کسی دشمن نے یہ ہوائی اڈائی ہوگی۔ اعداد تے اڑتے ہالینڈ میں یہ ہوائی جاگرمی ہوگی۔ بتایا تو ہے کہ فریڈمی کے ہوتے ہوئے میں خفیہ سروس کا دھندہ کیسے کر سکتا ہوں۔ جوتیاں کھانی ہیں میں نے۔“ عمران نے کہا اور فرینک ہنس پڑا۔

دس گئے کہ وہ استعفیٰ دے دیں۔ پھر کسی ایک کو قتل کر دیا ہوگا۔ اس کے بعد اس نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو زخمی کر کے حکومت کو یہ بتایا ہو گا کہ وہ چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ فرنیک نے تیز تیز ہجے بن کہا۔

اب جب تم سب کچھ جانتے ہو تو پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔ اب بھی بتادو کہ وہ آئندہ کیا کرے گا۔ آج مجھے احساس ہو رہا ہے کہ مجھ سے بھی بڑے بخومی پڑے ہیں اس دنیا میں۔ ویسے ایک بات پوچھوں۔

فرنیک نے چونک کر پوچھا۔

”یہ ریڈ۔ ٹی کہیں سارے کام تم سے مشورہ لے کر تو نہیں کرتا۔ کہ تم اس سے اس قدر واقف ہو۔“ عمران نے کہا۔ اور فرنیک بڑی رنج ہونٹ کلٹنے لگا جیسے اُسے عمران کی بات پر شدید غصہ آرہا ہو۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم مجھ پر شبہ کر رہے ہو۔ کہ میں ریڈ۔ ٹی سے ملا ہوں۔ افسوس ہے تم پر۔“ فرنیک کے لہجے میں واقعی بے پناہ صدمہ تھا۔

”ارے ارے۔ یہ تم نے کیسے سمجھ لیا۔ تم سب کچھ ہو سکتے ہو۔ تم از کم ریڈ نہیں ہو سکتے۔ اگر تم ریڈ ہوتے یعنی تمہارا خون سرخ ہوتا۔ سرے لفظوں میں خون میں طاقت ہوتی تو فران بے چارہ کیوں

پہ سے شادی کر بیٹھتی۔“ عمران نے کہا۔ اور فرنیک بے بسی سے انداز میں ہنس کر رہ گیا۔

”تم بات بنانے میں ماہر ہو۔ بہر حال اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ

”ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ یہ کیس سیکرٹ سروس کا نہ ہوگا۔ ایٹمی اسے ڈیل کر رہی ہوگی۔ کیا تم سپرنٹنڈنٹ فیاض سے میری ملاقات کرا سکتے ہو۔“ فرنیک نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کتنے پیسے ہیں تمہاری جیب میں۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے

میں پوچھا۔

”پیسے۔ کیا مطلب۔“ فرنیک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”وہ آج کل زخمی ہو کر گھر پڑا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے۔ ایسا ملاقاتی اسے پسند آئے گا۔ جو اس کے علاج معالجے کا خرچہ تو کم از کم اٹھالے۔ اور یہ بھی بتادو کہ وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض ہے کوئی گھیسارہ نہیں۔ زخمی بیٹی بھی دو گھوڑا بوسکی سے کم کپڑے کی نہیں باندھتا۔“ عمران نے کہا۔

”زخمی پڑا ہے۔ کیا مطلب۔ کس نے اُسے زخمی کیا ہے۔“

فرنیک نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ وہ عمران کی باقی بات گول کر گیا تھا۔

”وہ بھی کسی ٹی وغیرہ کا نام لے رہا تھا۔ اب مجھے تفصیل کا تو علم نہیں۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ گرم چائے کی کیتلی اس پر الٹ گئی ہوگی۔ اس لئے ٹی ٹپکاروں میں بن میں کا گانا گاتا پڑا ہوا ہے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے ریڈ۔ ٹی نے اپنی کارروائی شروع کر دی ہے۔ وہ ایسے ہی کرتا ہے۔ پہلے وارننگ دیتا ہے پھر پھر پھر کارروائی کرتا ہے۔ اس نے یقیناً پہلے یہاں کے اہم عہدیداروں کو خطوط لکھے

”تم کہتے ہو تو کہہ کر دیتا ہوں۔ اچھا میں اب چلتا ہوں۔ میرا باورچی سیلا
بڑا با اصول آدمی ہے۔ اگر میں اس کے بتائے ہوئے وقت پر نہ پہنچا تو
میرے حصے کا کھانا بھی کھالے گا۔ اور ظاہر ہے اس کے بعد میری
قسمت میں بھوک ہی رہ جائے گی۔ اس لئے ٹاٹا۔ اسے ہاں میرا فلیڈ
کنگ روڈ پر ہے۔ نمبر دو سو ہے۔ ریڈ۔ ٹی اگر نہ مل سکے تو میرے پاس
جانا۔ میں سلیمان کی منت خوشامد کر کے کسی نہ کسی طرح ریڈ۔ ٹی بنوا ہی لوں
عمران نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ فرنیچ کچھ کہتا عمران دروازہ کھول
کہہ کرے سے باہر چکا تھا۔

”لیکن تمہیں کیسے یقین ہے کہ وہ لٹو کی غیر ملکی مجرم ہے؟“
عافی نے منہ بنا کر پوچھا۔

”میں اُسے پہچانتا ہوں۔ ایک کیس میں میرا اس کے ساتھ ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ تمہیں وہ کیس یاد نہیں جس میں عمران کو ایک اُبلتی ہوئی دلمل میں پھینک دیا گیا تھا۔ یہ لڑکی اس کیس میں سامنے آئی تھی۔ لیکن پھر اچانک غائب ہو گئی تھی۔“ چوہان نے جواب دیا۔ اور نعمانی نے سر ہلادیا۔

”اوہ اچھا۔ وہ ویلٹرین کارن والا کیس۔ ٹھیک ہے مجھے یاد آ گیا ہے۔“ نعمانی نے کہا۔ اور وہ اُسی انداز میں آگے بڑھتے گئے۔ اب فارم ہاؤس کا ٹوٹا ہوا پھاٹک بالکل قریب آ گیا تھا۔ لیکن فارم ہاؤس واقعی ویران اور خالی نظر آ رہا تھا۔ اس میں زندگی کے کوئی آثار نہ تھے۔ چوہان اور نعمانی ایک ہوٹل میں کھانا کھانے کے بعد ویسے ہی لاناگ ڈرائیونگ کا لطف لینے کے لئے ادھر نکل آئے تھے۔ کیونکہ آج کو ایک ٹھوکی طرف سے مسلسل خاموشی تھی۔ ان کے پاس کوئی کام نہ تھا۔ اس لئے وقت گزارنے کے لئے وہ بھی ایسے ہی ادھر ادھر گھومتے پھرتے رہتے تھے۔ کہ اچانک ایک کار ان کے قریب سے گزری۔ اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا چوہان چونک پڑا۔ کار ان سے کچھ دور ایک بائی روڈ پر مڑ گئی۔

”میں ایک منٹ میں آیا۔“ چوہان نے اپنی کار دکتے ہوئے کہا اور پھر وہ کار سے اتر کر تیزی سے بھاگتا ہوا اُسی بائی روڈ کی طرف مڑ گیا تھا۔ جب کہ نعمانی حیران و پریشان بیٹھا رہ گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد چوہان نے آکر بتایا کہ وہ لڑکی ایک بین الاقوامی مجرمہ ہے۔ اور یہاں سے قریب ہی ایک ویران فارم ہاؤس میں گئی ہے۔

نعمانی بھی اُسے چیک کرنے کے لئے چوہان کے ساتھ چل پڑا۔ کار انہوں نے وہیں رہنے دی اور پیدل آگے بڑھ گئے۔

”وہ کار تو کم از کم نظر آ جاتی یہاں تو وہ کار بھی نظر نہیں آرہی“ مانی نے فارم ہاؤس کے پھاٹک کے قریب پہنچ کر کہا۔ ”ہو سکتا ہے وہ فارم کی پچھلی طرف موجود ہو۔ تم پچھلی طرف جا کر خیال کرو۔ پھاٹک کی طرف سے اندھا جاتا ہوں۔“ چوہان نے کہا۔ ”میرا خیال ہے ہمیں باہر ہی انتظار کرنا چاہیے۔ لڑکی بہر حال آئے تو ہم اس کی نگرانی کر کے صورت حال معلوم کر لیں گے۔“ فی شایہ ذہنی طور پر اس لڑکی کے پیچھے فارم ہاؤس میں جانے کے لئے لپکا رہا تھا۔

”دیکھنا تو یہی ہے کہ یہ لڑکی یہاں ویران فارم میں کیا کرنے گئی ہے۔ نہ کار کو تو اس کے نمبروں سے بھی ٹریس کیا جاسکتا ہے۔“ مان نے کہا۔

اور پھر نعمانی نے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔ اور وہ تیزی سے اس عقبی طرف کو مڑ گیا۔ جب کہ چوہان پھاٹک کھول کر بڑی احتیاط سے داخل ہوا۔ اب اس نے ریو اور جیب سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

فارم کا سامنے والا حصہ بالکل شکستہ تھا۔ البتہ کار کے ٹائروں کے نات ادھر جلتے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ چوہان ان نشانوں دیکھتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بڑی طرح چونک گیا۔ جب اس نے ٹائروں کے نشانات سائیڈ کی طرف گھوم کر جلتے

ہوئے دیکھے وہ ان نشانات کے پیچھے سائیڈ کی طرف گھوم گیا۔ فارم
ہاؤس کی عمارت کے عقبی طرف پہنچتے ہی اس کے حلق سے ایک طویل سا
نکل گیا۔ کیونکہ عقبی طرف دیوار ڈھٹی ہوئی تھی اور گاہ کے ٹائمرڈل کے
نشانات بتا رہے تھے کہ کار عقبی طرف سے نکل گئی ہے۔ چوہان تیزی
سے عقبی دیوار کے پاس پہنچا۔ نعلانی بھی ایک درخت کی اوٹ سے نکل
کر باہر آ گیا۔

”وہ تو اس طرف سے نکل گئی ہے۔“ چوہان نے قدرے
شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اُسے ہمارے تعاقب کا علم ہو گیا ہوگا۔
ورنہ اُسے اس طرح ڈاج دے کہ نکلنے کی کیا ضرورت تھی۔“ نعلانی
نے کہا۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ چوہان اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک
انہیں بھاٹک کی طرف سے کسی کار کے انجن کی آواز سنائی دی۔ تو وہ
دونوں تیزی سے عقبی دیوار سے نکل کر ایک بڑی جھاڑی کی اوٹ میں
ہٹ گئے۔

چند لمحوں بعد سیاہ رنگ کی ایک لمبی سی کار اس عقبی دیوار کے
پاس آ کر رکی۔ لیکن اس میں سے کوئی باہر نہ نکلا۔ کار کے شیشے بلائیں
تھے۔ اس لئے اندر موجود افراد نظر نہ آ رہے تھے۔ کار چند لمحے
وہاں رکی رہی پھر تیزی سے بیک ہوئی۔

”آؤ۔۔۔ وہ واپس جا رہی ہے۔“ چوہان نے نعلانی کا ہاتھ
دبالتے ہوئے کہا۔ اور وہ فارم ہاؤس کی سائیڈ دیوار کے قریب سے

”بیٹھ جاؤ۔“ باس نے نرم لہجے میں کہا۔ اور کانپتا ہوا راک کی آگے
بڑھا اور باس کے سامنے رکھے ہوئے صوفے پر مودبانہ انداز میں بیٹھ
گیا۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات بدستور موجود تھے۔
”میں نے چیک کر لیا ہے۔ تم نے واقعی اپنی طرف سے پوری کوشش
کی ہے۔ اس لئے تم زندہ بھی بچ گئے ہو۔ اگر تم سے معمولی سی بھی کوتاہی
ہو جاتی تو تم جانتے ہو ریڈ۔ ٹی کی لغت میں رحم اور معافی کے الفاظ موجود
نہیں ہیں۔“ باس نے کہا۔

”میں جانتا ہوں باس۔“ راک نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
”لیکن یہ ناکامی کیوں ہوئی۔ کیا ہمارے پاس کال ٹریس کرنے کی
جدید ترین مشینری نہیں ہے۔ کیا ہماری مشینری خراب ہو چکی ہے۔ حالانکہ
وہ فون بھی موجود ہے اور اس پر بات بھی ہوتی ہے۔“ باس نے
تیز لہجے میں کہا۔

”یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی باس۔ ہو سکتا ہے اس کے
لئے کوئی ایسا جدید ترین انتظام کیا گیا ہو۔ جسے ہماری مشینری چیک نہ کر
پا رہی ہو۔“ راک نے جواب دیا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ میں خود اسے چیک کر لوں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ ان دو
کے علاوہ اور کسی ممبر کا پتہ چلا۔“ باس نے پوچھا۔

”نہیں باس۔ فی الحال تو پتہ نہیں چل رہا۔ ان دونوں کا بھی بس
اتفاق سے پتہ چل گیا تھا جب انہوں نے کھانا کھانے کے دوران ایکسٹو
کا نام لیا تھا۔ پھر آپ کے حکم کے مطابق ان کی چیکنگ کے لئے
ڈرامہ کھیلا گیا اور اس طرح ان کی کار کو دگی بھی ظاہر ہو گئی کہ یہ واقعی

محسوس ہوتا تھا جیسے انسان کے چہرے پر کسی خونخوار چیتے کی آنکھیں لگادی گئی ہوں۔

"کیا پورٹ ہے راکی" — نوجوان نے نرم لہجے میں کہا۔ لیکن نرمی کے باوجود پس منظر میں تشکمانہ پن موجود تھا۔

"باس — سیکرٹ سروس کے دونوں ارکان زیر و پوائنٹ پر پہنچ چکے ہیں" — راکی نے سر اٹھاتے بغیر مودبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس فون نمبر پر انہوں نے ایک ٹوکو کال کیا تھا وہ مقام ٹریس ہوا" — نوجوان نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں باس۔ وہ مقام ٹریس نہیں ہو سکا۔ ہم نے بہت کوشش کی لیکن ہماری تمام کوششیں ناکام رہیں" — راکی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سراٹھاؤ" — یک لخت نوجوان نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور راکی نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔ پھر جیسے ہی اس کی نظریں نوجوان کی آنکھوں سے ملیں اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور دوسرے لمحے وہ پورے جسم سے بڑی طرح کانپنے لگا۔

"بب — بب — باس رحم کیجیے۔ باس ہم نے پوری کوشش کی باس" — نوجوان نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں ہکلاتے ہوئے کہا۔ اور باس نے ایک جھٹکے سے اپنا چہرہ ایک طرف ہٹالیا۔ چند لمحوں بعد اس نے چہرہ دوبارہ راکی کی طرف کیا تو اس کی آنکھیں عام انسانوں جیسی تھیں۔

طویل — اہلکار — میں چلتا ہوا نوجوان ایک دروازے پر جا کر رک گیا۔ اس نے پہلے اپنے کالر درست کئے ثنائی کی ناٹ کو ایڈجسٹ کیا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اس نے مخصوص انداز میں دستک دی "کون ہے" — دروازے کے اوپر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"راکی باس" — نوجوان نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔ "یس کم ان" — وہی بھاری آواز دوبارہ سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی بند دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اندر کمرے میں ہلکی روشنی تھی۔ راکی کمرے میں داخل ہو کر مودبانہ انداز میں جھک گیا۔ دوسرے لمحے اس کی پشت پر دروازہ بند ہوا اور اس کے ساتھ ہی جھک کی آواز سے کمرہ تیز روشنی سے بھر گیا۔ سامنے دیوار کے ساتھ ایک صوفہ رکھا ہوا تھا۔ جس پر ایک نوجوان بیٹھا تھا۔ نوجوان کی آنکھوں میں ہلاکی چپک تھی۔ یوں

"باس حکم تعمیل ہو چکی ہے۔ صبح ہونے سے قبل چار شکار ختم ہو چکے ہوں گے۔" جیگر نے جواب دیا۔
 "کیا تم تمام انتظامات سے پوری طرح مطمئن ہو؟" باس کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔
 "یس باس۔ میں قطعی مطمئن ہوں۔" جیگر نے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن پھر بھی بتا دوں کہ اگر ایک بھی ٹارگٹ ناکام رہا تو تم اپنے پورے گروپ سمیت زندہ زمین میں دفن ہو جاؤ گے۔" باس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
 "میں سمجھتا ہوں باس۔" جیگر کا لہجہ نمایاں طور پر کانپ گیا۔
 "اوسکے۔ تم جاسکتے ہو۔" ادھیڑ عمر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور جیگر اٹھ کر اتنی تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکلا جیسے اگر ایک لمحہ بھی وہ مزید کمرے میں رہا تو اس کی روح نکل جائے گی۔

دروازہ بند ہوتے ہی ادھیڑ عمر کمرے سے اٹھا اور کمرے کے کونے میں ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ جیسے اسے اپنے مشن کی کامیابی کا پورا یقین ہو۔

"اچھا۔ واہ کیا انداز ہے۔ آپ کو تو سنٹرل انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل ہونے کی بجائے قصاب ہونا چاہیے تھا۔ بہر حال صبح آپ کو علم ہو جائے گا کہ ریڈ۔ ٹی کیا حیثیت رکھتا ہے۔ باقی باقی۔" ادھیڑ عمر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کو ریڈ ل پور رکھ کر ٹیلی فون کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان بڑے موڈ بانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔

"یس باس۔" نوجوان نے اندر آتے ہی جھک کر کہا۔
 "جیگر کو بلاؤ۔" ادھیڑ عمر نے کرخت لہجے میں کہا۔
 "یس باس۔" نوجوان نے کہا اور مڑ کر واپس چلا گیا۔
 چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک چھوٹے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی مونچھیں اس کے چہرے سے بھی بڑی تھیں۔
 "یس باس۔" آنے والے نے موڈ بانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو جیگر۔" ادھیڑ عمر نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور آنے والا کرسی کے کنارے پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے بس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بیٹھا ہو ورنہ اس کا کرسی پر بیٹھنے کا کوئی ارادہ نہ ہو۔

"یس باس۔" جیگر کا لہجہ بے حد موڈ بانہ تھا۔ حالانکہ اس کے انتہائی کرخت چہرے پر ایسا لہجہ کچھ اجنبی سا محسوس ہو رہا تھا۔
 "مشن ون کی تازہ ترین پوزیشن کیا ہے؟" ادھیڑ عمر باس نے پوچھا۔

کے بعد آپ کو لازماً احساس ہو جائے گا کہ ریڈ۔ ٹی کیا طاقت رکھتا ہے۔
ادھیڑ عمر نے نہ ہر خند لہجے میں کہا۔

”سنو۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ بہتر یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو قانون کے
حوالے کر دو۔ تمہارے حق میں یہی بہتر رہے گا۔“ سر رحمان کا
لہجہ بدستور سرد تھا۔

”جب میں نے اپنے آپ کو بے بس سمجھا تو میں ایسا بھی کر گزروں گا۔
لیکن فی الحال میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔“ ادھیڑ عمر نے طنزیہ
انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔
”تم چاہتے کیا ہو۔ کیا تم صرف قتل و غارت چاہتے ہو۔ نفسیاتی مریض
ہو۔“ سر رحمان نے پوچھا۔

”آپ نے اچھا سوال کیا ہے۔ سر رحمان۔ میں کیا چاہتا ہوں۔ یہ
اس وقت بتاؤں گا جب آپ کی حکومت کے کم از کم دس اعلیٰ ترین عہدیدار
ختم ہو چکے ہوں گے۔ کوئی بڑا مرکز تباہ ہو چکا ہو گا۔ آپ کی انٹیلی جنس
پبلک پبلک کہ میرے قدموں میں گر چکی ہوگی۔ اور آپ کے وزیراعظم
وزیر خارجہ اور صدر مملکت کی باتیں میری مٹھی میں ہوں گی۔“ ادھیڑ عمر کا
لہجہ بے حد فاخرانہ تھا۔

”سنو ریڈ۔ ٹی۔ میں تمہیں آخری بار وارننگ دے رہا ہوں کہ تم
اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دو۔ ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے بارے
میں اعلیٰ حکام کو کوئی نرم رپورٹ کر دوں۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر تمہاری
ایک ایک ہڈی ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دوں گا۔“ سر رحمان نے
انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”سر رحمان سے بات کر آئیں۔ میں ریڈ۔ ٹی بول رہا ہوں۔“
ادھیڑ عمر نے بڑے تسکمانہ لہجے میں کہا۔

”ریڈ۔ ٹی۔ کیا مطلب۔“ پی۔ اے شاید اس عجیب و
غریب نام سے ہی گڑ بڑا گیا تھا۔

”بات کرو اور اٹو کے بیٹھے۔ ورنہ تم ریڈ۔ ٹی کے قہر کا شکار ہو
جاؤ گے۔“ ادھیڑ عمر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔
”یس۔ رحمان بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں کی خاموشی کے
بعد دوسری طرف سے ایک باوقار آواز ابھری۔

”سر رحمان۔ میں ریڈ۔ ٹی بول رہا ہوں۔ آپ کے ٹھکے کا
سپرنٹنڈنٹ فیاض گولی کھا کر گھر بڑا ہوا ہے۔ اور میں نے جان بوجھ
کر اس سے شدید زخمی نہیں کیا۔ کیونکہ یہ محض ایک وارننگ تھی۔“
ریڈ۔ ٹی نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

”تم کوئی بالکل ہی سٹلٹی قسم کے مجرم ہو ریڈ۔ ٹی۔ مجرم کہنا بھی شاید
جرم کی توہین ہو۔ مجھے سپرنٹنڈنٹ فیاض کے زخمی ہونے کی اطلاع
مل چکی ہے اور تمہاری وارننگ بھی۔ لیکن یاد رکھو تم جیسے مجرم
زیادہ دیر تک قانون کی گرفت سے باہر نہیں رہ سکتے۔“
سر رحمان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”آپ نے شاید اتنی لمبی بات اس لئے کی ہے تاکہ آپ میری
فون کال چیک کر سکیں۔ میں خود بتا دیتا ہوں۔ کہ میں ایک پبلک فون
بوٹھ سے بول رہا ہوں۔ اور آپ نے مجھے سٹلٹی مجرم کہا ہے۔ آپ
کو آخر کار ان لفظوں پر شرمندہ ہونا پڑے گا۔ آج کی رات گزرنے

”میرا بھی یہی ارادہ ہے۔ فارغ تو ہیں سی۔ کوئی کام ہی سہی۔ لیکن میرا خیال ہے۔ اب ہمیں محتاط رہنا چاہیے۔ اس ریڈ۔ فی ٹکونہ صرف اس فلیٹ کا علم ہے بلکہ اس نے ہمیں دیکھ بھی لیا ہے اور اس نے فلیٹ کا نمبر بھی تلاش کر لیا ہے۔ ویسے تم کا رچیک کر لینا اس نے لازماً ہماری عدم موجودگی میں اس میں کوئی ٹراکس میٹر فٹ کیا ہے۔ جس سے اس نے کار میں ہونے والی ہماری گفتگو سنی ہوگی۔“

نعمانی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر چوہان کے سر ہاتھ تے ہی وہ مڑ کر بر دنی دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک اس کے قدم ڈگمگا گئے۔ اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے اُسے زور کا چکر آیا ہو۔

”ارے یہ کیا کمرہ گھوم رہا ہے۔“ اُسی لمحے اُسے اپنی پشت پر چوہان کی آواز سنائی دی اور نعمانی نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے یہی فقرہ کہنا چاہا لیکن ایک لمخت جیسے کمرہ کسی لٹو کی طرح گھوما اور پھر اس کے ذہن پر تاریکی کی چادر انتہائی تیز رفتاری سے پھیلتی چلی گئی۔

کمرے میں موجود ادھیڑ عمر اور کمرخت چہرے والے آدمی نے میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر اُس نے فون کے نچلے حصے میں لگا ہوا ایک بٹن پر پریس کر کے رسیور اٹھا لیا۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی ٹیلی فون کا تعلق تار کے ذریعے ٹیلی فون ایکس چینج سے ختم ہو گیا۔ اور اب یہ فون دائر لیس فون میں تبدیل ہو چکا تھا جس کا دائر لیس کنکشن ایک پبلک فون بوٹھ کے ساتھ تھا۔ اب یہاں سے ہونے والی کال کو اگر چیک کیا جاتا تو جواب یہی ملتا کہ یہ کال پبلک فون بوٹھ سے کی جا رہی ہے۔ ادھیڑ عمر آدمی نے خاصی تیز رفتاری سے نمبر گھمائے۔ اور چند لمحے کان سے رسیور لگائے دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سننا رہا۔

”یس۔ پی۔ اے ٹو ڈائریکٹر جنرل۔“ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

ہنستے ہوئے کہا۔

”کنواروں کے ساتھ یہی تو ٹریجڈی ہے کہ لڑکیوں کو دیکھتے ہی ان کی یادداشت ضرورت سے زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔ بہر حال یہ ریڈیو والا ہماری سروس کا کیس نہیں ہے۔ انٹیلی جنس کا مسئلہ ہے وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض خود ہی نمٹتا رہے گا۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔“ — عمران نے کہا۔

”تو پھر ایک ٹوکو کو فون نہ کیا جائے۔“ چوہان نے کہا۔
”کہہ لو بھائی۔ آخر تم نے لڑکی دیکھی ہے۔ کوئی مذاق تو نہیں۔ میں کون ہوتا ہوں تمہیں روکنے والا۔“ — عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”عمران ریڈیو ٹی کے بارے میں لازماً جانتا ہے۔ لیکن اس نے شاید اس لئے ہمیں روک دیا ہے کہ ہم کریڈٹ نہ لے جائیں۔ میرے خیال میں ہمیں ایکسٹو سے بات کر ہی لینی چاہیے۔“ چوہان نے کہا۔ اور نعمانی کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر اس نے کریڈٹل دبایا اور ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن دوسری طرف سے مشینی آواز ابھری کہ پیغام ریکارڈ کر دیجئے۔ اس کا مطلب تھا کہ ایکسٹو فون پر موجود نہیں ہے۔ چنانچہ چوہان نے شروع سے لے کر آخر تک ساری تفصیلات اور پھر عمران کو فون کرنے اور اس سے ہونے والی بات چیت بھی ریکارڈ کرادی اور سیور رکھ دیا۔
”ویسے میں اپنے طور پر اس لڑکی کو ضرورت تلاش کروں گا۔“ چوہان نے سیور رکھتے ہوئے طویل سانس لے کر کہا۔

کیوں نہ لے لی جائے۔ ریڈیو ٹی نہیں پکائی جاتی۔“ — عمران نے جواب دیا۔

”پہلے میری بات سن لیں۔ اس کے بعد فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ کہ ریڈیو ٹی پکتی ہے یا نہیں۔“ — نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے لڑکی کے تعاقب سے لے کر ریڈیو ٹی کے فون آنے تک ساری تفصیلات بتا دیں۔

”چوہان کو فوراً فون دینا۔ اس کی یادداشت لڑکیوں کے بارے میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تیز لگتی ہے۔“ — عمران نے کہا۔ اور نعمانی نے ہنستے ہوئے سیور چوہان کی طرف بٹھا دیا۔
”عمران صاحب۔ وہ لڑکی ویسٹرن کارمن والے کیس میں سامنے آئی تھی۔ صرف ایک دوبارہ۔ اس کے بعد غائب ہو گئی تھی۔“ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ پاس بیٹھا ساری باتیں سن رہا تھا۔ اس لئے اس نے سیور لیتے ہی کہا۔

”اس کا علیہ تو بتا دو۔“ — عمران نے پوچھا۔ اور جواب میں چوہان نے تفصیل سے اس لڑکی کا علیہ بتا دیا۔

”میں سمجھ گیا۔ اس لڑکی کا نام لوسیانہ ہے۔ چلو تمہاری ایک صلاحیت کا توبہ چل گیا کہ کسی لڑکی کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنی ہوں تو تمہیں فون کر لیا جائے۔“ — انسائیکلو پیڈیا آف دین کو۔“ — عمران نے کہا اور چوہان قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”اب ایسی بھی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ بس اتفاق ہی ہے کہ اس لڑکی کو دیکھتے ہی مجھے یاد آ گیا تھا۔“ — چوہان نے

کی دال پر گزارہ کرتا رہوں گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور نعمانی ہنس پڑا۔
 "شکر کریں کہ ماش کی دال تول رہی ہے۔ جو لیا کو تو وہ بھی پکانی
 نہ آتی ہوگی۔"۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"اچھا۔۔۔ پھر تو نہ ہی ملنے تو اچھا ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ چلو
 سلیمان کی تنخواہ پنج جلے گی۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور نعمانی
 مننے لگا۔

"عمران صاحب۔۔۔ آپ کے لئے ایک پیغام ہے۔"
 نعمانی نے اصل بات پر آتے ہوئے کہا۔

"پیغام میرے لئے۔۔۔ واہ اب سیکرٹ سروس نے یہ دھندہ
 شروع کر دیا ہے۔ یعنی یہ رشتے کرانے کا۔ بولو۔ کیسی ہے۔ ماش
 کی دال تو پکا ہی لیتی ہوگی۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔
 "ماش کی دال کا تو پتہ نہیں۔ فی الحال تو سرخ چلے گا سلسلہ ہے"
 نعمانی نے منے ہوئے کہا۔

"سرخ چائے۔۔۔ اچھا۔ تو کہیں وہ بیماری ریڈ۔ ٹی تو تم سے نہیں
 ٹکرا گئی۔ میں نے ہزار بار کہہ ہے کہ میں گرین۔ ٹی تو پسند کر سکتا ہوں
 لیکن یہ سرخ رنگ تو خطرے کا نشان ہے اور تم جانتے ہو کہ خطرے
 سے تو میری جان جاتی ہے۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے آپ ریڈ۔ ٹی سے پہلے سے واقف ہیں"
 نعمانی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کہاں واقف ہوں۔ میں نے تو سلیمان سے بھی پوچھا ہے لیکن
 وہ بھی قسمیں کھاتا ہے کہ چاہے پکلنے میں ڈاکٹر ٹیٹنسی ڈگری ہی

"لیکن اس حکم میں ہم کیسے فٹ ہو گئے کہ انہیں ہمیں ٹریپ کرنے کی
 آخر کیا ضرورت تھی۔"۔۔۔ جوہان کے لہجے میں ابھی تک حیرت تھی۔
 لیکن نعمانی نے ہاتھ بڑھا کر سیور اکٹھایا اور پھر عمران کے نمبر ڈائل کرنے
 شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔"۔۔۔ ایک دوبارہ گفتنی سجنے کے بعد دوسری
 طرف سے سیور اکٹھایا گیا اور سلیمان کی آواز سنانی دہی۔
 "میں نعمانی بول رہا ہوں سلیمان۔ عمران صاحب موجود ہیں"
 نعمانی نے کہا۔

"موجود تو نہیں ہیں۔ ادہ ہاں وہ آگئے ہیں۔ بات کر لیجئے،
 سلیمان نے کہا اور چند لمحوں بعد عمران کی آواز سیور سے ابھری۔
 "مان تو نہیں گئی کہیں۔"۔۔۔ عمران نے چپکے ہوئے کہا۔
 "کون مان گئی عمران صاحب۔۔۔ میں نعمانی بول رہا ہوں"
 نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا اب تک نہ مانی ہے۔"۔۔۔ عمران نے اُسی لہجے میں کہا۔ اور
 اب نعمانی اس کا مطلب سمجھ گیا کہ وہ اس کے نام نعمانی پر فقرہ کس رہا
 ہے۔

"مانے گی تو آپ کے لئے عمران صاحب۔ اگر مانی ہم تو ہمیشہ ہی
 نعمانی رہیں گے۔"۔۔۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور
 دوسری طرف سے عمران کا قہقہہ سنانی دیا۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران
 نے اس کے فقرے کا واقعی لطف لیا ہے۔

"یار منوا ہی دو۔ اب کب تک میں کنواں رہ رہ کر سلیمان کی ماش

"میں ریڈ-ٹی بول رہا ہوں۔ اگر تم دونوں کا تعلق انیشلی جنس سے ہے تو سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بتا دینا کہ کل صبح ہونے سے پہلے ایک اور عہدیدار کو بطور وارننگ قتل کر دیا جائے گا۔" دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"تم کون ہو بھائی۔ میرا تو نہ ہی انیشلی جنس سے کوئی تعلق ہے۔ اور نہ ہی میں کسی سپرنٹنڈنٹ فیاض کو جانتا ہوں۔ میں تو ایک کاروباری آدمی ہوں۔" چوہان نے اپنے آپ پر کنٹرول رکھتے ہوئے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ ہم نے تمہیں باقاعدہ ٹریپ کیا تھا۔ تمہاری کار میں ہونے والی تمام گفتگو میرے پاس ٹیپ ہے۔ کاروباری آدمی نہ ہی کسی کا تعاقب کرتے ہیں اور نہ رجسٹریشن آفس سے نمبر معلوم کرتے ہیں۔ پھر تم نے اپنی گفتگو میں عمران کا حوالہ دیا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ عمران انیشلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست ہے۔ اگر میں چاہتا تو راستے میں ہی تمہیں تمہاری کار سمیت تباہ کر سکتا تھا۔ لیکن میں فی الحال صرف وارننگ دے رہا ہوں۔" ریڈ-ٹی نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اسے میرے فون نمبر کا کیسے علم ہو گیا۔" چوہان نے رسیور رکھتے ہوئے حیران ہو کر کہا۔

"تم ایک ٹو سے بات نہ کرنا۔ ہو سکتا ہے۔ اس نے فون ٹیپ کر لیا ہو۔ عمران سے بات کر لیتے ہیں۔ یہ تو پہلے سے ہی چکر چل رہا ہے۔" نعمانی نے کہا۔

"رجسٹریشن آفس میں میرا ایک واقعہ ہے۔ میں ٹیلی فون کم کے پتہ پر لیتا ہوں۔" نعمانی نے کہا۔

"اوہ تو پھر ٹھیک ہے۔ چلو میرے فلیٹ میں۔ وہ قریب ہے۔ وہاں سے ٹیلی فون کر لیتے ہیں۔" چوہان نے چونک کر جواب دیا۔ لیکن چوہان۔ اس ساری کارروائی کا مقصد کیا ہو گا۔" نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار ہو سکتا ہے کوئی کیس ہاتھ لگ جائے۔ آخر عمران کو بھی تو اسی طرح کیس ہاتھ لگ جاتے ہیں۔ اس بار ہم عمران سے نمبر لے جائیں گے۔" چوہان نے جواب دیا اور نعمانی سر ہلا کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد چوہان نے کار اپنے فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج میں کھڑی کی اور وہ دونوں سیٹریاں چڑھتے ہوئے فلیٹ میں پہنچ گئے۔ وہاں پہنچتے ہی نعمانی نے رجسٹریشن آفس کا نمبر ملا کر اپنے دوست سے بات کرنی چاہی لیکن وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ جب اسے بتایا گیا کہ وہ طویل رخصت پر ہے۔

"میرا خیال ہے ہم ایک ٹو کو مطلع کر دیں۔ اپنے طور پر نہ بھاگتے رہیں۔" نعمانی نے رسیور کو پیل پر رکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ چوہان کوئی جواب دیتا یا نعمانی دوبارہ رسیور اٹھاتا ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس۔" چوہان سپیکنگ۔" چوہان نے رسیور اٹھا کر کہا۔ کیونکہ فلیٹ اس کا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے آنے والے فون کو اسی نے اٹھ کر مارتا تھا۔

دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے گئے جب وہ پھاٹک کی طرف پہنچے تو انہوں نے اس سیاہ کار کو واپس سڑک کی طرف جلتے ہوئے دیکھا۔ وہ دونوں دیوار کی اوٹ میں اس وقت تک رکے رہے جب تک سیاہ کار سڑک پر پہنچ کر دائیں طرف کو نہ مڑ گئی۔

"آؤ۔۔۔ اب اس کا پیچھا کریں۔ یہاں کوئی لمبا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔" چوہان نے پر جوش لہجے میں کہا۔ اور وہ دونوں تیزی سے دوڑتے ہوئے مین سڈ کی طرف بڑھ گئے۔

مین سڈ پر پہنچ کر وہ تیزی سے ایک سائیڈ پر کھڑی اپنی کار کی طرف دوڑے۔ سیاہ کار بھی اسی طرف کو گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے گاڑی اسی طرف بڑھا دی۔ لیکن خاصی تیز کار بھگانے کے باوجود سیاہ کار کا کہیں دور تک نام و نشان تک نہ مل سکا۔

"تمثال ہے۔ یہ سیاہ کار کہاں چلی گئی۔ اب تک تو اسے نظر آ جانا چاہیے تھا۔" نعمانی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ بھی کسی سائیڈ روڈ پر مڑ گئی ہو۔" چوہان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور نعمانی نے سر ہلادیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار شہر پہنچ گئی۔ لیکن سیاہ کار انہیں نظر نہ آئی۔

"بس ہو گیا تعاقب۔ اب اپنے فلیٹوں پر چلیں۔" نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور چوہان بھی شرمندہ سی ہنسی سنس کر رہ گیا۔

"ان کے نمبر تو معلوم ہیں۔ ان کے مالکوں کا تو پتہ چل جائے گا۔" چوہان نے چند لمحے خاموش رہے۔

سیکریٹ سروس کے ممبر ہیں عام آدمی نہیں ہیں۔ اس کے بعد ان کی رہیں ہونے والی گفتگو اور پھر فلیٹ میں ہونے والی گفتگو سے سادھی نسل منے آگئی۔ میری تجویز ہے کہ ان دونوں سے مزید ممبرز کا چلایا جاسکتا ہے۔" ساکی نے جواب دیا۔

"کیا تم چاہتے ہو کہ ان پر تشدد کیا جائے؟" نو جوان نے کہا۔

"ظاہر ہے باس۔ اس کے علاوہ یہ کیسے بتائیں گے۔ یہ عام آدمی ہیں۔ سیکریٹ سروس کے منجھے ہوئے رکن ہیں۔" ساکی سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں بہت ہی بات درست ہے۔ لیکن ایسا اس وقت ہونا چاہیے۔" ب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ رہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ باکرہ نے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔" باس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔" ساکی نے فوراً ہی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"عمران کی نگرانی کی کیا رپورٹ ہے؟" باس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"باس۔ ہمارے آدمی اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ لیکن وہ زیادہ تر اپنے بٹ میں ہی رہتا ہے۔" ساکی نے جواب دیا۔

"اس کا ٹیلی فون ٹیپ کیا جا رہا ہے؟" باس نے دوسرا پال کیا۔

"یس باس۔ لیکن کوئی کام کی بات معلوم نہیں ہو سکی۔"

درنحانی ہیں۔ میرے ہاتھوں اس دنیا سے اپنا رشتہ منقطع کر چکے ہیں۔

س نے اُسی بھاری لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رشتہ منقطع کر چکے ہیں یعنی ان دونوں نے تمہیں طلاق دے دی

ہے۔ اکٹھی۔ ویسے ایک بات تو بتائیے کہ ان دو کے علاوہ اور کتنے

ن جن کا رشتہ ابھی تمہارے ساتھ قائم ہے۔“ — عمران نے

اب دیا۔ لیکن اس کا لہجہ ذرا سا بھی نہ بدلا تھا۔ باس کے چہرے پر ہلکے

سے حیرت کے تاثرات پیدا ہوئے۔

”کیا تمہیں اپنے ان دونوں ساتھیوں کے مرنے کا کوئی غم نہیں ہوا“

س کے لہجے میں بھی حیرت نمایاں تھی۔

”میرے ساتھی۔۔۔ وہ میرے ساتھی کیسے ہو سکتے ہیں شادی شدہ

نوارے کے ساتھی نہیں ہوا کرتے ریڈ۔ ٹی صاحبہ۔“ — عمران نے

اب دیا۔

”شادی شدہ۔۔۔ تو کیا یہ دونوں شادی شدہ تھے۔“ — باس

یے چونک کر پوچھا۔ اس نے صاحبہ وغیرہ پر توجہ ہی نہ دی تھی۔

”تم خود ہی تو بتا رہی ہو کہ تمہارے ساتھ رشتہ منقطع ہو گیا۔ ظاہر

یے رشتہ تھا تو منقطع ہوا۔ اپنا تو رشتہ ہی قائم نہیں ہوا۔ ویسے ایک بات

یے مجھے بیوہ سے رشتہ قائم کرنے میں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔“

ان نے چمکتے ہوئے کہا۔

”تمہاری زبان کچھ ضرورت سے زیادہ تیز چلتی ہے۔ لیکن وہ وقت

آسکتا ہے جب یہ زبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائے گی۔ ابھی

صرف تمہیں چیک کر رہا ہوں کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے

راکی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”اور کے۔۔۔ تم جاسکتے ہو۔ لیکن سنو۔ سیکرٹ سروس

باقی ممبران کے متعلق معلومات تم نے اپنے طور پر حاصل کر لی ہیں

تمہیں کسی سہارے کا محتاج نہیں دیکھنا چاہتا۔ سمجھے۔“ — باس

لہجہ یک لخت کر ختم ہو گیا۔

”یس باس۔۔۔ ہم کام کر رہے ہیں باس۔“ — راکی نے

ہی صوفے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور باس کے سر

پر وہ تیزی سے مڑا اور دیدار سے باہر نکل گیا۔

باس نے ہاتھ آگے بڑھا کر میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھینچا

اور پھر اس کے سچلے حصے میں لگا ہوا ایک سفید رنگ کا بٹن دبا کر

نے سیور اٹھالیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جی فریٹے۔ آپ کو کیا شکایت ہے۔“ — مابلہ قائم ہوتے

دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور باس کے

پر عمران کی آواز سننے ہی معنی خیز مسکراہٹ ریجک گئی۔

”شکایت تو تمہیں پیدا ہونی چاہیے مسٹر عمران۔ میں ریڈ۔ ٹی ہوں

ہوں۔۔۔“ — نوجوان باس کا لہجہ یک لخت بدل کر بھاری ہو گیا۔

”اوہ۔ مجھے دراصل ٹونٹ سے کبھی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔“

وہ ریڈ ہو یا بلیک۔“ — عمران کے لہجے میں شگفتگی کا عنصر اور زیادہ

بڑھ گیا تھا۔

”میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ تم سیکرٹ سروس کے چیف

ایک ٹو کو میری طرف سے بتا دو کہ اس کے دو ممبران کے نام چوہان

بوڑھے کے جسم پر گہرے رنگ کا تھری پیس سوٹ تھا۔
 "تم پوری طرح تیار ہو مارش۔" بوڑھے نے بھاری آواز میں
 تھپتھپاتے ہوئے نوجوان سے پوچھا۔
 "یس باس۔ ہم پوری طرح تیار ہیں۔" مارش نے انتہائی مؤدبانہ
 میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "پاور ہاؤس کا حفاظتی نظام چیک کر لیا ہے۔" بوڑھے باس
 پوچھا۔

"یس باس۔ میرے پاس اس حفاظتی نظام کی مکمل تفصیلات موجود
 اور میں نے اپنا منصوبہ ان معلومات کے مطابق ترتیب دیا ہے۔"
 نے جواب دیا۔
 "ناکامی کا کتنے فیصد امکان ہے۔" بوڑھے نے سخت لہجے
 پوچھا۔

"ایک فیصد بھی نہیں ہے باس۔" مارش نے فوراً ہی جواب دیا۔
 "گڈ۔ مجھے اسی جواب کی توقع تھی۔" بوڑھے نے نرم لہجے میں
 کہا۔ اور پھر اس نے ایک موڑ کاٹتے ہی کار کی رفتار آہستہ کر دی۔
 جگہ دور سے چمکتی ہوئی روشنیاں ظاہر کر رہی تھیں کہ اسٹیمک پاور
 سن قریب آچکا ہے۔ اور روشنیوں کا پھیلاؤ بتا رہا تھا کہ یہ بجلی گھر
 سے وسیع رقبے میں پھیلا ہوا ہے۔

بوڑھے باس نے ایک فرلانگ اور کار آگے بڑھانے کے بعد
 نے ایک لخت دایں طرف موڑتے ہوئے ایک کچے راستے پر اتار
 ۔ اور کار ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ کار کی تمام بتیاں

سہمے یا نہیں۔ فیصلہ اس کے بعد ہوگا۔ ویسے ایک ٹوکوتا دینا کہ اس
 اس ملک میں وہی ہوگا جو ریڈ۔ ٹی چلے گا۔" باس نے کہا اور
 ایک جھٹکے سے سیورہ رکھ کر اس نے فون کے نیچے لگا ہوا بیٹن
 پریس کر دیا۔



سیاہ رنگ کی کار اندھیرے کا جزو بنی خاصی تیز رفتاری سے
 دارالحکومت سے باہر بنے ہوئے اسٹیمک پاور ہاؤس کی طرف جانے
 والی سڑک پر دوڑی جا رہی تھی۔ سیورنگ پر بیٹھے ہوئے آدمی کے
 سر اور داڑھی کے بال برف کی طرح سفید تھے۔ اور چہرے پر جھریوں کا
 جال سا بچھا ہوا تھا۔ لیکن اس کا جسم خاصا مضبوط اور توانا لگ رہا تھا۔
 کاریں اس بوڑھے کے علاوہ چار مزید افراد تھے۔ ان میں سے ایک
 سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جب کہ باقی تین سچلی سیٹ پر موجود تھے۔ ان
 چاروں نے سیاہ رنگ کے چیت لباس پہنے ہوئے تھے جب کہ

بجھی ہوئی تھیں۔ اس لئے گھرے اندھیرے میں بس وہ حرکت کر
ایک سایہ ہی محسوس ہو رہی تھی۔ کافی آگے جانے کے بعد بوڑ
نے کار ایک بار پھر موڑی۔ اور اب کار کا رخ بجلی گھر کی طرف
یہ بجلی گھر کی سائیڈ تھی۔ کچھ دور جانے کے بعد بوڑھے نے کار روک
اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ باقی افراد بھی تیزی سے کار سے
آگئے۔

"تمہیں معلوم ہے مارٹن کہ تم نے کیا کرنا ہے۔" بوڑھے
مارٹن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس۔ آپ کے احکامات کے مطابق ہم نے صرف پاور
کا مغربی حصہ تباہ کرنا ہے۔ اور ریڈ۔ ٹی کے مخصوص کارڈوں کو بھینچ
کر واپس آ جانا ہے۔" مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے۔ میں انہیں فی الحال وارننگ دینا چاہتا ہوں۔ اور ا
ان لوگوں نے میری بات نہ مانی تو میں یہ پورا ہاؤس بھی تباہ کر سکتا ہوں
بوڑھے نے اپنے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔" مارٹن۔
جواب دیا۔

"اور کے۔ جاؤ اور کارروائی شروع کرو۔ میں یہیں تمہارا انتظار
کروں گا۔" بوڑھے نے کہا۔

اور مارٹن سر ہلاتے ہوئے مڑا اور اس نے کار کے قریب کھڑ
تینوں افراد کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو وہ تیزی سے کار کی ڈگی کی ط
بڑھے۔ ڈگی کھول کر انہوں نے سیاہ رنگ کے بیگ باہر نکالے

انہیں اپنی پشت پر لاد کر وہ مارٹن کی رہنمائی میں تیزی سے پاور ہاؤس
کی طرف بڑھنے لگے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ گھرے اندھیرے میں
ہو گئے۔

بوڑھے باس جلدی سے واپس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ اور اس نے
سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا باکس باہر کھینچا اور اُسے کھول
اور اس میں سے ایک چوکور ڈبہ نکال کر اُسے ڈیش بورڈ کے اوپر
کی طرح رکھ دیا کہ اس کا سامنے کا رخ بوڑھے کی طرف ہی تھا۔ ڈبے
کے نچلے حصے میں ایک قطار کی صورت میں چھوٹے چھوٹے بٹن لگے
تھے۔ بوڑھے نے دائیں طرف موجود یکے بعد دیگرے تین
بٹن دبائے تو ڈبے کا سامنے کا حصہ کسی سکرین کی طرح روشن ہو گیا۔
پہلے تو اس پر آٹھ میٹر چھ میٹر کی سی ابھر کر مٹی رہیں پھر ایک جھماکے
میں اس پر ایک منظر ابھر آیا۔ اب سکرین پر مارٹن اور اس کے چار
ساتھی ایک قطار کی صورت میں آگے بڑھتے ہوئے دکھائی دے رہے
تھے۔ اور ان کے اندر کا خاصا علاقہ بھی سکرین پر واضح طور پر نظر آ رہا
تھا۔ وہ چاروں زمین پر جھکے آگے بڑھ رہے تھے۔ اور ان سے
کچھ ہی فاصلے پر خاردار تار کی باڑ نظر آ رہی تھی۔ مارٹن سب سے آگے
خاردار تار کے پاس پہنچ کر وہ چاروں رک گئے۔ خاردار تار تقریباً پندرہ
فٹ بلندی تک بنی ہوئی تھی۔ اور ان کے اوپر کے حصے پر یہ تار ایک
کی صورت میں لپیٹی ہوئی تھی۔ اس طرح اوپر سے چھلانگ لگا کر اسے
اس نہ کیا جاسکتا تھا۔

مارٹن نے اپنے پیچھے آنے والے ایک نوجوان کو اشارہ کیا تو اس

نے پشت پر لدے ہوئے پھیلے میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی مشین بھتی۔ جس کے ساتھ دو لمبی لمبی تاریں رہی تھیں۔ اس نے وہ مشین مارٹن کی طرف بڑھا دی۔ مارٹن مشین تاروں کے سامنے زمین پر رکھی اور پھر اس پر لگے ہوئے پریس کئے اور ایک تار کا سہرا اس نے خاردار تار کو سنبھالے لکڑی کے کھمبے کے ساتھ ہک کر دیا۔ اور پھر مشین کی دوسری موجود تار کا سہرا اس نے دوسرے کھمبے کے ساتھ ہک کیا۔ اور پھر نے مشین کے دو اور بٹن دبا دیئے۔ اس کے بعد مارٹن نے جب سے ایک دائرہ کھینچا اور بڑے اطمینان سے اس نے ان دو کھمبوں کے درمیان تاروں کو کاٹنا شروع کر دیا۔

بوڑھے کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ کیونکہ اُسے تھا کہ حفاظتی انتظامات کے طور پر ان خاردار تاروں میں بجلی کا طاقتور کرنٹ دوڑ رہا تھا۔ اور اگر ویسے کوئی اسے ہاتھ لگاتا یا دائرہ کھینچنے کی کوشش کرتا تو سرکل ٹوٹ جانے کی وجہ سے سیکر آفس میں خطرے کی گھنٹی بھی بج اٹھتی۔ اور تار کو ہاتھ لگانے والا بھی کرنٹ کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا۔ لیکن اس مشین کی وجہ سے اس کا سرکل دونوں ستونوں کے درمیان موجود خاردار تاروں میں دوڑنے کی بجائے اس مشین کی تاروں میں سے ہو کر دوسرے ستون تک چلا گیا تھا۔ اس طرح سرکل بھی قائم رہا اور خاردار تاریں بھی تاروں میں تبدیل ہو گئیں۔ جنہیں آسانی سے کاٹا جاسکتا تھا۔ مارٹن دیکھتے ہی دیکھتے تاریں کاٹ دیں ادب و ہاں اتنا خلا بن گیا کہ وہ آسا

سے اسے کمر اس کر سکتے تھے۔ چنانچہ وہ چاروں اس خلا سے گزر کر آگے بڑھ گئے۔ جب کہ مشین ویسے ہی وہاں موجود رہی۔

احاطے میں رہتے ہوئے وہ چاروں تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اُسی لمحے ایک سائمن سجاتی ہوئی جیب دور سے بوڑھے کو مارٹن اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھتی دکھائی دی تو بوڑھا چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ڈبے کا ایک اور بٹن دبا دیا۔

”مارٹن ہوشیار ہو جاؤ۔ ایک جیب بائیں طرف سے تمہاری طرف آ رہی ہے۔“ بوڑھے نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیس باس۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ یہ ان کا معمول کا راونڈ ہے۔ آپ دیکھیں میں کیا کرتا ہوں۔“ مارٹن کی آواز ڈبے سے سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ چاروں زمین کے ساتھ جیسے چپکے سے گئے۔

جیب خاصی تیز رفتاری سے اُسی طرف آ رہی تھی جہاں یہ چاروں موجود تھے۔ اس کی ہیڈ لائٹس روشن تھیں اور جیب کے اوپر نیلے رنگ کی موڈلک لائٹ جل رہی تھی۔

بوڑھا باس خاموش بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ جیب مارٹن اور اس کے ساتھیوں کے قریب پہنچی مارٹن ایک لحنت ہاتھ اٹھائے تیزی سے سرکل کے درمیان میں پہنچ گیا۔ اس کا رخ جیب کی طرف ہی تھا۔ دوسرے لمحے جیب کے ٹانہ ایک لحنت چڑھ چلائے اور جیب بالکل مارٹن کے قریب آ کر رک گئی۔ جیب کے رستے ہی اس میں سے دو مسخ افراد اچھل کر نیچے آئے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

وہ مشین گنیں اٹھائے جیسے ہی مارٹن کی طرف بڑھے۔ مارٹن کے د
 ساکتی ایک لخت عقابوں کی طرح اپنی جگہ سے اچھلے۔ اور دونوں
 افراد کو چھاپ کر زمین پر گر گئے جب کہ مارٹن اور اس کا چوتھا ساکتی
 تیزی سے جیب میں سوار ہو گئے۔ مارٹن نے ڈبائی تیر کو دوسری
 طرف سے نیچے کھینچ لیا تھا اور جیب میں شاید وہی تین افراد تھے۔
 کیونکہ مارٹن کا چوتھا ساکتی جو جیب پر چڑھا تو تیزی سے باہر آ گیا۔
 مسلح افراد اور ڈبائی تیر صرف چند لمحے مارٹن اور اس کے ساتھیوں کے
 ساتھ گھٹم گھٹا ہوتے نظر آئے پھر وہ ساکت ہو گئے۔ مارٹن اور
 اس کے ساتھیوں نے انتہائی تیز رفتاری سے ان تینوں کو اٹھایا اور
 کی سائیڈ پر لے آئے۔ اور پھر انہوں نے ان کی یونیفارم اتارنی شروع
 کر دیں۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مارٹن اور اس کے دو ساتھیوں
 یونیفارم پہن لی اور سر پر ٹوپیاں جاکر وہ چاروں تیزی سے جیب پر
 سوار ہوئے۔ دوسرے لمحے جیب مڑی اور تیزی سے پاور ہاؤس
 کے مغربی حصے کی طرف بڑھنے لگی۔ پاور ہاؤس کا مغربی حصہ میں
 پاور ہاؤس سے قدرے ہٹ کر بنا ہوا تھا۔ اس کا براہ راست تعلق
 میں پاور ہاؤس سے نہ تھا بلکہ اس میں ایسی مشینری نصب تھی کہ جو ہنگام
 صورت حال میں پاور ہاؤس کو کور کر سکتی تھی۔ جیب اسی حصے کی
 طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ڈبائی تیر سیدھ پر مارٹن خود تھا۔ اس کے
 ساتھ اس کا ایک ساکتی یونیفارم پہنے مشین گن اٹھائے بیٹھا ہوا تھا۔
 جب کہ باقی دو ساتھی سچلی سیدھ پر تھے۔
 جیب خاصی تیز رفتاری سے مغربی حصے کی خاصی بڑھی عمارت

کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اب اس حصے کے باہر مشین گنوں سے
 مسلح تقریباً دس افراد پہرہ دے رہے تھے۔ اور کئی لوگ عمارت
 سے اندر اور باہر آ جا رہے تھے۔ مارٹن نے جیب عمارت کے
 قریب جا کر روکی اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو اشارہ کرتے ہوئے
 نیچے اتار آیا۔ اس کے دو ساتھی نیچے اتارے تھے جنہوں نے یونیفارم
 پہنی ہوئی تھیں۔ انہوں نے پشت پر لہے ہوئے کھیلے اب
 ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے عمارت کی طرف
 بڑھنے لگے۔ ان تینوں کی ٹوپیاں ان کی آنکھوں پر جھکی ہوئی تھیں۔ وہ
 تیز قدم اٹھاتے عمارت میں داخل ہو گئے۔ وہاں پہرے پر
 موجود افراد نے ان کی طرف توجہ ہی نہ کی تھی۔ مارٹن اور اس کے دو
 ساتھی ایک راہداری میں سے گزرتے ہوئے ایک لخت ایک دروازے
 میں مڑ کر داخل ہوئے۔ یہ ایک بڑا سا ہال تھا جس کے عین درمیان
 میں ایک بہت بڑی مشین موجود تھی۔ اس مشین نے پورے ہال کو
 گھیر رکھا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی مارٹن نے ایک لخت اپنا ہاتھ اونچا
 کیا تو اس کے ساتھیوں نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں پکڑے
 ہوئے پھیلے اس مشین کے عین اوپر اچھال دیئے۔ اور وہ تیزی
 سے واپس دروازے کی طرف مڑنے۔ دوسرے لمحے مشین کے
 اوپر جیسے بجلیاں سی چمکتی ہیں اس طرح بجلیاں چمکیں اور اس کے ساتھ
 ہی ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ لیکن یہ ہلکا سا دھماکہ بھی خاصا زور دار
 تھا۔ اس لئے پوری عمارت میں ایک لخت سائمن سے بچنے لگے۔
 اور ادھر ادھر کمروں سے لوگ نکل نکل کر راہداری میں دوڑنے لگے۔

جیب خاصی تیز رفتاری سے مغربی حصے کی خاصی بڑھی عمارت

گئی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ سنبھل گئی۔ اور اب اس کا رخ خامودار تاروں والی باڑ کے اس حصے کی طرف تھا جہاں تاروں میں خلا تھا۔ خلا سے کچھ دور پہلے جیب کی اور اس میں سے مارٹن کے تین ساتھی اچھل کر باہر نکلے۔ اور جیب تیزی سے آگے بڑھی۔ اور پھر کچھ دور جا کر رک گئی۔ اس کے ساتھ ہی مارٹن اس میں سے نکلا اور خرگوش کے سے انداز میں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا جواب اس خلا کو پار کر کے زمین پر لیٹ گئے تھے۔

مارٹن نے اس خلا کو پار کیا اور پھر وہ مشین پر چبک گیا۔ اس نے جلدی سے اس کے بٹن پریس کئے۔ اور پھر ستونوں سے ہک ہوئی اس کی تاروں کو علیحدہ کر کے وہ مشین اٹھائے تیزی سے واپس کار کی طرف دوڑنے لگا۔

”ہوں۔۔۔ اب سرکل ٹوٹنے کی وجہ سے پورے پاور ہاؤس میں خطرے کے سائن بج لگے ہوں گے۔۔۔ بوڑھے باس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ پر دیکھے ہوئے ڈبے کے بٹن آف کئے اور اس ڈبے کو اٹھا کر اپنی سیٹ کے نیچے کھسکا دیا۔ اب مارٹن اور اس کے ساتھی کار کی طرف آتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ بوڑھے نے کار کا انجن سٹارٹ کر دیا۔ دوسرے لمحے مارٹن اور اس کے ساتھی کار کے قریب پہنچ گئے۔

”جلدی بیٹھو۔ ابھی یہ سارا علاقہ گھیر لیا جائے گا۔“ بوڑھے نے چیخ کر کہا۔ اور وہ سب بجلی کی سی تیزی سے کار میں سوار ہو گئے۔ اور بوڑھے باس نے تیزی سے کار کو موڑا اور پھر اس نے کار کو پوری رفتار سے دوڑانا

اور جیب میں بیٹھے ہوئے مارٹن کے تیسرے ساتھی نے ایک لخت عمارت سے باہر موجود مسلح افراد پر مشین گن کا فائر کھول دیا۔ اور مسلح افراد ایک لخت اچھل اچھل کر نیچے گرنے لگے۔ وہ چونکہ سائن بجتے ہی عمارت کے اندرونی حصے کی طرف رخ موڑ چکے تھے اس لئے مارٹن کے ساتھی نے انتہائی آسانی سے انہیں نشانہ بنالیا تھا۔ پھر مارٹن کے ساتھی نے برآمد میں طاقتور بم اچھالا۔ اور ایک خوف ناک دھماکے سے عمارت کے سامنے والے برآمدے کا ایک حصہ یک لخت بیٹھ گیا۔

اُسی لمحے مارٹن اور اس کے ساتھی انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے عمارت سے نکلے اور وہ سب بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر جیب سے نکلے۔ اور دوسرے لمحے جیب توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح آگے بڑھی اور مرکز واپس اُسی طرف کو دوڑنے لگی جہاں سے مارٹن اور اس کے ساتھیوں نے اس پر قبضہ کیا تھا۔ جیب کی تمام بٹیاں بجھا دی گئی تھیں۔

ابھی جیب اس جگہ تک پہنچی بھی نہ تھی کہ ایک لخت عمارت میں سے آتش شعلوں کا ایک مینار سا نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوا جیسے کوئی خوفناک آتش فشاں ایک لخت بیٹھ پڑا ہو۔ اور اس کے بعد اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ ڈبے میں سے نکلنے والی آواز کے علاوہ بھی دھماکے کی خوفناک آواز بوڑھے باس کی کار تک پہنچی۔ اس آواز میں اس قدر قوت تھی کہ کار تھر تھ کر رہ گئی۔

سکرین پر نظر آنے والی جیب دھماکے کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے دباؤ طرف کو مڑ گئی۔ اور ایک لمحے کے لئے تو ایسے محسوس ہوا جیسے وہ الٹ جا رہی

شروع کر دیا۔

”یونیفارم میں اتار دو۔“ بوڑھے نے کہا۔

اور مارٹن اور اس کے ساتھیوں نے سر ہلاتے ہوئے بیٹھے بیٹھے اتار فی شروع کر دیں۔ یونیفارم میں اتار کر انہوں نے کار سے باہر اچھال کر اس لباس پر سوٹ پہن لو۔ ہم میں روڈ پر پہنچنے والے ہیں۔“ بوڑھے نے رفتار کم کرتے ہوئے کہا۔ اور مارٹن اور اس کے ساتھیوں سے سیٹوں کے نیچے موجود باکس میں سے سوٹ نکال نکال کر پہننے میں ہو گئے۔ وہ ذرا سا اونچا ہو کر پتلون پہنتے اور پھر اس کے اوپر کوٹ لیتے۔ سیاہ لباس کے اوپر ہی وہ سوٹ پہن رہے تھے۔ کوٹ ہی سفید رنگ کا کپڑا سا پڑا ہوا تھا۔ جس کے سامنے کا حصہ باقاعدہ کی شکل میں تھا۔ اور کالر کے ساتھ ٹائی تاک موجود تھی۔ اس کپڑے پتلون کے اندر کر لینے کے بعد وہ باقاعدہ سوٹوں میں ملبوس ہو گئے۔

چند لمحوں بعد کار کچی سڑک سے نکل کر مین روڈ پر چڑھ گئی۔ لیکر ہی کار نے موڑ کاٹا۔ بوڑھے نے ایک لمخت بریک لگا دیئے۔ کیونکہ پیر پولیس کی گاڑیاں تھم چکی ہو کر کھڑی تھیں۔ اور دس کے قریب مشیہ سے مسلح سپاہی سڑک پر موجود تھے۔

”ہوشیار۔“ بوڑھے نے بریک لگاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔

بوڑھے کی کار رکتی ہی مسلح سپاہیوں نے آگے بڑھ کر کار کو گھرا۔ آپ باہر آجائیں۔“ ایک آفیسر نے آگے بڑھ کر لمخت

میں بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ میرا ریڈ۔ ٹی کارڈ دیکھ لیجئے۔ اس کے بعد بھی اگر آپ ہمیں باہر آنے کے لئے کہیں گے تو باہر بھی آجائیں گے۔“ بوڑھے نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”میں کہتا ہوں باہر نکل آؤ۔ کارڈ وغیرہ بعد میں دیکھے جائیں گے۔“

آفیسر نے انتہائی کمرخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولنے کے لئے ہینڈل پر ہاتھ ڈالا۔

”ہٹ جاؤ آفیسر۔ تم نہیں جانتے کہ ریڈ۔ ٹی کو روکنا کتنی بڑی طاقت ہے۔“ بوڑھے نے ایک لمخت چیتے ہوئے کہا۔

اور آفیسر اس کے لہجے کی وجہ سے ٹھٹھاک کر ایک قدم پیچھے ہٹا ہی تھا کہ بوڑھے نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائی۔

”فائر۔“ بوڑھے نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی کار

کی کھڑکیوں میں سے دونوں اطراف میں سے گولیوں کی بارش سی ہوئی اور

چھ سپاہی چیتے ہوئے زمین پر گرے۔ آفیسر نے بجلی کی سی تیزی سے

نیچے گرتے ہوئے ریوالور نکالنا چاہا۔ لیکن اُسی لمحے کار پوری قوت سے

سڑک پر تیز چلی کھڑی ہوئی پولیس کار سے ٹکرائی۔ اور پولیس کار لٹو کی طرح

گھومتی ہوئی ایک طرف کو الٹ گئی اور بوڑھے کی کار بجلی سے بھی زیادہ

تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔

”اب یہ کاروں میں ہمارا تعاقب کریں گے۔“ ساتھ والی سیٹ پر

بیٹھے ہوئے مارٹن نے کہا۔

”ہاں۔ کہنے دو۔ ویسے مجھے ان سے اس قدر مستعدی کی توقع نہیں

تھی۔ اودا گمہم باہر نکل آتے تو کار کی تلاشی کے دوران ہر چیز سامنے آتی۔
بوڑھے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے انہ
تیزی سے کار کو ایک لخت دائیں ہاتھ پر موڑ دیا۔ انتہائی تیز رفتاری
دوڑتی ہوئی کار دو پہیوں پر اٹھ کر گھومی۔ اور پھر ایک دھماکے
سیدھی ہو کر دوڑنے لگی۔

”زیرد گئیں نکالو اور کار سے باہر آ جاؤ ہمیں اب ان پولیس کار
تباہ کرنا ہو گا۔ ہم یہاں کار چھوڑنے کا رسک نہیں لے سکتے۔“
بوڑھے نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک چو
تنے والے درخت کی اوٹ میں کار روک دی۔ اور پھر وہ سب انتہائی
تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کار سے باہر نکل آئے اب ان
ہاتھوں میں چھوٹی لیکن چبٹی نالوں کی گئیں موجود تھیں۔ وہ ایک دو
سے بکھر کر زمین کے ساتھ جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے سڑک
قد سے قریب ہو کر رک گئے۔ اب ان کے جسم زمین سے چپک
گئے تھے۔ چار پولیس کاریں یکے بعد دیگرے انتہائی تیز رفتاری
دوڑتی ہوئی ان کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھیں۔

”مارٹن۔ پہلی کار پر فائر کھولو۔ باقی باری باری دوسری کاروں
کریں گے۔ ایک ایک کار چن لو۔“ بوڑھے نے جو ان سب
ایک طرف زمین سے چپکا ہوا پڑا تھا چیخ کر کہا۔

اودا اسی لمحے فاصلے پر موجود مارٹن کی گن سے ایک شعلہ سا چمکا
دوسرے لمحے سب سے آگے آنے والی پولیس کار ایک دھماکے
سائیڈ میں الٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی دوسرا شعلہ چمکا اور پہلی کار۔

بعد آنے والی دوسری کار کا بھی پہلے جیسا ہی حشر ہوا۔

ان دونوں کے پیچھے آنے والی دونوں کاروں کے ڈیڑھ شاہد
صورت حال سمجھ گئے تھے۔ انہوں نے خود ہی کاروں کو دائیں بائیں موڑ
دیا۔ لیکن اس طرح بھی وہ زیرد گنوں کے فائدوں سے نہ بچ سکے۔
اور چند ہی لمحوں میں وہ چاروں کاریں الٹ چکی تھیں۔ اور پھر یکے بعد دیگرے
ان چاروں کاروں کی پٹرول ٹنکیاں خوف ناک دھماکوں سے پھٹ گئیں۔
اور آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں کاروں کے پمڈے اڑتے ہوئے
صاف دکھائی دے رہے تھے۔

”اب نکل چلو۔“ بوڑھے نے چیخ کر کہا۔ اور وہ سب اٹھ کر تیزی
سے اس درخت کی طرف بھاگے جس کے پیچھے ان کی کار موجود تھی۔
تھوڑی دیر بعد ان کی کار دوبارہ مین روڈ پر دوڑتی ہوئی شہر کی طرف
بڑھی جا رہی تھی۔ شہر کو جانے والی مین روڈ پر پہنچتے ہی بوڑھے نے کار کو
ایک بائی روڈ پر موڑا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو
گئی۔ آدھی سے زیادہ رات گزر جانے کی وجہ سے کالونی کی سڑکیں
بے اولاد عورت کی گود کی طرح دیوان پڑی ہوئی تھیں۔

بوڑھا پہلے تو کار کو ادھر ادھر دوڑاتا رہا۔ وہ کبھی ایک سڑک پر ٹھہرتا
اور پھر حکم کاٹ کر دوسری سڑک پر آجاتا۔ وہ شاید تعاقب کے متعلق پوری
طرح اندازہ لگانا چاہتا تھا یا پھر وہ اس خیال سے مختلف سڑکوں پر کار
دوڑاتا پھر رہا تھا کہ کوئی چوکیدار یا کوئی دوسرا آدمی جتنی طور پر نہ بتا سکے کہ
کار کہہ رہی ہے۔ اور پھر کار ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے
رک گئی۔ کار کہتے ہی مارٹن تیزی سے نیچے اترا۔ اور اس نے پھاٹک

کا باہر سے بند کنڈا کھولا اور پھاٹک کو دھکیل کر کھول دیا۔ بوڑھا باہر
کار کو بٹھی کے اندر لیتا چلا گیا۔ مارٹن نے کار کے اندر جانے کے
پہلے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کسی کو وہاں نہ پا کر وہ بھی اندر داخل ہوا
اس نے مرکز گیٹ کو بند کیا۔ اور اندر سے بڑا کنڈہ لگا کر وہ
اطمینان سے مرکز عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ جس کے سامنے
کوئٹہ چکی تھی۔ اس کے چہرے پر فاستحانہ اطمینان تھا۔

چوہاں اور نعمانی کی آنکھیں کھلیں تو وہ دونوں ایک
دوسرے کو اس حالت میں دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہ ایک بڑے سے
ہال کمرے میں موجود اکٹھی رکھی ہوئیں لوہے کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے
تھے۔ ان کرسیوں کے بازوؤں کے درمیان لوہے کی مضبوط سلاخیں
نصب تھیں جس کی وجہ سے ان کے جسم کو کسی سے چپک کر رک گئے تھے۔
”یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں“۔ چوہاں نے حیرت بھرے انداز
میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے یہ اُسی ریڈ۔ ٹی ٹی سی کارستانی ہوگی۔ اس نے کسی گیس
کی مدد سے ہمیں اکٹھا ہی بے ہوش کیا اور اب اکٹھا ہی ہمیں ہوش
میں بھی لے آیا۔“ نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ چوہاں اس کی بات کا جواب دیتا ان کے
سلمے موجودہ ہال کا اکٹوتا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک

غیر ملکی نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان کا جسم تو خاصا سٹول اور توانا تھا لیکن چہرے سے وہ خاصا کم عمر دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے تین مشین گنوں سے مسلح دو غیر ملکی تھے۔

نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے سامنے آکر رک گیا۔ اس کی تیز آنکھوں پر چمکی ہوئی تھیں۔

”ہوں۔۔۔ تو تم پاکشیا سیکرٹ سروس کے رکن ہو اور تمہارے چوٹان اور نعمانی ہیں۔“ نوجوان نے بھاری آواز میں کہا اور اس کے سننے ہی وہ دونوں چونک پڑے کیونکہ یہ اُسی ریڈ۔ٹی کا لہجہ تھا جس انہیں فلیٹ پر فون کر کے پیغام دیا تھا۔

”تم ریڈ۔ٹی ہو۔“ نعمانی نے ہونٹ بھیجے ہوئے کہا۔
”ہاں۔۔۔ میں ریڈ۔ٹی ہوں۔ اور سنو۔ ریڈ۔ٹی کے سامنے جھک بولنے والے دوسرا سانس نہیں لے پاتے۔ اس لئے جو کچھ میں پوچھ سچ سچ بتا دینا۔“ نوجوان نے کمر خست لہجے میں کہا۔

”تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر۔ ہمارا کسی سیکرٹ سروس۔ کوئی تعلق نہیں ہے۔“ اس بار چوٹان نے جواب دیا اور نوجوان بے اختیار طنز یہ انداز میں منسنے لگا۔

”میں نے عمران کو فون کر کے اطلاع دے دی ہے کہ تم ختم ہو۔ ہو۔ لیکن اگر تم نے میرے ساتھ تعاون کیا تو ہو سکتا ہے کہ میں تمہارا زندگی بخش دوں۔ کیونکہ میرا ٹارگٹ تم جیسے حقیر ممبر نہیں ہیں۔ تمہارے پاس ایک ٹوکا شکار کھیلنے یہاں آیا ہوں۔“ ریڈ۔ٹی انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔“ نعمانی نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔
”پہلے تو یہ بتاؤ کہ کیا علی عمران سیکرٹ سروس کا ممبر ہے۔“ ریڈ۔ٹی نے سوال کیا۔

”نہیں۔۔۔ وہ ممبر نہیں ہے۔ البتہ سیکرٹ سروس کے لئے کام ضرور کرتا ہے۔“ نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اچھا۔ میں چیک کر لوں گا۔ اب تم ایکسٹو کا پتہ بتا دو اور اس کا حلیہ بھی۔“ ریڈ۔ٹی نے کہا۔

”ہم نے اسے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے۔ اس لئے نہ ہمیں اس کے حلیے کا علم ہے اور نہ ہی اس کے پتے کا۔“ نعمانی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

”تو پھر تمہیں وہ کس طرح کنٹرول کرتا ہے۔“ ریڈ۔ٹی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
”ٹیلی فون پر۔“ نعمانی نے جواب دیا۔

”میں یہ بھی چیک کر لوں گا۔ ویسے تم گھبراؤ نہیں۔ مجھے اس کے فون کا نمبر معلوم ہے۔ وہ میں تم سے نہیں پوچھوں گا۔ لیکن اس کی رہائش گاہ تو بہر حال تمہیں بتانی ہی پڑے گی۔“ ریڈ۔ٹی نے کمر خست لہجے میں کہا۔

”جب میں نے کہہ دیا کہ علم نہیں ہے تو اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ ہمیں علم نہیں ہے۔“ نعمانی نے بھی لہجے کو کمر خست کرتے ہوئے کہا۔

”سوچ لو۔ میں ایک بار پھر بتا دوں کہ میرے سامنے جھوٹ بولنے

دالے دوسرا سانس نہیں لے پاتے۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے نعما گھورتے ہوئے کہا۔

”مجھے کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی۔ جھوٹ تو اس کے بولا جاتا ہے جس سے آدمی خوفزدہ ہو۔“ نعما فی نے طنز یہاں میں کہا۔

لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ریڈ۔ ٹی نے اکی بات کا جواب دینے کی بجائے ایک لخت اپنا چہرہ ایک سے بائیں طرف کو موڑا۔ حالانکہ اس طرف اس کا کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ چند لمحے اسی حالت میں رہا اور پھر اس نے دو ایک جھٹکے سے چہرہ ان کی طرف کیا۔ ان دونوں کے جسموں پر زور دار جھٹکے لگے۔ ریڈ۔ ٹی کی آنکھوں میں بے پناہ چمک رہی تھی جیسے وہ انسانی آنکھوں کی بجائے کسی خوشخوار دند کی آنکھیں ہوں۔ دوسرے لمحے ان دونوں کو یہی محسوس ہوا جیسے کہ ذہنوں میں ایک لخت روشنی کے جھماکے ہوئے ہوں۔ لمحوں تک ان کی یہی حالت رہی۔ اور پھر ریڈ۔ ٹی نے دوبارہ ایک سے اپنا چہرہ بائیں طرف موڑا۔ اور ان دونوں کو یوں محسوس ہوا کہ جسم انتہائی طاقتور بجلی کے کرنٹ سے ایک لخت علیحدہ گئے ہوں۔ چند لمحوں بعد جب ریڈ۔ ٹی نے چہرہ موڑا تو اس کی آنکھیں پہلے کی طرح نارمل تھیں۔

”تم نے واقعی جھوٹ نہیں بولا۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ تم زندہ بیٹھے ہو۔ دہنہ اگر تم نے جھوٹ بولا ہوتا تو اب تم

تہا یہی کھوپڑیاں بلندی سے گرنے والے تمبوز کی طرح پھٹ چکی ہوتیں۔“ ریڈ۔ ٹی نے نرم لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے کھڑے ہوئے دونوں مسلح نوجوان بھی واپس مڑے۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب دروازے سے باہر نکل گئے۔ دروازہ بند ہو گیا تو ان دونوں کے حلق سے بے اختیار طویل سانس نکل گئے۔

”یہ ریڈ۔ ٹی پیناٹرم کا ماہر لگتا ہے۔ خدا کی پناہ۔ اس کی آنکھوں میں کس قدر خوف ناک چمک تھی۔“ چوہان نے کہا۔

”ہاں چمک تو تھی۔ لیکن وہ خود جھوٹ بول رہا تھا کہ اس نے ہماری چمکنگ کر لی ہے کہ ہم جھوٹ نہیں بول رہے۔ حالانکہ اگر واقعی ایسا ہوتا تو پھر کم از کم ہیڈ کوارٹر کا پتہ تو اسے معلوم ہو ہی جاتا۔“ نعما فی نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”اسے یہ سلاخیں تو ہل رہی ہیں۔ میں نے پہلے خیال ہی نہیں کیا۔“ ایک لخت چوہان کی آواز سنائی دی۔ جواب بازوؤں کو حرکت دینے کی کوشش میں تھا۔ اور چند لمحوں بعد جیسے ہی اس نے زور لگایا۔ ایک لخت ٹھٹھک کی آواز سے کسی کے بازوؤں کے درمیان موجود ہوتے کی سلاخیں ایک بازو کے اندر غائب ہو گئیں اور چوہان ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوہ۔۔۔ میرے خیال میں اس کمرسی کا میکنزم خراب ہے۔ بہر حال مجھے چھٹکارا دلاؤ۔“ نعما فی نے کہا۔

اور چوہان تیزی سے مڑ کر نعما فی کی کمرسی کی پشت پر آیا اور اس نے

اس کے پچھلے پائے پر موجود ایک بٹن پر جیسے ہی بوٹ کی ٹو ماری
کھٹاک کی آواز سے نعلانی کی کمرسی کی سلاخیں بھی بازو میں غائب
گئیں۔ اور نعلانی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”یہ تو اچھا خاصا اتفاق ہو گیا۔“ نعلانی نے مسکراتے ہوئے
اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے
ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کر کے جیسے ہی کھینچا دروازہ بڑھی آسانی
کھلتا چلا گیا۔ اوردہ دونوں ایک دوسرے کو اس طرح دیکھنے
جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو۔

”ہمارے کمرسیوں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے انہوں
دروازہ لاک کر نے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی ہوگی۔“ نعلانی۔
سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور چوہان نے سر ہلا دیا۔

دروازے کے باہر ایک طویل راہداری تھی جس کا دائیں طرف
سرا دیوار سے بند تھا جب کہ بائیں طرف اس کا اختتام ایک برآمد
میں ہوتا نظر آ رہا تھا۔ برآمدے کے پار وسیع لان نظر آ رہا تھا۔

وہ دونوں تیزی سے راہداری میں چلتے ہوئے آگے بڑھنے
وہ دونوں چونکہ خالی ہاتھ تھے۔ اس لئے وہ بڑے محتاط انداز میں
بڑھ رہے تھے۔ لیکن ابھی تک انہیں برآمدے میں کسی آدمی کی
نہ دکھائی دے رہی تھی۔

برآمدے کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔ اور پھر چوہان نے
آہستہ سے سر آگے بڑھا کر برآمدے میں جھانکنا دوسرے لمحے
آگے بڑھ کر برآمدے میں آ گیا۔ برآمدہ خالی پڑا ہوا تھا۔

”ادہ۔ کوٹھی تو خالی ہے۔“ چوہان نے بھی برآمدے میں آتے
ہوئے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔

”ہاں وہ شاید صرف اس بنا پر چلے گئے ہیں کہ ہم تو حرکت بھی نہیں
کر سکتے۔“ نعلانی نے کہا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی سے پھاٹک کی
طرف بڑھتے چلے گئے۔ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی باہر سے بند تھی نعلانی
نے پھاٹک کا بڑا کنڈا کھولا اور پھر پھاٹک کھول کر وہ تیزی سے باہر
نکل گئے۔ یہ ایک رہائشی کالونی تھی جو دارالحکومت کے مضافات
میں واقع تھی۔ وہ دونوں ابھی سڑک پر تھوڑی سی دود آگے گئے ہوں
گئے کہ اچانک ایک کاران کے قریب آ کر رکی اوردہ دونوں اچھل پڑے۔
”تم دونوں یہاں سیر کرتے پھر رہے ہو اور ہماری جان عذاب میں
آئی ہوئی ہے۔“ کار میں سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

”ادہ تنویر تم۔ ادہ یہاں۔“ نعلانی اور چوہان نے حیران ہو کر
کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے دروازہ کھول کر کار میں سوار ہو گئے۔

”ساری ٹیم تمہیں شہر میں تلاش کرتی پھر رہی ہے۔ عمران کو اطلاع
ملی تھی کہ تمہیں فلیٹ سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ اور ایک ٹونے پوری
ٹیم کی جان عذاب میں ڈال رکھی ہے کہ فوراً تم دونوں کو ٹریس کیا جائے
تنویر نے کہا۔

”تو تمہارے خیال میں ہم یہاں سیر کرتے پھر رہے ہیں۔“
چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تو ادہ کیا کرتے پھر رہے ہو مجھے تو ایسا ہی محسوس ہوا ہے۔“
یہ سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں ہنس پڑے۔ اس کے

”ہاں ہے۔ کیوں۔ ایک اپ کرتا ہے۔“ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

”میرا خیال ہے ان لوگوں کے آنے تک ہمیں ایک اپ کر لیا جائیے۔ اس طرح ہم آزادی سے ان کی نگرانی کر سکیں گے۔“ نعمانی نے جواب دیا۔

”اچھا آئیڈیا ہے۔“ تنویر نے کہا۔ اور پھر اس نے اپنی سید کے سچلے حصے میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا سا میک اپ باکس نکالا اور نعمانی کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ ریڈر۔ ڈی کے آنچا ہوتا کیا ہے۔“ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا

”کم از کم جو لیا کو تو نہیں چاہتا۔ اتنا تو مجھے یقین ہے۔“ میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھے ہوئے عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو ہونٹ پھینچ کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے عمران کا جواب ہی بتا رہا تھا کہ وہ اس کے سوال کا جواب دینے کے موڈ میں نہیں ہے اور اتنا تو بلیک زیرو جانتا تھا کہ جب عمران موڈ میں نہ ہو تو پھر سوال کرنا بھی بے کار ہے۔ اس لئے وہ خاموش ہو گیا۔

عمران چند لمحے تو آنکھیں بند کئے کرسی کی پشت سے سر ٹکائے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور آپریشن روم کے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو لائبریری کی طرف جاتا تھا۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا اُسے دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران خالی ہاتھ واپس آیا۔

اس کی فراخ پیشانی پر پڑھی ہوئی سلوٹیں بتا رہی تھیں کہ وہ ذہنی طور پر خاصا ہوا ہے۔

”یہ کوئی نیا ہی مجرم ہے۔ اس کی کوئی قابلِ لاٹبریری میں موجود نہیں ہے۔“ — عمران نے دوبارہ کمری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو اس کی بات کا جواب دیتا ہی پمپٹے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر اٹھالیا۔

”ایک ٹو“ — عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔ عمران کہاں ہے؟“ — دوسری طرف سے سلطان کی آواز سنائی دی۔

”موجود ہیں۔ بات کیجئے“ — عمران نے اُسی لہجے میں کہا۔ ا

پھر ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد وہ اپنی اصل آواز میں بولا۔

”یہ آپ کا کمرہ کہاں گیا۔ جو آپ آج خالی سلطان بول رہے

اور پھر حیرت ہے کہ بغیر کمرے بھی آپ بول رہے ہیں۔“ —

نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر موجود سنجیدگی اور پمپٹے ہوئی سلوٹیں یک لخت غائب ہو گئی تھیں۔ اور بلیک زیرو

سے اُسے دیکھنے لگا۔ اتنی تیزی سے موڈ بدلنے کا ملکہ صرف

کو بہوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ اور نہ صرف وہ عہدِ یادِ ہلاک ہو گئے ہیں بلکہ ان کے اہل خانہ بھی شدید زخمی ہوئے ہیں۔ اور اٹھک پادہ پاؤں کے مغربی حصے کو باقاعدہ تخریبی کامہ دانی سے تباہ کر دیا گیا ہے۔ صدر مملکت نے اس کا بڑی سنجیدگی سے نوٹس لیا ہے۔

سلطان نے عمران کی بات نظر انداز کرتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”صدر مملکت کا تو کام ہی نوٹس لینا ہے۔ سنجیدگی سے یوں یا غیر سنجیدگی سے۔ یہ ان کی مرضی ہے۔“ — عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں ہی جواب دیا۔

”عمران — میں سنجیدگی سے بات کر رہا ہوں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اٹھک بجلی گھر کس قدر اہم ہے۔ اگہ اسے تباہ

کر دیا گیا تو یہ ملک کا بہت بڑا نقصان ہوگا۔ ناقابلِ تلافی نقصان۔ اور سنو۔ صدر مملکت نے فوری طور پر ریڈ۔ فی ٹاکس انٹیلی جنس سے

سیکرٹ سروس کو منتقل کرنے کے احکامات بھی جاری کر دیئے ہیں۔ اس لئے اب تمہیں اس بارے میں سنجیدہ ہونا چاہیے۔“

سلطان کا لہجہ نہایت نرم تھا۔

”یعنی سپرنٹنڈنٹ فیاض کی جان بچ گئی۔ کیا اُسے تنخواہ صرف اس بات کی ملتی ہے کہ وہ ایک گولی کھا کر گھر بیڑا رہے اور کیس سیکرٹ

سروس بھگتاتی پھرے؟“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اب جو صورت حال سامنے آئی ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کیس انٹیلی جنس کے بس کا بھی نہیں ہے۔ ویسے مجھے اطلاع

ملی تھی کہ ریڈ۔ ٹی نے سوپر فیاض کو گولی مہارے فلیٹ کے سامنے
 مار دی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے تم اپنی عادت سے مجبور ہو کر لازماً
 کیس پر کام کر رہے ہو گے۔ میں نے صدر مملکت سے بھی
 بنا پوچھ دیا ہے کہ ایک ٹو غافل نہیں رہتا۔ وہ اس کیس پر پہلے
 ہی کام کر رہا ہے۔ اور مجرم کسی بھی لمحے پکڑا جاسکتا ہے۔
 سلطان نے کہا۔

”اچھا۔ تو یہ آپ ہیں جو ہماری جانوں کے دشمن بنے ہوئے
 میرے خیال میں آپ کی اس بات پر ہی صدر مملکت نے کیس سیکر
 سرورس کو ٹرانسفر کرنے کے احکامات جاری کئے ہوں گے کہ
 ایک ٹو کام کر رہا ہے تو چلو اس پر احسان کر دیں کہ کیس بھی
 ٹرانسفر کر دو۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”تو کیا میرا خیال غلط ہے۔“ سلطان نے غصیلے
 میں کہا۔

”ارے ارے۔ آپ تو ناراض ہو گئے۔ ویسے ایک بات
 بتائیں۔ جب فیاض کو گولی لگی تو آپ ملک سے باہر تھے۔ اور یہ
 خیال میں آپ کی آمد آج صبح ہی ہوئی ہے۔ پھر آپ کو یہ اطلاع
 مل گئی کہ سوپر فیاض کو گولی میرے فلیٹ کے سامنے مار دی گئی۔
 عمران نے پوچھا۔

”میں آج صبح نہیں بلکہ کل شام کو ہی واپس آ گیا تھا۔ اور یہاں
 ہی مجھے ایک عہدیدار کے قتل اور اعلیٰ عہدیداروں کے نام
 کے دھمکی آمیز خطوط کا پتہ چلا تو میں نے مہارے ڈیڑھی سے

کی۔ انہوں نے بتایا کہ کیس ان کے پاس ہے اور اس کیس کی
 تفتیش کے سلسلہ میں فیاض زخمی بھی ہو گیا ہے۔ اور ریڈ۔ ٹی نے
 انہیں فون پر دھمکیاں بھی دی ہیں۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا۔ کہ
 فیاض مہارے فلیٹ کے سامنے زخمی ہوا ہے۔ میں نے ان سے
 بات کرنے کے بعد جب مہارے معلوم کرنے کے لئے فلیٹ پر فون
 کیا تو سلیمان نے مجھے بتایا کہ فیاض کو مہارے فلیٹ کے سامنے
 گولی مار دی گئی ہے۔ اور تم نے اس کا اپنے فلیٹ میں ہی آپریشن
 کیا تھا۔“ سلطان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 ”تو سلیمان نے اب پارٹ ٹائم جاب بھی شروع کر دی ہے۔ میں
 ابھی اس سے حساب لیتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔
 ”پارٹ ٹائم جاب۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔“ سلطان
 نے چونک کر پوچھا۔

”یہی مجری کا دھندہ۔ ظاہر ہے آپ کو یہ بتا کر اس نے
 معقول معاوضہ وصول کر لیا ہوگا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے
 کہا۔ اور سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

”اور کے۔ پھر میں صدر مملکت کو بتا دوں کہ یہ ریڈ۔ ٹی جلد ہی
 گرفتار ہو جائے گا کیونکہ اعلیٰ عہدیداروں کے قتل کے ساتھ ساتھ
 پاور ہاؤس والی واردات سے وہ بے حد پریشان ہیں۔“

سلطان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
 ”آپ جو چاہیں کہہ دیں۔ اب بھلا میں صدر مملکت اور سیکرٹری
 وزارت خارجہ کے درمیان ہونے والی گفتگو میں کیسے رکاوٹ بن

سکتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور سلطان نے آہستہ سے
بہتے ہوئے خدا حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے بھی ایک
طویل سانس لیتے ہوئے ریور دکھ دیا۔

”مبارک ہو ایک ٹھو صاحب۔ اب یہ کیس آپ کو ٹرانسفر ہو چکا
اب آپ کو بھی ریڈ۔ ٹی کے ذائقہ سے لطف اندوز ہونے کا پورا
موقعہ ملے گا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو آپ اس لئے اس میں دلچسپی نہ لے رہے تھے کہ کیس انشلی
کے پاس تھا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بلیک جھپکاتے ہوئے کہا
”یہ بات نہیں۔ بس جب میں تصویر میں سرخ رنگ کی چلتے
تو مجھے یہ محسوس ہوتا جیسے پیالی میں خون بھرا ہوا ہو۔۔۔۔۔ عمران
منہ بناتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے
بڑھکا کر ریور اٹھالیا۔

”ایک ٹو۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سر۔۔۔۔۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ عمران صاحب سے بات
کھتی۔ وہ فلیٹ پر موجود نہیں ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر
انتہائی مؤدبانہ آواز سنانی دی۔

”ہولڈ کر دو۔ میں اُس سے تمہاری کال ڈائریکٹ کر دیتا ہوں۔“
عمران نے اُسی مخصوص لہجے میں کہا۔ اور پھر چند لمحے خاموش رہنے
بعد وہ دوبارہ اپنی اصل آوازیں بولا۔

”عمران بول رہا ہوں۔ یہ تمہیں کس حکیم نے کہا ہے کہ اگر یہ

فلیٹ میں نہ ہوں تو تم سیدھے ایک ٹو کو فون کر دو۔ پتہ ہے مجھے اس
لے کتنی جھانڈ پلائی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔
”اوہ۔۔۔۔۔ سو ری عمران صاحب۔ بات ہی ایسی تھی کہ آپ سے
بات کر فی ضرورت ہی تھی۔ بہر حال آئندہ میں احتیاط کیا کروں گا۔“
دوسری طرف سے ٹائیگر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔
”ماں بتاؤ کیا بات ہے۔۔۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں
پوچھا۔

”سر۔ میں اس پولیس آفیسر سے ہسپتال میں ملا تھا۔ جو پاور ہاؤس
سے کچھ دور ایک پکٹنگ کے دوران شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اس سے
جو تفصیلات معلوم ہوئی ہیں۔ اس سے پتہ چلا ہے کہ وہ معمول کی چکینگ
کے لئے روڈ پر موجود تھا تاکہ مجرموں کو چیک کیا جاسکے۔۔۔۔۔ تو وہاں
سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار پاور ہاؤس کی طرف سے آئی جسے
پکٹنگ سپاٹ پر روکا گیا۔ اس کی ڈرائیو نگ سیٹ پر ایک بوڑھا آدمی
بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ آفیسر نے بتایا ہے کہ جب اُسے اور اس کے ساتھیوں
کو جو تعداد میں چار تھے اور باقاعدہ سوٹوں میں ملبوس تھے۔ کار سے
باہر آنے کے لئے کہا گیا تاکہ کار کے ساتھ ساتھ ان کی جسمانی تلاشی
بھی لی جاسکے۔۔۔۔۔ اور ان سے آدھی رات کے وقت اس طرف آنے
کے متعلق پوچھ گچھ کی جاسکے۔ تو اس بوڑھے نے اُسے کہا کہ اس کے
پاس ریڈ۔ ٹی کا کارڈ ہے وہ پہلے دیکھ لو۔ پولیس آفیسر نے اپنے
حکم کی تعمیل پر اصرار کیا تو بوڑھے نے انتہائی کدخت لہجے میں کہا کہ
وہ نہیں جانتا کہ ریڈ۔ ٹی کو روکنا کتنی بڑی حماقت ہے۔۔۔۔۔ اور اس

نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ تم شہر میں سیاہ رنگ کی ہنڈا اکاڑڈ کا بول کو چیک کرو۔
ہنڈا اکاڑڈ کا رہیں سیاہ رنگ بہت کم آتا ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔
اور پھر رسیور رکھ دیا۔

ٹائیگر نے نئی بات بتائی ہے کہ ریڈ۔ ٹی بوڑھا آدمی ہے جب کہ نعمانی
اور چوہان نے اُسے جوان بتایا ہے۔۔۔ عمران نے رسیور رکھ کر سوچتے
ہوئے انداز میں کہا۔

”ہو سکتا ہے ان دونوں میں سے کوئی اسٹنٹ ہو“
بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہوئے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔۔۔ عمران نے بڑبڑانے کے
سے انداز میں جواب دیا۔ اور اس نے ایک بار پھر کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر
آنکھیں بند کر لیں۔ پھر چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور کرسی سے اٹھ
کھڑا ہوا۔

”اگر کوئی خاص بات سامنے آئے تو مجھے فلیٹ پر اطلاع دے دینا“
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کا جواب سنے بغیر وہ آپریشن
روم سے باہر نکل آیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر اپنے فلیٹ کی طرف
بڑھی جا رہی تھی۔ لیکن اس کے ذہن میں عجیب سی کچھڑی پک رہی تھی۔ اس
ریڈ۔ ٹی کا کوئی سریر اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔۔۔ نعمانی اور چوہان سے پوچھ کچھ
کرنے کے بعد اس کو کھٹی پکسی کا لوٹ کر نہ آنے کا یہی مطلب تھا کہ اس
ریڈ۔ ٹی نے جان بوجھ کر انہیں آزاد ہونے اور نکل جانے کا موقع دیا ورنہ

کے بعد اچانک کار سے فائرنگ شروع ہو گئی اور کار سڑک
ایک پولیس کانسٹیبل کو ٹکرا کر ٹکڑے ہو گئی۔ پولیس آفیسر نے اپنے
ساتھیوں سمیت چار کاروں پر ان کا تعاقب کیا۔ لیکن کو
میزائل مار کر ان کی کاریں الٹ دی گئیں۔ اور پولیس آفیسر
ہو کر ہسپتال پہنچ گیا۔ آپ نے چونکہ نعمانی اور چوہان کی تلاش
تھا اس لئے میں ان کی تلاش میں ہسپتال پہنچا تو دہان جا کر مجھے
عادثے کا علم ہوا۔ چونکہ یہ حادثہ پاور ہاؤس کے قریب
اس لئے میں اس پولیس آفیسر سے ملا تھا۔۔۔ ٹائیگر نے
لہجے میں کہا۔

”جوابات تم نے آخر میں بتائی ہے۔ وہ پہلے کہنی چلیے تھے
اس پولیس آفیسر کا کیا حادثہ ہوا۔ اور کہاں ہوا۔ بہر حال تم
پولیس آفیسر سے اس بوڑھے کا حلیہ تفصیل سے معلوم کیا
عمران نے کہا۔

”یہ۔۔۔ اس کے سر اور داڑھی کے بال برف کی طرح
تھے۔ چہرے پر جھریوں کا جیسے جال سا بچھا ہوا تھا۔ لیکن اس
جسم خاصا توانا اور تندرست دکھائی دیتا تھا۔ وہ غیر ملکی تھا۔ اس
اس کے باقی چار ساتھی بھی غیر ملکی تھے۔ میں نے پولیس آفیسر
اس کار کا نمبر معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ اس پر نمبر فلیٹ موجود
تھی۔ پولیس آفیسر کو پہلے اس بات کا خیال نہ آیا تھا۔ میرے پو
چھنے سے سوچ کر بتایا تھا۔۔۔ ویسے اس نے بتایا ہے کہ کار
ماڈل نیا تھا۔ اور وہ ہنڈا اکاڑڈ کا رہتی۔ رنگ سیاہ تھا۔۔۔“

کرسی کا میکنزم پہلے ہی ڈھیلا محسوس ہوتا۔ ادھر اعلیٰ عہدیداروں کا ادھر سیکرٹ سروس کے ارکان کی گرفتاری۔ ادھر پاور ہاؤس میں کارروائی۔۔۔ ادب یہ سب کچھ ایک ہی وقت میں کیا جا رہا تھا۔ تو ریڈی ٹی کا اصل مشن کیا ہے۔ عجیب سا گورکھ دھندہ بن کر رہ گیا تھا۔ عمران اس لئے دانش منزل سے اٹھ آیا تھا تاکہ فلیٹ میں جا کر وہ سے اس سارے مسئلے پر غور کر سکے۔

فلیٹ کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے وہ بے اختیار چونک کر کیونکہ وہاں پہلے سے ہی ایک گاڑی موجود تھی۔ ادب یہ وہی گاڑی تھی سے فرنیٹک اتر اٹھا۔ اس کا مطلب ہے فرنیٹک اس کے فلیٹ موجود تھا۔ عمران کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے ناخوشگوار ہی کے پیدا ہوئے۔ عمران نے کارروائی اور پھر نیچے اتر کر وہ سیڑھیاں چڑھتے ادب دروازے پر پہنچ گیا۔۔۔ دروازہ اس کی توقع کے مطابق کھلا "اے سلیمان۔ یہ دروازہ کیوں کھول رکھا ہے۔ کوئی محترمہ کھلا دیکھ کر اندر آگئی تو"۔ عمران نے دروازے میں داخل ہوتے ہی آواز میں کہا۔

"تو کیا ہوگا۔ کیا کسی محترمہ کا داخلہ یہاں بند ہے۔" ڈرائنگ روم سے فرنیٹک کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اے فرنیٹک تم شکریہ۔ اللہ میاں نے جنس بدل دی اور عمران نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی ایسے لہجے میں کہا جیسے اے بڑا اطمینان ہوا ہو۔

"جنس بدل دی۔ اچھا سمجھ گیا۔ تو میں تمہارے فلیٹ پر آنے سے

پہلے محترمہ تھا اور اب محترم بن گیا ہوں۔۔۔ فرنیٹک نے غصیلے انداز میں کہا۔

"یار۔ تو اس میں ناماض ہونے والی کون سی بات ہے۔ محترمہ اور محترم میں صرف "اے" کا ہی فرق ہے۔ وہ تم فلیٹ سے باہر بھی چھوڑ سکتے ہو۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور فرنیٹک نے اختیار قبضہ مار کر منہ پڑا۔ "میں ہوٹل میں پڑا ہوا رہ رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ چلو تم سے گپ شپ کر کے وقت گزار دوں۔ اور ہاں یار۔ یہ تم نے ملازم اپنے سے بھی سپر رکھا ہوا ہے۔ ایک گھنٹہ تو دروازے پر ہی اُسے یہ یقین دلانے ہوئے گزر گیا کہ میں تمہارا بہت گہرا دوست ہوں۔ لیکن دیکھ لو اس نے مجھے ڈرائنگ روم میں بٹھانے کے بعد اب تک واپس آکر اتنا بھی نہیں پوچھا کہ میں کچھ پینا بھی چاہتا ہوں یا نہیں۔" فرنیٹک نے غصیلے انداز میں منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو تمہیں اس نے دوستوں والا کارڈ نہیں دکھایا۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"دوستوں والا کارڈ۔۔۔ وہ کیا ہوتا ہے۔" فرنیٹک نے چونک کر پوچھا۔

"سلیمان۔ عمران نے فرنیٹک کی بات کا جواب دینے کی بجائے بڑے سنجیدہ انداز میں سلیمان کو آواز دی۔

"یس۔" چند لمحوں بعد سلیمان کی دروازے سے آواز سنائی دی۔ وہ بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"تم نے میرے دوست کو دوستوں والا کارڈ نہیں دکھایا۔ کیوں؟"

عمران کے لہجے میں شدید غصہ تھا۔

”سر دہی کارڈ تو میں ڈھونڈھ رہا ہوں۔ آج سے پہلے تو اس کارڈ کے دکھانے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ اس لئے سچلے میں وہ کہاں رکھ کر بھول گیا ہوں۔“ سلیمان نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

فرینک چیرت بھرے انداز میں منہ اٹھائے ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

”تو پھر زبانی بتاؤ تمہیں یاد ہونا چاہیے۔ یہ تمہاری ڈیوٹی میں شامل ہے۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”جب کوئی دوست فلیٹ میں آئے گا تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ تمام شرائط پر پورا پورا عمل کرے۔ شرط نمبر (۱) وہ کھانے پینے کے لئے کچھ نہ کچھ ساتھ ضرور لائے گا تاکہ دوستی کا ثبوت دیا کر سکے۔“ شرط نمبر (۲) وہ قرضہ نہ مانگے گا۔ بلکہ اگر اس سے قرضہ مانگا جائے تو وہ انکار نہ کرے گا۔ تاکہ اس کی دوستی کا بھرم قائم رہ سکے۔ تیسری اور آخری شرط یہ کہ وہ جس معیار کا دوست ہوگا۔ اُسی معیار سے دوست فٹ میں رقم چھوڑے گا۔“

سلیمان نے کسی ٹیپ کی طرح بولنا شروع کیا۔ اور آخری شرط بتاتے ہی وہ اس طرح مڑ کر دروازے سے غائب ہو گیا جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی روبوٹ ہو۔ جو اپنا کام ختم ہوتے ہی میکا کی انداز میں واپس چلا گیا ہو۔

”تم نے دوستوں کے کارڈ کی شرائط سن لیں فرینک۔“ عمران نے سلیمان کے جاتے ہی سر ہلا کر کہا۔

”کیا بکو اس ہے۔“ فرینک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ بکو اس نہیں ہے فرینک۔ اس فلیٹ کا قانون ہے۔ اور سلیمان قانون نافذ کرنے کے بارے میں بہت سخت ہے۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں فلیٹ پر آنے کی دعوت نہیں دی تھی۔ لیکن اب تقدیر کا کیا کیا جائے۔ وہ تمہیں لے ہی آئی۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میرے ساتھ بکو اس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسی بکو اس اس سے کیا کرو جو تمہیں جانتا نہ ہو۔ پہلے تو پینے کے لئے کچھ منگواؤ۔ ورنہ میں نے اپنا کارڈ سنا نا شروع کر دیا تو تم دونوں فلیٹ چھوڑ کر ہی بھاگ جاؤ گے۔“ فرینک نے کہا۔

اور عمران نے یوں دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا جیسے وہ کسی بڑی پریشانی میں پھنس گیا ہو۔

”سلیمان۔۔۔ اسے بھائی سلیمان۔“ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”اب کیلے۔“ میں ایک بار ہی سنا سکتا ہوں۔ دوسری بار کے لئے اور ٹائم دینا پڑے گا۔“ سلیمان نے اس بار منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”اس کے پاس ہمارے سے بھی زیادہ سخت شرائط والا کارڈ ہے۔ اس لئے بھائی کچھ پینے پلانے کا بندوبست کر ہی دو۔“ عمران نے مسرے سے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کا حکم۔“ سلیمان نے بڑے فرمانبردارانہ لہجے میں کہا اور واپس چلا گیا۔

”تم دونوں ہی ایک دوسرے کی گھر کے ہو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اب اریڈ ٹی کا کیا کمروں میں نے فیاض سے ملنے کی کوشش کی لیکن چلا کہ وہ نہ گھر پر ہے نہ ہسپتال میں۔ اور یار۔ تمہارے ڈیڈ ٹی ملنے کی مجھے بہت ہی نہیں پڑی۔ میں نے سوچا کہ جس کا بیٹا عمران اس کا باپ تو اس سے دو ماہ آگے ہی ہوگا۔“ فرنیٹک۔ مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارے دماغ سے ابھی سرخ چلے کا بنجار نہیں اترا۔ یاد خواہ نحوہ کے چکر میں پڑے ہوئے ہو۔ آرام سے یہاں گھومو پھو اور پھر واپس ہالینڈ چلے جاؤ۔ فیاض جلنے اور وہ سرخ چلے عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے تم لوگوں نے اُسے سنجیدگی سے نہیں لہ حالانکہ آج صبح اخبار دیکھ کر میں سمجھ گیا تھا کہ اس نے یہاں تباہی کر دی ہے۔ اخبار میں تھا کہ چار اعلیٰ عہدیدار اچانک قتل ہو گئے ان کی رہائش گاہوں کو ٹائم بموں سے اڑا دیا گیا ہے۔ اور وہ تمہاری ٹیمک بجلی گھر میں بھی تخریبی کارروائی ہوئی ہے۔ گو اخبار میں ریڈ ٹی نہ تھا۔ لیکن میں سمجھ گیا ہوں کہ لازماً یہ اُسی کی کارروائی ہے۔“ فرنیٹک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا۔ سر ٹرائی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرائی پر پانی کا ایک جگ اور دو رکھے ہوئے تھے سلیمان نے بڑے متوجہانہ انداز میں گلاس اور میز پر رکھے۔ اور پھر ٹرائی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔ فرنیٹک

غور سے جگ کو دیکھ رہا تھا۔ عمران نے جگ اٹھا کر دونوں گلاس بھرے اور پھر ایک گلاس فرنیٹک کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”لو۔ تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کوئی مشروب بیا تھا۔“ عمران کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

”یہ مشروب ہے۔ کمال ہے۔ شکل تو سادہ پانی جیسی ہے۔“ فرنیٹک نے گلاس لیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے گھونٹ لیا۔ دوسرے لمحے اس نے گلاس میز پر رکھ دیا۔

”تو تم سادہ پانی کو مشروب کہہ رہے ہو۔ یار۔ اگر میرا آنا تمہیں اتنا بُرا لگتا ہے تو مجھے صاف کہہ دیتے۔ کم از کم میری توہین تو نہ کرتے۔“ فرنیٹک نے اس بار واقعی غصیلے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ تم اس مشروب کو سادہ پانی کہہ رہے ہو۔ کمال ہے یار۔ تم اتنا عرصہ آکسفورڈ میں پڑھے۔ وہاں سے ڈاکٹریٹ کی۔ پھر ہالینڈ میں رہے۔ اور تم اسے سادہ پانی کہہ رہے ہو۔ بھی حد ہے کمال ہے تمہاری سادگی کی۔ یہ تو بڑا نایاب مشروب ہے۔ اسے ہمارے ہاں وائٹ دائرہ کہتے ہیں۔ بس اس کا ذائقہ سادہ پانی جیسا ہوتا ہے۔ اور یہی اس کی خاص بات ہے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”وائٹ دائرہ۔ عجیب نام ہے۔ سادہ پانی بھی تو وائٹ دائرہ ہی ہوا۔“ فرنیٹک نے دوبارہ گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

”وہ تو نیچرل دائرہ کہلاتا ہے۔ وائٹ دائرہ یہ ہے۔ اس کے پینے

سے دماغ کے خلیات کھل جاتے ہیں۔ آنکھوں میں روشنی آجاتی ہے۔
جگر کی گرمی دور ہو جاتی ہے۔ آدمی تازہ دم ہو جاتا ہے۔ تازہ دم جانتے
ہو کسے کہتے ہیں۔ — عمران نے کہا۔

”مطلب ہے فریش۔“ فرنیک نے اب اس طرح سادہ پانی
کے گھونٹ لینے شروع کر دیئے جیسے وہ واقعی کوئی نایاب مشروب
پہنچا ہو۔

”تم جب باتیں کرتے ہو تو یقین کرو مجھے اپنی ڈگری پر شرم آنے
لگ جاتی ہے۔ تازہ دم کا مطلب ہے جوان۔“ عمران نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اچھا اچھا۔ سمجھ گیا۔ پھر تو واقعی یہ نایاب مشروب ہوگا۔ تھینکا
یو تھینک یو۔“ فرنیک نے اب باقاعدہ شکریہ ادا کرنا شروع
دیا۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ سلیمان نے داد
ستم ظریفی سے کام لیا تھا۔ اور یہ عمران کا ہی کام تھا جو اس ستم ظریفی
ٹھکانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ویسے عمران سادہ پانی لانے پر
سمجھ گیا تھا کہ سلیمان اور فرنیک کے درمیان لازماً گاڑ بڑھوتی ہوگی
”اچھا یہ تو بتاؤ فرنیک۔ یہ ریڈ۔ ٹی صاحب کس عمر کے ہیں“

اچانک عمران نے ایک خیال آتے ہی پوچھا۔
”کس عمر کے ہیں۔ کیوں۔“ فرنیک نے چونکتے ہوئے۔

پوچھا۔
”پہلے تم بتاؤ۔ پھر تمہاری بات کا جواب بھی دے دوں گا۔“
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میں نے اُسے دیکھا تو نہیں۔ لیکن سننا ہے کہ جوان آدمی ہے۔“
فرنیک نے جواب دیا۔

”اُسے پھر تو مارے گئے۔ یا یہ مجرم صرف جوانی میں ہی ادھر کا رخ
کیوں کرتے ہیں بوڑھے ہو کر آیا کریں۔“ عمران نے بڑا سامنہ
بنا کر کہا۔

”کیوں۔ بوڑھے ہو کر کیوں آیا کریں۔ مقصد کیا ہے تمہارا۔“
فرنیک نے حیران ہو کر پوچھا۔

”یار۔ سارا مسئلہ معاشی ہے۔ تمہارے یورپ میں تو عورتیں امیر
بوڑھوں کو پسند کرتی ہیں مگر ہمارے ہاں الٹ حساب ہے۔ یہاں اُسے
پسند کیا جاتا ہے جو جوان بھی ہو اور امیر بھی۔“ عمران نے سر
ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر کیا ہوا۔ کرتی رہیں پسند۔ اس سے تمہاری صحت پر کیا اثر
پڑتا ہے۔“ فرنیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”بڑا فرق پڑتا ہے۔ میرے لئے تو بوڑھی عورتیں ہی رہ جائیں گی۔“
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا تو یہ بات ہے لیکن تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں
ہے۔ ریڈ۔ ٹی کو عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“ فرنیک
نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ بڑھی جتنی بات کر رہے ہو۔“
عمران نے کہا۔

”اس کے متعلق آج تک ایسی کوئی رپورٹ نہیں ملی اس لئے کہہ رہا

ہوں۔" فرنیک نے جواب دیا۔
 "ویسے ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ آخر اس ریڈ۔ٹی کا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے۔ عہدیداروں کو ختم کر دینا۔ پادرواؤس کے ایک حصے کو تباہ کر دینا۔ اور بس۔ بات کچھ جچی نہیں۔" عمران نے ایک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
 "بس اس کا طریقہ کار ہے۔ پہلے وہ تباہی مچاتا ہے۔ خوب قتل غارت کرتا ہے۔ جب حکومت بوکھلا جاتی ہے تو پھر وہ انتہائی بھاری رقم آسانی سے حاصل کر لیتا ہے۔" فرنیک نے جواب دیا۔
 "یار۔ ایک کام کر دو۔ اس ریڈ۔ٹی سے اتنا ہی پوچھ دو کہ اس کا ڈیمانڈ کیا ہے۔ میں سپرنٹنڈنٹ فیاض سے کہہ کر اس کا بندوبست دوں گا۔" خواہ مخواہ کی درد سہری سے تو جان چھوٹ جائے گی۔
 عمران نے کہا۔

"میں پوچھ دوں۔ جسے وہ میرے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ میں تو خود حکم میں آیا ہوں کہ اس کے حلق سے اپنے ملک کی رقم اگلاؤں اور مجھے کہہ رہے ہو۔" فرنیک نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔
 "تو پھر اب تک تم نے کیا کیا ہے۔ کچھ تجھے بھی تو پتہ چلے۔"
 عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں نے۔" یار سچ پوچھو تو یہاں آکر مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ کمروں۔ میں نے تو سوچا تھا کہ یہاں کی انیشلی جنس کی مدد سے اس گمراہ گھبراہٹوں کا۔ لیکن یہاں آکر میں نے تو یہی محسوس کیا ہے کہ کی انیشلی جنس وغیرہ سہری سے کام ہی نہیں کر رہی۔ کوئی کاررو

نہیں ہو رہی۔ ہر طرف خاموشی ہی خاموشی ہے۔ میں اس لئے تم سے ملنے آیا تھا کہ کم از کم پتہ تو چلے کہ کیا سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے یا نہیں۔" فرنیک نے کہا۔

"سیکرٹ سروس کو کیا ضرورت پڑی ہے۔ ایسے گھٹیا قسم کے مجرموں کے خلاف کام کوئی پھرے۔" عمران نے کہا۔

"گھٹیا۔ تم اسے گھٹیا کہہ رہے ہو۔ حیرت ہے۔ تمہارے اتنے آدمی مارے گئے۔ پادرواؤس تباہ ہو گیا۔ اور تم اسے گھٹیا کہہ رہے ہو۔ اس بھول میں نہ رہنا۔ مجھے تو یقین ہے کہ اگر تمہاری سیکرٹ سروس حرکت میں آئی تو وہ اس کا بھی خاتمہ کر دے گا۔ وہ بے حد تیز طرار مجرم ہے۔" فرنیک نے کہا۔

"اچھلنے خاتمہ کر دے۔ چلو اپنی بے روزگاری تو دور ہوگی۔ اب بات کرو تو نو دیکنسی کے الفاظ ہی سننے پڑتے ہیں۔" عمران نے جواب دیا اور فرنیک سر ملاتا رہ گیا۔

"تو پھر میرا خیال ہے مجھے واقعی واپس چلا جانا چاہیے۔ ریڈ۔ٹی کو بیڑنا یہاں کے لوگوں کے بس کی بات نہیں۔ وہ کسی اور ملک میں جائے گا تو پھر دیکھا جائے گا۔" فرنیک نے ایک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ ویسے تم اپنا پتہ دیتے جاؤ۔ جیسے ہی وہ کسی اور ملک میں پہنچا۔ میں تمہیں اطلاع کر دوں گا۔ لیکن اگر وہ اور دنیا میں چلا گیا تو پھر تم دماغ کیسے جاؤ گے۔" عمران نے کہا۔ اور فرنیک چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔

”ادہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اس پر کام کر رہے ہو۔“

فرنیک نے چونکے ہوئے کہا۔

”مجھے بھلا کیا ضرورت ہے اس پر کام کرنے کی۔ ویسے مجھے تو بات پر حیرت ہے کہ تم آخر اس گھٹیا ٹائپ کے مجرم کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہو۔ ایسے تو چھتیس مجرم روز یہاں آتے ہیں ادا عالم بالا میں شفٹ ہو جاتے ہیں۔“ — عمران نے کہا۔

”یہ تمہاری غلط فہمی ہے عمران۔ اور میرا مشورہ ہے کہ اس غلط فہمی کو دل سے نکال دو۔ تم اُسے نہیں جانتے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے۔ وہ اگر چاہے تو تمہارے ملک کو مکمل طور پر کمزور کر کے رکھ دے۔“ — فرنیک کا لہجہ غصیلہ ہو گیا۔

”ہو نہ ہو۔۔۔ وہ بس تم جیسوں کو ہی مرعوب کر سکتا ہے۔ یہ اس کی کامیابی ہے۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اچھا دیکھ لینا۔ ایک دن تمہیں خود ہی احساس ہو جائے گا۔ میں اب چلتا ہوں۔“ — فرنیک نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ادنا کھڑا ہو گیا۔

”ایک گلاس اور وائٹ واٹر پی لو۔ تاکہ تمہیں شکایت نہ ہو کہ دوستوں کی خاطر تواضع نہیں ہوتی۔“ — عمران نے بڑے مٹھے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔۔۔ ٹھنک پو۔“ — فرنیک نے سپاٹ لہجے کہا۔ اور تیزی سے مرکز ڈرائنگ روم سے باہر نکلا۔ اور چہ لمحوں تک اس کے قدموں کی آوازیں راہداری میں سنائی دیتی رہیں۔

پھر برقی دوازہ۔ ایک دھماکے سے بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ جلدی سے اٹھا۔ اور اس نے ایک الماری کے خفیہ خانے سے جدید ترین گائیکر نکالا اور اس کی مدد سے اس نے ڈرائنگ روم میں موجود ہر چیز کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ خاص طور پر ٹیلی فون کی اس نے بڑی باریک بینی سے اینکنگ کی۔ لیکن گائیکر خاموش ہی رہا۔

”میرا بھی واقعی دماغ خراب ہو گیا ہے جو کہ ایک دوست پر شک کرنے لگا ہوں۔“ — عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور گائیکر کو دوبارہ الماری میں رکھ کر وہ دھم سے صوفے پر بیٹھ گیا۔

”چلا گیا وہ آپ کا دوست۔ مجھے کہہ رہا تھا کہ میں عمران کا دوست ہوں اس لئے تم میرے بھی ملازم ہو۔“ — اسی لمحے سلیمان نے دوازہ سے میں آکر بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ابھی تمہارا غصہ باقی ہے۔ غریب کو دائٹ واٹر پے ٹمغا دیا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں تو اسے یہ بھی نہ پلاتا۔ نہ جانے مجھے کیوں اس پر رحم آ گیا۔“ — سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کسی دن مجھ پر تمہیں رحم نہیں آ سکتا۔ مونگ کی دال کھا کھا کر میں واقعی قابلِ رحم ہو گیا ہوں۔“ — عمران نے بڑی بے بسی سے کہا۔

”اس تنخواہ میں مونگ کی دال بھی کی پکانی مل جاتی ہے۔ اسے اہمیت سمجھیں۔“ — سلیمان نے کہا۔ ادنگلاس اور جگ اٹھا کر

واپس مڑ گیا۔

سلمان کے جانے کے بعد عمران اٹھ کر بیڈ روم کی طرف گیا۔ وہ اب بیڈ پر لیٹ کر اس ریڈ۔ٹی کے محلے پر یکسوئی غور کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کیس میں سے اُسے اب تک لائن آف ایکشن بھی نظر نہ آ رہی تھی۔ اور شاید یہ پہلا کیس تھا جس اب تک مجرم نے تو خاصی کارروائی کر ڈالی تھی۔ لیکن عمران سیکرٹ سروس کی طرف سے ایک بھی جوابی اقدام نہ ہو سکا اور اب وہ باقاعدہ طور پر ریڈ۔ٹی کے خلاف کام کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ابھی اس نے بیڈ پر لیٹ کر آنکھیں بند ہی کی تھیں کہ پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ماتھ بڑھ کر سو ر اٹھا لیا۔

”کھن بھائی۔ دھی بہن فیڈ ملک کپنی“۔ عمران نے بندے ہوئے کہا لیکن لہجہ اصل ہی تھا۔

”عمران صاحب۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ میں نے وہ سیاہ کی ہنڈا اکارڈ کارڈھونڈھ نکالی ہے۔“ دوسری طرف ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”اچھا۔ کیا وہ شہر میں ایسی ہی سیاہ رنگ کی ہنڈا اکارڈ ہے۔“ عمران نے کہا۔

”یہ بات نہیں۔ لیکن اس ہنڈا اکارڈ کارڈ پر میں نے اس کو دیکھا ہے۔ بالکل وہی حلیہ۔ جو اس پولیس آفیسر نے بتایا، ٹائیگر نے کہا۔“

”اوہ۔۔۔ دیوہی گڈ۔۔۔ اب پوری تفصیل بتاؤ۔“ عمران اس کی بات سنتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ کیونکہ یہ ایک انتہائی واضح کلیو تھا۔

”میں اس ہنڈا اکارڈ کارڈ کی تلاش میں گھومتا ہوا مالابار کالونی میں پہنچا تو میں نے ایک کوٹھی سے اس کارڈ کو نکلتے ہوئے دیکھا۔ اُسے دیکھ کر میں چونک پڑا۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”اور جو بکنے کے بعد میں نے ناک بھائی۔۔۔ کے بالوں کو سیٹ کیا۔ ٹائی کی ڈھیلی ناٹ کو درست کیا۔ اپنے جوتوں کی پالش پر نظریں دوڑائیں۔ کیوں۔“ عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔۔۔ سوری۔۔۔“ ٹائیگر اس کی بات سمجھ گیا کہ عمران اس کی تمہید پر طنز کر رہا ہے۔

”میں نے تمہیں ہزار بار سمجھا یا ہے کہ مختصر اور ٹوڈی پوائنٹ بات کیا کرو۔ تم کوئی افسانہ نہیں سنا رہے۔ سمجھے۔ اور اگر آئندہ تم نے ایسا کیا تو پھر تمہاری باقی زندگی افسانے سناتے ہی گزر جائے گی۔“ عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

”کھٹک ہے۔۔۔ میں خیال رکھوں گا۔ اس کارڈ کو دیکھتے ہی میں آگے بڑھا۔ تاکہ اُسے چپک کر سکوں تو میں نے اُسی حلیے کے بوڑھے کو ڈرائیو ٹاگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ کار میں اکیلا تھا۔ بوڑھے کو دیکھ کر میں کنفرم ہو گیا کہ یہی ہماری مطلوبہ کار ہے۔ میں نے اس کا تعاقب کیا تو وہ بوڑھا کار سمیت گلشن خیام کالونی کی

کوٹھی نمبر بارہ میں چلا گیا اور اب تک اندر موجود ہے۔" ٹائیگا
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ میں آرہا ہوں۔" عمران نے
اور اس کے ساتھ ہی سیورہ کھ کھ کر وہ اچھل کر بستر سے اٹھا اور
باتھ روم میں داخل ہو گیا۔

کچھ دیر بعد وہ لباس بدلے۔ میک اپ کئے۔ کارڈ ٹاٹا گشت
کا کوئی کئی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔ ظاہر
پہلی بار یہ واضح کیوسا منے آیا تھا۔ اس لئے عمران اب اس
کو کسی صورت چھوڑنا نہ چاہتا تھا۔

میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتے
ہی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا نوجوان چوک پڑا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر
ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ڈیوڈ کالنگ باس ادور۔" مچی دبے ہی ایک
تیز آواز سنائی دی۔

"یس۔ ریڈیو ٹی آن دی لائن ادور۔" نوجوان نے بھاری آواز
میں کہا۔

"باس۔ عمران کے فلیٹ سے ابھی ابھی ایک نوجوان نیچے اترا ہے۔ اس کا
قد و قامت تو بالکل عمران جیسا ہے۔ لیکن چہرہ قطعاً مختلف ہے۔ اور وہ اسی
کار کو چلا رہا ہے جس پر عمران آکر فلیٹ میں داخل ہوا تھا ادور۔"
ڈیوڈ نے کہا۔

"ادہ۔ وہ کہاں جا رہا ہے وہ یقیناً عمران ہی ہو گا۔ کیا کوئی فون کال

آئی تھی اور۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس۔۔۔ عمران کے نمبر پر ایک کال آئی ہے جسے ہم ٹیپ کیا ہے۔ کوئی ٹائیگر بول رہا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے رینگ کی مینڈا اکارڈ کار تلاش کر لی ہے جسے ایک بوڑھا چلارہا تھا اور کار مالابار کالونی کی کوٹھی سے نکلی کر گلشن خیام کی کوٹھی نمبر بارہ میں داخلہ ہے۔ اس پر عمران نے اُسے کہا کہ وہ وہیں رکے وہ خود آ رہا ہے اس کال سے کچھ دیر بعد وہ آدمی فلیٹ سے اتر رہا ہے اور اب اس رخ گلشن خیام کالونی کی طرف ہی ہے اور۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دہوں۔۔۔ ٹھیک ہے۔ سنو۔ تم اس کی نگرانی بند کر دو۔ وہ انتہا عیار آدمی ہے۔ اگر اُسے ذرا سا بھی شک ہو گیا تو ساما معاملہ خراب جلے گا۔ میں اُسے خود منبھال لوں گا۔ ویسے تم بدستور اس کے فلب کی نگرانی جاری رکھو۔ اور ہاں۔ اس آدمی کا حلیہ تفصیل سے بتاؤ۔“

ریڈ۔ ٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس۔۔۔ جیسا آپ کا حکم۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دیا۔ ساتھ ہی اس نے پوری تفصیل سے حلیہ بتا دیا۔

”تم نے خاص طور پر اس کی وہ کال چیک کرنی ہے جو کسی ایک ٹوک سے آئے۔ اس کال کی اطلاع مجھے فوراً دینی ہے۔ اس لئے تمہاری ہر وقت موجودگی ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری کارروایاں۔۔۔ ہٹ جائے اور اس دوران ایسی کال آجائے۔ سمجھ گئے اور۔“

ریڈ۔ ٹی نے کہا۔

”یس باس۔۔۔ میں سمجھ گیا اور۔۔۔ دوسری طرف سے ڈ

نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور اینڈ آل۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کے ساتھ ہی پڑے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔۔۔ مارٹن سپیکنگ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔

”ریڈ۔ ٹی بول رہا ہوں۔۔۔“ نوجوان ریڈ۔ ٹی نے اُسی طرح بھاری آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔۔۔ مارٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

”سنو۔۔۔ فوری طور پر مالابار کالونی والا سنٹر خالی کر کے پوائنٹ تھری پر شفٹ ہو جاؤ۔ یہ سنٹر یہاں کی انیشی خیس کی نظروں میں آ گیا ہے۔“

ریڈ۔ ٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

”سنٹر نظروں میں آ گیا ہے۔ وہ کیسے باس۔ ہماری سکرین پر تو کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا ہم تو باقاعدہ چیک کر رہے ہیں۔“ مارٹن کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”انہوں نے مجھے کوٹھی سے نکلنے ہوئے چیک کر لیا ہے۔ تم فوراً حکم کی تعمیل کرو۔ میں بعد میں تم سے رابطہ کر دوں گا۔ اور سنو۔ ابھی سکیئنڈ مشن ملتوی کر دو۔ جب تک میں چیک کرنے والوں کا بندوبست کر لوں۔“

ریڈ۔ ٹی نے تسکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس سر۔۔۔ مارٹن نے جواب دیا۔

اور ریڈ۔ ٹی نے جلدی سے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر تیزی سے

وقت تہہ خانے میں بند ہیں۔۔۔ راکی نے کہا۔

”یس۔۔۔ ماکی بول رہا ہوں۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسرے طرف سے آواز سنائی دی۔

”آپ کئی کال ملتے ہی میں نے چار آدمی باہر نگرانی پر لگا دیئے۔ اور خود بھی ہم سب چوکنا ہو گئے۔ آپ کے بتائے ہوئے جیلے کا آدمی ایک کار میں دہاں آیا۔ سامنے کینے کی سائیڈ پر ایک اور کار موجود تھی۔ اس میں سے ایک نوجوان نکل کر آنے والی کار والے کے پاس آیا۔ اور اس نے اشارے سے ہماری کوٹھی اُسے دکھائی۔ اس سے ہم سمجھ گئے کہ یہ اس کا ساتھی ہے۔ کار میں آنے والا آدمی کار روک کر نیچے اترا۔ اور پھر وہ عقبی طرف سے کوٹھی میں داخل ہوا۔ ہم چونکہ پہلے سے ہی تیار تھے۔

اس لئے وہ عقبی طرف سے جیسے ہی ایک کمرے میں پہنچا ہم نے اس پر

اچانک گیس فائر کیا اور اُسے بے ہوش کر کے تہہ خانے میں پہنچا دیا۔ اس کے بعد باہر موجود اس کے ساتھی کو اغوا کر لیا۔ اور اُسے بھی بے ہوش کر کے تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا۔ ویسے اب بھی سارے آدمی باہر نگرانی کر رہے ہیں۔ — راکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”گٹ۔۔۔ ان دونوں کی کڑھی نگرانی کرو۔ اور سنو۔ نعمانی اور چوہان کی رہائی کے بعد سیکرٹ سروس کے باقی کتنے آدمی ان سے رابطے کے دوران تمہاری نظروں میں آئے ہیں۔“ ریڈیٹی نے پوچھا۔

”ایک غیر ملکی عورت اور پانچ مقامی مرد جناب۔۔۔ ان سب کے فیسوں کی نگرانی جا رہی ہے۔“ — راکھی نے جواب دیا۔

اد کے۔۔۔ اپنے آدمیوں کو احکامات جاری کر دے کہ ان سب کو

ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈوں کا استعمال شروع کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کے جسم پر موجود رسیاں اس پوزیشن میں آگئیں کہ وہ جب بھی چاہے ایک جھٹکے سے ان رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو سکتا تھا۔ اور ویسے بھی رسیاں بڑے معمولی سے انداز میں باندھی گئی تھیں۔ شاید باندھنے والوں نے انہیں کچھ زیادہ اہمیت نہ دی تھی۔

رسیاں ایڈجسٹ کرتے کرتے بعد عمران سوچنے لگا کہ اب واقعی اُسے لائن آف ایکشن ملی ہے۔ لیکن الجھن جو اس کے ذہن میں تھی وہ صرف اتنی تھی کہ نعمانی اور چوہان نے اُسے ریڈ۔ ٹی کا جو حلیہ بتایا تھا وہ نوجوان آدمی کا تھا۔ جب کہ پاور ہاؤس میں تحریری کاہنوائی کرنے والے افراد میں سے ایک بوڑھے نے اپنے آپ کو ریڈ۔ ٹی بتایا تھا۔ اور اب وہ بوڑھے کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں پہنچا تھا۔ اور سیکرٹ سروس کی یہاں موجودگی کا مطلب تھا کہ اس کا یہ آئیڈیال درست تھا کہ نعمانی اور چوہان کو جان بوجھ کر رہا کیا گیا تھا۔ اور اب ان کی رہائی کا مقصد بھی سامنے آ گیا تھا۔ نعمانی اور چوہان کے ذریعے انہوں نے سیکرٹ سروس کے باقی ارکان کو بھی تلاش کر لیا تھا۔ لیکن عمران اس بات پر حیران تھا کہ سیکرٹ سروس کے کسی رکن نے بھی اس نگرانی اور تعاقب کا احساس تک نہیں کیا۔

ابھی وہ بیٹھا ہی باتیں سوچ رہا تھا کہ تہہ خانے کا دروازہ کھلتا ہوا محسوس ہوا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے ہاتھ میں بیگ اٹھایا ہوا تھا جب کہ دوسرے کے ہاتھ میں مشین گن تھی وہ دونوں ہی غیر ملکی تھے۔

عمران نے آنکھیں کھولیں تو ارد گرد کا ماحول دیکھ کر اس کے چہرے پر پراسرار سی چمک لہرا گئی۔ اُسے واقعی انتہائی چابکدستی سے قریب کیا گیا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اچانک ایک روشندا سے اس کی ناک پر ایک غبارہ سا پھٹا اور جب تک عمران سمجھتا تھا کہ زود اترے گیس نے اس کے ذہن پر قبضہ کر لیا۔ اور اب اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے اپنے آپ کو ایک بڑے تہہ خانے میں ایک کمرے پر رسید سے جکڑا ہوا پایا۔ اور اس تہہ خانے میں وہ اکیلا نہ تھا۔ بلکہ اس ساتھ ٹائیگر اور جو لیا سمیت پوری سیکرٹ سروس موجود تھی۔ وہ سب بھی اسی کی طرح کرسیوں پر رسیوں سے جکڑے ہوئے بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

”خوب۔۔۔ اس کا مطلب ہے ریڈ۔ ٹی خاصا کامیاب رہا ہے۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے

مردس کے باقی ممبران کے بازوؤں میں انجکٹ کر دیا۔ اور اس کے بعد وہ دونوں ہی واپس چلے گئے۔ اور دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔ چند لمحوں بعد سب کی آنکھیں خود بخود کھل گئیں۔ اور وہ سب حیرت سے ایک دوسرے کو یوں دیکھنے لگے جیسے انہیں یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

”میرے خیال میں اب تم سب کو ریٹائر ہو جانا چاہیے“

عمران نے ان کے ہوش میں آتے ہی کہا۔

”ادہ عمران تم“ سب نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا

عمران چونکہ میک اپ میں تھا۔ اس لئے پہلے وہ اسے پہچان نہ سکے تھے۔

”اچھا۔ ابھی تمہاری عقل سلامت ہے۔ لیکن اگر اس طرح مجرم پوری سیکرٹ مردس کو اغوا کر کے اپنے اڈے پر لے آ سکتے ہیں تو پھر میرے خیال میں تنظیم کا نام سیکرٹ کی بجائے اوپن مردس رکھ دینا چاہیے“

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہمیں خود حیرت ہے عمران صاحب۔ کہ آخر یہ کیسے ہو گیا۔ ہم تو اپنے فلیٹوں میں تھے۔ بس اچانک ہی ذہن پر اندھیروں نے قبضہ کر لیا۔“

صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اسی طرح کسی روز اچانک ہی دو چھٹا تک سیسہ تمہارے دلوں میں گھس جائے گا۔ اور تم منکر نکیر سے پوچھتے رہ جاؤ گے کہ یہ سب کیسے ہو گیا۔“

عمران کا غصہ بدستور جاری تھا۔

”لیکن تم بھی تو یہاں لے آئے گے ہو۔“ جوہیل نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اُسے شاید اس بات پر غصہ آ گیا تھا کہ عمران ان سے

”ارے۔۔۔ اسے تو ہوش آ گیا ہے۔ لیکن کیسے۔ گیس اٹیک میں جب تک انٹی انجکشن نہ لگائے جائیں ہوش نہیں آ سکتا۔“

بیگم والے نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جو بڑے مطمئن انداز میں آنکھیں کھولے بیٹھا ہوا تھا۔“

”تم ڈاکٹر ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ میں ڈاکٹر ہوں۔“ بیگم والے نے سر ہلاتے ہوئے

جواب دیا۔

”تو پھر تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جس آدمی کے جسم میں خون کی بجائے چائے دھڑ رہی ہو۔ اور وہ مونگ کی دال سے ہر وقت بھرا رہتا ہو اُسے انٹی انجکشن لگانے کی ضرورت نہیں رہتی۔“

عمران۔

بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”خون کی بجائے چائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ ڈاکٹر اور زیادہ حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”جب ایک آدمی دن میں سو سے زیادہ پیالیاں چائے پی جاتا۔ اور پچھلے کئی سالوں سے صرف مونگ کی دال ہی کھاتا چلا آ رہا ہو۔“

”کایا ہی نتیجہ ہی نکلتا ہے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر۔ تم کام شروع کر دو بحث مت کرو۔“

باس ابھی آ

دالے ہیں۔“

مشین گن بردار نے قدم سے کمرخت لہجے میں

اور ڈاکٹر سر ہلاتا ہوا بیگ اٹھائے ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا۔

نے بیگ کھول کر اس میں سے سرخ نکالی جس میں زرد رنگ کا

بھرا ہوا تھا۔ اور پھر اس نے یہ محلول تھوڑا تھوڑا۔ ٹائیگر اور

اس طرح جواب طلب کر رہا ہے جیسے وہی ان کا پاس ہو۔
 "میں نے آیا نہیں کیا بلکہ خود آیا ہوں" — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور وہ سب چونک کر دروازے کو دیکھنے لگے۔ دروازے سے ایک نوجوان بڑے فاتحانہ انداز میں مسکراتا ہوا اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح چار افراد بڑے مؤدبانہ انداز میں چل رہے تھے۔

"ہوں — تو سیکرٹ سرورس کا اجلاس ہو رہا ہے" — نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہی بھاری آواز میں مسکراتے ہوئے کہا۔
 اور عمران اس کی آواز سن کر چونک پڑا۔ کیونکہ آواز واقعی ریڈیو کی تھی۔ ویسے بھی نعمانی اور چوہان نے جو حلیہ بتایا تھا۔ نوجوان کا دہرہ حلیہ تھا۔

"تمہاری معلومات بڑی پرانی سی ہیں۔ سیکرٹ سرورس کا نہیں بلکہ اوپن سرورس کا اجلاس ہو رہا ہے" — عمران نے کہا۔
 اور نوجوان چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کو آنکھوں میں تحسین کے آثار ابھر آئے۔
 "گڈ — تمہیں واقعی میک اپ کرنا آتا ہے" — نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کہاں آتا ہے۔ میں تو سوچ رہا ہوں کہ باقاعدہ مٹھائی لے کر تمہارا شاگرد بن جاؤں۔ تم تو جنس تک تبدیل کر لیتے ہو" — عمران

نے بڑے احترام بھرے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب — کیا کہنا چاہتے ہو" — نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

"کمال ہے — جنس تبدیل کر لی۔ لیکن عقل وہی زنانہ ہی رہ گئی۔ یعنی ناقص العقل۔ ریڈیو ٹی موٹو شے اور تم مذکر نظر آ رہے ہو۔ میک اپ ہو تو ایسا ہو۔ کمال ہے" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 "بہت خوب — اچھا مذاق کہہ لیتے ہو مسٹر عمران۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ آج تمہارے مذاق کا آخری دن ہے" — ریڈیو ٹی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا — یعنی اس کے بعد مذاق دالار شتہ ختم" — عمران نے طنز یہ لہجے میں کہا۔
 اور ریڈیو ٹی شاید چند لمحوں تک اس کے فقرے پر غور کرتا رہا پھر وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے تو پاکیشیا سیکرٹ سرورس اور عمران کے متعلق بڑی کہانیاں سنی تھیں۔ لیکن میرے خیال میں تم مشرقی لوگ کام کم کرتے ہو پورے پگنڈہ زیادہ کرتے ہو — جتنی آسانی سے میں نے تم کو ٹریس کر لیا۔ اس سے بھی زیادہ آسانی سے میرے آدمیوں نے تمہیں اغوا کر لیا ہے۔ ان حالات میں تو تمہارے متعلق کچھ بھی ہونی سب باتیں محض پروپیگنڈہ معلوم ہوتی ہیں" — ریڈیو ٹی نے کہا۔

"اصل میں بات اور ہے ریڈیو ٹی صاحبہ۔ ہم سب تمہارے ہی یہ سوچتے رہ گئے کہ تم خوب صورت سی لڑکی ہو۔ اس لئے ہم سب

نے یہی فیصلہ کیا تھا۔ کہ باقاعدہ سو بمبر دجایا جائے۔ کہ قرعہ فال کس کا نام نکلتا ہے۔ لیکن اب تمہیں دیکھ کر ہم سوچ رہے ہیں کہ خواہ مخواہ اپنا بھی اور تمہارا بھی وقت ضائع کیا۔۔۔ عمران نے منہ بنا ہوتے کہا۔

”تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم جان بوجھ کر یہاں آئے ہو۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ جب تمہاری لاشیں تمہارے پاس ایک ٹوکے پاس پہنچیں تو اس سے یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ تم جان بوجھ کر آئے ہو۔ یا تمہیں زبردستی لایا گیا ہے۔ اور میرے خیال میں تمہارے پاس کے لئے تمہاری لاشیں سب سے زیادہ قیمتی تحفہ ہو گا۔“ ریڈ۔ ٹی نے مسکرا۔ ہوئے جواب دیا۔

”ویسے تم اب اتنے بھی میک اپ میں ماہر نہیں ہو جتنے آپ کو ثابت کر رہے ہو۔ اصل ریڈ۔ ٹی تو بوڑھا آدمی ہے۔ تم شاید اس کے اسٹنٹ وغیرہ ہو گے۔ یا پھر جانشین ہو گے۔ لیکن اصل ریڈ۔ ٹی کو معلوم ہو گا کہ اس کے اسٹنٹ نے اپنی زندگی سب سے بڑی حماقت کی ہے۔ تو یقیناً وہ اپنا سر پیٹلے عمران نے جواب دیا۔

”ریڈ۔ ٹی کیلے۔ اور اس کے کتنے روپ ہیں یہ آج تک دیکھنے سے بڑا جاسوس نہیں معلوم کر سکا۔ تمہاری تو حیثیت ہی کچھ مہر ملا۔۔۔ بہر حال اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تمہاری ”کونجیام اب قریب آ گیا ہے۔“ ریڈ۔ ٹی نے منہ بنا ہوتے کہا۔

”یہ تو وقت بتائے گا کہ انجام کس کا قریب ہے۔ لیکن ایک بات تو بتاؤ۔ کیا واقعی تمہارا مشن صرف رقم حاصل کرنا ہے۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو پھر اس قدر کھڑا ک بھیلانے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم مشرقی لوگ بڑے سخی ہوتے ہیں۔ حاتم طائی کا تعلق بھی مشرق سے ہی تھا۔ تم بازار میں کپڑا بچھا کر بیٹھ جاتے تو تمہیں تمہاری توقع سے کہیں زیادہ رقم خیرات میں مل جاتی۔“ عمران نے کہا۔

”سنو مسٹر عمران۔۔۔ ریڈ۔ ٹی میں اتنی طاقت ہے کہ اس کی آنکھ کے اشارے پر تمہارے ملک کی ساری دولت اس کے قدموں پر ڈھیر ہو جائے۔ اسے رقم کی نہیں ایک ٹوکے کی ضرورت ہے۔ میرا مشن ایک ٹوکے کا خاتمہ ہے۔ اور تم نے دیکھ لیا کہ میں۔۔۔ کتنی آسانی سے تم لوگوں کو ٹرپس کر کے یہاں لے آیا ہوں۔ اب تمہاری لاشیں جب ایک ٹوکے پاس پہنچیں گی تو وہ یقیناً بکھلا کر اپنے بل سے باہر آ جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کا شکار آسان ہو جائے گا۔“ ریڈ۔ ٹی نے جواب دیا۔

”کس ملک نے تمہاری خدمات حاصل کی ہیں۔“ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تمہیں اس سے کیا مطلب۔۔۔ یہ میرا جواب ہے۔“ ریڈ۔ ٹی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”ویسے جس نے بھی تمہیں یہ مشن سونپا ہے وہ دنیا کا سب سے بڑا احمق ہے۔ سمجھے۔ اس نے شاید یہ سوچا ہو کہ بڑے مجرموں کی نسبت ایک گھٹیا مجرم شاید کامیاب ہو جائے۔“ عمران کے

لجے میں اب چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی۔

"ادھ تو مجھے گھٹیا تجربہ کہہ رہے ہو۔ تم شاید میری نرمی سے ایسا کہہ رہے ہو۔ لیکن ابھی تمہیں پتہ چل جائے گا کہ ریڈ۔ سفاک ہے۔" ریڈ۔ ٹی نے انتہائی گہرے لہجے میں کہا۔

"تم جبرائیل کی دنیا میں ابھی دودھ پیتے بچے ہو ریڈ۔ ٹی۔ تم اس بات پر خوش ہو رہے ہو کہ تم نے مجھے اور سیکرٹ سروس اتنی آسانی سے ٹریس بھی کر لیا اور یہاں اغوا بھی کر لائے۔ لیکن تم جانتے کہ اگر ہم خود نہ چاہتے تو تمہارے فرشتے بھی ہمیں یہاں سے بچھڑا سکتے تھے۔ ہم صرف اتنا چیک کرنا چاہتے تھے کہ نوجوان بوڑھے ریڈ۔ ٹی میں کیا فرق ہے۔ کیا یہ دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں اور اس کا ہم نے پتہ کر لیا ہے۔" عمران کا لہجہ بے حد تھا۔

"تم مجھے غصہ دلانے کی کوشش کر رہے ہو۔ تمہارا یہ موقف نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی سن لو کہ ہمارے پاس تمہاری چیکنگ کی ترین مشینیں ہیں۔ اگر یقین نہ آئے تو سوچ لو کہ فیاض کو جب تمہارے فلیٹ کے سامنے گولی ماری گئی تو مجھے تمہارے فلیٹ کا کبھی علم ہو گیا۔ اس طرح نعلانی اور چوہان جیسے ہی فلیٹ میں پہنچے ان کے فلیٹ کا نمبر معلوم ہو گیا۔ اور جب یہ سب لوگ نعلانی چوہان جس کوٹھی سے نکلے تھے اس کی نگرانی کر رہے تھے تو ہم بہت دور ہونے کے باوجود ان کے بے حد قریب تھے۔ اس لیے یقین کر لو کہ تمہاری یہاں موجودگی کا سوائے ہمارے کسی اور

علم نہیں ہے۔ باقی رہی جوان اور بوڑھے والی بات تو یہ میرا طریقہ کار ہے۔ ابھی تیسرا ریڈ۔ ٹی بھی موجود ہے جو ادھیر عمر ہے۔ ہم تینوں کا مشن علیحدہ علیحدہ ہے۔ اور ہم تینوں ہی اصل ریڈ۔ ٹی ہیں۔ میرا مشن سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہے۔ جب کہ ادھیر عمر ریڈ۔ ٹی کا مشن حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کا خاتمہ ہے اور بوڑھے ریڈ۔ ٹی کا مشن پاکیشیا کے اہم ترین مراکز کی تباہی ہے۔ ہم سب اپنے اپنے مشنوں پر کام کر رہے ہیں۔ اور تم دیکھنا کہ ہم سب کامیاب رہیں گے۔" ریڈ۔ ٹی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اور تم تینوں ہی اصل ہو۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ "بالکل سو فیصد اصل۔" ریڈ۔ ٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "یعنی اسے دن ان پتھری بھی کہا جاسکتا ہے اور دن میں شو بھی۔" عمران نے اس طرح سر ملاتے ہوئے کہا جیسے بات اب اس کی سمجھ میں آئی ہو۔

"جو تمہارے جی میں آئے کہہ لو۔" ریڈ۔ ٹی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ شاید عمران کی کیفیت سے لطف لے رہا تھا۔ "لیکن تمہارے اصل مشن کا تو پتہ بھی طے نہ ہوا۔ چلو مان لیا کہ تم تینوں ہی مشن میں کامیاب ہو جاتے ہو۔ تم سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیتے ہو۔ اور تمہارا نمبر دو حکومت کے اعلیٰ عہدیداران کا۔ اور اولہ میں اہم مراکز کا۔ لیکن اس کے بعد کیا ہوگا۔" عمران نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔ جیسے اس کا واسطہ انھوں سے پوچھا گیا ہو۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ یہی تو ریڈ۔ ٹی کا کمال ہے۔ اصل مشق کی آخر تک ہوا بھی نہیں لگنے دیتا۔" ریڈ۔ ٹی نے فاسخانہ انداز میں تہقیر لگاتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ہم نے تو بقول تمہارے ابھی مر جانا ہے۔ اگر تم اس بات کا واقعی یقین ہے تو پھر یہ ہوا اگر ہمیں لگ بھی جائے تمہارا کیا بگڑتا ہے۔ اور اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو پھر بے شک ہوا کو فی الحال بند ہی رہنے دو۔ میں خود ہی نکال دوں گا۔" عمر نے طنز یہ لہجے میں کہا۔

"اچھا طریقہ ہے پوچھنے کا۔ لیکن مسٹر علی عمران۔ تم مجھے چکر دے۔ کوئی بات نہیں پوچھ سکتے۔ لیکن اگر تم درخواست کرو تو میں بتا دوں گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ آج کے بعد تمہاری زبان کرنے سے ہی ہمیشہ کے لئے معذور ہو جائے گی۔" ریڈ۔ ٹی نے بڑے فاسخانہ انداز میں کہا۔

"درخواست لکھ کر کہہ دے گی یا زبانی بھی چل جائے گی۔ میرا ہاتھ کھول دو تو لکھ کر بھی دے دوں گا۔" عمران نے کہا۔

"ہاتھ کھولنے والا رسک تو نہیں لیا جاسکتا۔ البتہ تمہاری زبان درخواست منظور کی جاتی ہے۔ سنو۔ اس ملک میں ریڈ۔ ٹی کا مشق فائل ایس۔ ایکس۔ بی دن کا حصول ہے۔" ریڈ۔ ٹی نے بڑے پراسرار لہجے میں کہا۔

"کون سی دکان سے ملتی ہے۔" عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"تم اس فائل کے متعلق نہیں جانتے۔" ریڈ۔ ٹی نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں نہیں جانتا۔ میرا ایک دوست فائلیں تیار کرنے کا کاروبار کرتا ہے۔ وہ ایسے ہی نام رکھتا ہے بن فائلوں کے۔ ایس۔ ٹی۔ دن بھر ہی۔ اور ایکس۔ زیرو۔ بی دن وغیرہ وغیرہ۔" عمران نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گٹ۔ اچھا جوک کر لیتے ہو۔ تو تمہیں واقعی علم نہیں ہے کہ یہ فائل کیسی ہے۔" ریڈ۔ ٹی کا لہجہ یک لخت سخت ہو گیا۔

"بتایا تو ہے۔ کہو تو لکھ کر بھی دے دوں۔" عمران نے جھنجھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔ تو ریڈ۔ ٹی نے یک لخت ایک جھٹکے سے اپنا سر دائیں طرف کو گھمایا۔ اور پھر چند لمحوں بعد جب اس نے دوبارہ ایک جھٹکے سے چہرہ عمران کی طرف کیا تو اس کی آنکھوں میں سے روشنی کا ایک ریل سا نکلتا محسوس ہوا یا تھا۔ اور یہ ریل اسیدھا

عمران کی آنکھوں کے ذریعے اس کے ذہن میں داخل ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی میں سورج طلوع ہو گیا ہو۔ دوسرے لمحے ریڈ۔ ٹی کا چہرہ ایک جھٹکے سے عمران سے ٹک کر ٹائیگر کی طرف مڑ گیا۔ اور ٹائیگر کا جسم یک لخت کانپنے لگ گیا۔ ریڈ۔ ٹی اسی طرح چند لمحوں کے لئے اپنا چہرہ ہر ممبر کی طرف گھاتا اور پھر مزید گھما دیتا۔ جس ممبر کے سامنے اس کا چہرہ ہوتا اس کا جسم نمایاں طور پر کانپنے لگ جاتا۔ جب ریڈ۔ ٹی کا چہرہ مٹ جاتا تو وہ ناپل ہو جاتا۔

عمران بڑی دلچسپ نظروں سے ریڈہ ٹی کا یہ کھیل دیکھ رہا تھا۔ آخری ممبر کو دیکھنے کے بعد ریڈہ ٹی نے بیکخت ایک زوردار جھٹکے سے اپنا چہرہ دوبارہ بائیں طرف کو موڑا۔ اور پھر جب اس کا چہرہ دوبارہ عمران کی طرف مڑا تو وہ بالکل نامعلوم آدمی تھا۔ البتہ پہلے کی نسبت اب اس کے چہرے پر قدمے مایوسی کے آثار نمایاں تھے۔

"فائل کا پتہ لگ گیا۔ ویسے لیزہ ایکس ریز کا یہ استعمال واقعی دلچسپ ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ادہ۔ تو تم لیزہ ایکس ریز کے بارے میں جانتے ہو۔"

ریڈہ ٹی اس بار واقعی حیرت سے اچھل پڑا۔

"ابھی یہ ابتدائی سیلج پر ہے۔ اس لئے تمہیں بار بار آنکھوں کے کونوں میں فٹ لائٹز کو جھٹکے سے آن آت کرنا پڑتا ہے۔"

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ادہ۔ اس کا مطلب ہے۔ تم جتنے احمق نظر آتے ہو اتنے نہیں ہو۔" ریڈہ ٹی نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔ اب اس کی آنکھوں سے نرمی کے آثار یک لحنت غائب ہو گئے تھے۔

"خدا تمہارا بھلا کرے۔ یہی بات تم جولیہ کو اگر سمجھا سکو تو اس سے بہتوں کا۔ ادے سوئی میرا بھلا ہو جلتے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ایک طرف بیٹھی جولیہ کی طرف آنکھ سے اشارہ بھی کر دیا۔

"جولیہ۔ ادہ تو تم اس لڑکی کے عشق کے چکر میں ہو۔"

ریڈہ ٹی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بس چکر ہی چکر ہے۔ عشق بے چارہ تو ابھی پیدا ہی نہیں ہوا۔"

عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"سنو عمران۔ میں نے ان سب کے ذہنوں کو اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ انہیں اس فائل کا علم نہیں ہے۔ تمہاری بات کرنے سے پہلے میں ہی سمجھا تھا کہ تمہیں بھی اس کا علم نہیں ہے۔ تم نے لیزہ ایکس ریز کا حوالہ دے کر مجھے مشکوک کر دیا ہے۔ یقیناً تم اس پروسس سے واقف ہو۔ نوپرا لیا بھی ہو سکتا ہے کہ تم اس کا توڑ کر چکے ہو۔ جب کہ ہمیں ایک خفیہ رپورٹ ملی تھی کہ یہ فائل سیکرٹ سروس کے چیف پاس ایکسٹو کے پاس بھی ہو سکتی ہے۔" ریڈہ ٹی نے سخت لہجے میں کہا۔

"بالکل ہو سکتی ہے۔ اس کی تو مافیہ مختلف قسم کی فائلیں اکٹھی کونام ہے۔ بے چارہ سارا دن شیشنری کی دکانوں پر پامالہا پھرتا رہتا ہے۔"

عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب میرا پروگرام سن لو۔ میں ایکسٹو کو فون کر کے اس سے سودا بازی کروں گا اگر وہ اپنے ممبران کی زندگی چاہتا ہے تو فائل اُسے میرے حوالے کر دینی ہوگی۔" ریڈہ ٹی نے کمرخت لہجے میں کہا۔

"واہ۔ کتنا فائدہ مند سودا ہے۔ اب تو مجھے بھی یہی مافیہ اختیار کرنی ہوگی۔"

عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اس سے پہلے تم یہ بتاؤ گے کہ اس کے پاس فائل ہے یا نہیں۔ اس کے لئے تمہاری یہ جولیہ کام آئے گی۔" ریڈہ ٹی نے کہا۔

"یعنی جولیہ کوئی چلہ کھینچ کر تمہیں بتائے گی۔" عمران نے آنکھیں پھاٹتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ جہاں تک مجھے علم ہے۔ تم بظاہر سیکرٹ سروس سے متعلق نہیں ہو۔ لیکن تمہارا سیکرٹ سروس سے انتہائی قریبی تعلق ہے اس لئے تم بتاؤ گے کہ فائل ایکسٹو کے پاس ہے یا نہیں۔ اور اگر تم نہیں بتاؤ گے تو پھر اس جولیاء کی زندگی اور عزت تمہارے سامنے ختم ہو جائے گی۔" — ریڈ۔ ٹی۔ ایک سخت بات کہتے کہتے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہوا۔

"یس باس۔۔۔" — راکی نے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔
"فولڈنگ بیڈ لاکر یہاں عمران کے سامنے رکھو اور اس لاکر کی کو اس باندھ دو۔ اس کے بعد سب سے پہلے اس کی عزت روندو۔ اور اگر پھر بھی فائل کے متعلق نہ بتائے تو پھر اس لاکر کا ایک ایک عضو علیحدہ کر دو۔" — ریڈ۔ ٹی نے ایک سخت چیلنج پیش کیا۔

"یس باس۔۔۔" — راکی نے کہا۔ اور اس نے اپنے ایک ساتھی اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے تہ خانے کے ایک کونے کی طرف بھاگ پڑے۔

"سنو ریڈ۔ ٹی۔ اب کتاب تم نارمل انسانوں کی طرح باتیں کرتے رہے ہو۔ اس لئے میں بھی نارمل رہا ہوں۔ لیکن اب تم انبار مل ہو گئے ہو اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال لو۔ ورنہ پھر تمہیں پھینک دے گا۔" — عمران نے غصے سے کہا۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔" — میرا اندازہ ہمیشہ درست رہتا ہے۔ ابھی تو یہ نے صرف احکامات جاری کئے ہیں۔ اور تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے جب میرے احکامات کی تعمیل شروع ہو گئی پھر دیکھنا تمہارا کیا حشر ہوتا ہے۔ تم

نے خود ہی جولیاء کا مجھے اشارہ دیا ہے۔" — ریڈ۔ ٹی نے فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے راکی اور اس کے ساتھی نے فولڈنگ بیڈ لاکر عمران کے سامنے بچھا دیا۔ اب بیڈ کی ایک طرف عمران کرسی پر بندھا بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ دوسری طرف ریڈ۔ ٹی اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھڑا تھا۔

"تم نے شاید جولیاء کو عام سی لاکر کی سمجھ لیا ہے کہ جو بے چارہ تمہارے احکامات کے خلاف جدوجہد بھی نہ کر سکے گی۔" — عمران نے ایک سخت مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے احکامات کی تعمیل کرو۔" — ریڈ۔ ٹی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"سنو سور کے بچے۔۔۔ اگر تم یا تمہارے آدمیوں نے جولیاء کو ہاتھ بھی لگایا تو میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔" — ایک سخت تنویر نے بڑی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو یہاں بھی رقابت چل رہی ہے۔ کیوں مسٹر عمران۔ ایک نہ شدہ دوشد۔" — ریڈ۔ ٹی نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"رقابت نہیں۔۔۔ موت کہو موت۔ سنو تنویر واقعی درست کہہ رہا ہے۔ تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم اپنے اس ارادے سے باز آ جاؤ۔" — عمران نے منہ بندے ہوئے کہا۔

لیکن اُسی لمحے راکی اور اس کے ساتھی جولیاء کی پشت پر پہنچ گئے۔ راکی نے مشین گن کی نال جولیاء کی پسلیوں سے لگا دی جب کہ اس کے ساتھی جولیاء کی پسلیاں کھولنے لگا۔

"ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ تم دونوں میں سے مس جو لیا کا سچا عاشق کون ہے ریڈ۔ ٹی نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے باقی دو مسلح افراد کو اشارہ کیا تو وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے تیزی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی پشت پر آئے۔ اور ان میں سے ایک نے عمران کی اور دوسرے نے تنویر کی گردن سے مشین گن کی نال لگا دی "اگر اس لڑکی نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو تم دونوں کو گولی مار دی جائے گی۔" ریڈ۔ ٹی نے کہا۔

"اٹھو لڑکی۔ اور چل کر اس بیڈ پر دراز ہو جاؤ۔" رسیاں کھلتے آراکی نے انتہائی کمرخت لہجے میں جو لیا سے کہا۔ جو بالکل خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے اب تک ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا تھا۔ "تم میں سے کوئی حرکت نہ کرے گا یہ میرا حکم ہے۔" اچانک جو لیا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے انتہائی تسکما نہ لہجے میں عمران اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دیر ہی گڈ۔ اچھا رعب ہے عاشقوں پر۔" ریڈ۔ ٹی نے مسکرا ہوئے کہا۔

"جو لیا بڑے اطمینان سے چلتی ہوئی اس بیڈ کی طرف بڑھی۔ سب کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ راکی اب مشین گن اس کی پشت سے لگائے اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ جب کہ اس کا دوسرا ساتھی رسیاں اٹھائے راکی کے پیچھے تھا۔ تاکہ ان رسیوں کی مدد سے جو لیا کو اس بیڈ پر باندھا جاسکے۔

"گڈ۔ تم واقعی تا بعد اقسام کی لڑکی ہو۔ اور یہی تمہارے حق میں بہت

ہے کہ تم تا بعد ازیں کرتی رہو۔" ریڈ۔ ٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے یک لخت پتخ نکلی اور وہ کسی گیند کی طرح اچھل کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اسی لمحے ریڈ۔ ٹی کی تیز آوازیں تہہ خطنے میں گونجیں۔ اور ان آوازوں میں چار انسان فی جین بھی شامل ہو گئیں۔ انتہائی بھیانک چیخیں سن کر ہی احساس ہوتا تھا کہ چھینے والے موت کی دلدل میں تیزی سے ڈوبتے جا رہے ہیں۔

سے ملنے آگیا۔ فرنیک نے اُسے ہالینڈ کی انٹیلی جنس کے سرکاری کاغذات دکھائے تو اُسے یقین ہو گیا کہ واقعی فرنیک کا تعلق ہالینڈ کی انٹیلی جنس سے ہے۔ اور فرنیک نے اُسے بتایا کہ وہ عمران کا دوست ہے۔ اور آکسفورڈ میں اس کا کلاس فیلو رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ عمران سے کئی بار مل بھی چکا ہے لیکن عمران ریڈ-ٹی کے معاملے میں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں رکھتا تو فیاض نے اُسے بتایا کہ اگر وہ واقعی ریڈ-ٹی سے اپنے ملک کی رقم واپس لینا چاہتا ہے تو پھر عمران کی ہی خدمات حاصل کرے۔ وہی اس کا مسئلہ حل کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے اُسے رقم خرچ کرنی پڑے گی۔ عمران بغیر رقم کے کسی معاملے میں دلچسپی نہیں لیتا۔ جس پر فرنیک نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں اُسے یقین دلانے کی کوشش کی کہ عمران واقعی اس کا دوست ہے۔

”عمران میرا دوست ہے سو پر فیاض آخر تم یقین کیوں نہیں کرتے فرنیک نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
”وہ آج تک اپنے باپ کا دوست نہیں بنا۔ پھر تمہارا کیسے بن سکتا۔ یہ ٹھیک ہے وہ تمہارا کلاس فیلو ہوگا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں تمہارے ساتھ پڑھتا رہا ہوگا۔ لیکن دوست۔ یہ ناممکن ہے۔“ فیاض نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ آج کافی دنوں بعد دفتر آیا تھا۔ اور یہاں آتے ہی جب اُسے معلوم ہوا کہ ریڈ-ٹی کا کیس سیکرٹ سروس کو منتقل ہو چکا ہے تو اس نے نہ صرف اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ بلکہ یہ فیصلہ بھی کر لیا۔ کہ اُسے شکرانے کے طور پر باقاعدہ دو نفل ادا کرے گا۔ کیونکہ جس دیدہ دلیری۔ ریڈ-ٹی نے اُسے عمران کے فلیٹ کے سامنے گولی مار دی تھی۔ اس واقعے وہ بے حد خوف زدہ ہو گیا تھا۔
اور ابھی اُسے دفتر میں بیٹھے تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ فرنیک اس

”تو تمہارا کیا مطلب ہے سو پر فیاض۔ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔“
فرنیک نے سو پر فیاض کا جواب سن کر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔
”سنو فرنیک۔ تم یہ دوستی وغیرہ کا چکر دل سے نکال دو۔ وہ تم سے زیادہ میرا دوست ہے۔ لیکن یہاں کاروباری مسئلہ آئے گا وہاں اس کی دوستی کی حدیں یک لخت ختم ہو جاتی ہیں۔ وہ دراصل پیسے کا دوست ہے۔ سمجھے۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ تم نے صرف دوستی جتائی ہوگی۔ اس لئے اس نے کوئی دلچسپی نہ لی ہوگی۔“ فیاض نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تو تمہارا مطلب ہے۔ میں عمران کو باقاعدہ اس مشن کے لئے بک کر دوں۔ کیا اس کا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“

فرنیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے اس کا تعلق صرف رقم سے ہے۔ یہ رقم چاہئے سیکرٹ سروس مہیا کرے یا سو پر فیاض۔ اُسے اس سے کوئی مطلب نہیں۔" فیاض نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر میں اسے رقم دے دوں تو کیا وہ ریڈ۔ ٹی کو پکڑے گا؟" فرنیک نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"وہ کیا پکڑے گا۔ تم دیکھنا ریڈ۔ ٹی ہاتھ باندھے اس کے سامنے ہوا کھڑا ہوگا۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے۔" فیاض نے جواب دیا۔

"کیا تم اس مشن میں میری مدد نہیں کر سکتے۔ آخر تم بھی تو انٹیلی جنس سپرنٹنڈنٹ ہو اور کیس بھی انٹیلی جنس کے پاس ہے۔" فرنیک نے کہا۔

"کبھی تھا۔ لیکن اب یہ کیس انٹیلی جنس سے لے لیا گیا ہے۔ اب سیکرٹ سروس کا کیس ہے۔ وہی اسے ڈیل کرے گی۔" فیاض نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن تم نے بھی تو بہر حال اس کیس پر کام کیا۔ اس کی فائل تو تمہارے پاس ہو گئی۔" فرنیک نے کہا۔

"وہ فائل سر رحمان کے پاس جمع ہو چکی ہے۔ ادا اب کسی قیمت پر بھی برآمد نہیں ہو سکتی۔ اور ویسے بھی اس فائل میں کچھ نہیں تھا۔ بس بھاگ دوڑ کی رپورٹیں تھیں۔ ناکام رپورٹیں۔" فیاض نے منہ بنا۔ ہوئے جواب دیا۔

"تو اب تمہارا اس کیس سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ کیا تم اب اسے حل

دو گے یا نہیں کرنا چاہتے۔" فرنیک نے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ کی مصیبت مول لینے کی سیکرٹ رول جانے اور ریڈ۔ ٹی جانے۔" فیاض نے ہچکچاہٹ سے کہا۔

"تم عمران کے دوست ہو تو پھر تمہیں یہ تو معلوم ہو گا کہ سیکرٹ سروس ہیڈ کو اڑھائی کہاں ہے۔" فرنیک نے چند لمحے خاموش رہنے کے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہے۔ اور نہ ہی میں نے کبھی معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔" فیاض نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"اد۔ کے مسٹر فیاض۔ بہت بہت شکریہ۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔" فرنیک نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بھٹک ہے۔ ویسے اگر کسی لمحے میری امداد کی ضرورت آپ محسوس ہو تو میں حاضر ہوں۔" فیاض نے کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔" فرنیک نے سر ہلا کر کہا۔ اور پھر فیاض سے مصافحہ کر کے وہ دفتر سے باہر نکل آیا۔

دفتر سے باہر آکر وہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ کہ ایک اس کی نظریں ایک کمرے پر لگی ہوئی نیم پلیٹ پر پڑیں۔ اس پر ایک ریڈیو جنرل انٹیلی جنس کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ باہر ایک درمی چپڑا سی کھڑا تھا۔ فرنیک سر جھٹکتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا۔

اس نے قریب جا کر جیب سے ایک کارڈ نکالا اور اسے چپڑا سی طرف بڑھا دیا۔ چپڑا سی نے بغیر کچھ کہے صرف سر ہلایا۔ اور پھر وہ

بہٹا کر اندر چلا گیا۔ فرنیک باہر کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد چپڑاسی باہر آیا۔

”آئیے جناب۔ تشریف لے آئیے۔“ چپڑاسی نے اس با بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی پردہ اٹھادیا۔ فرنیک سر ہلاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تو میز کے پیچھے موجو سر رحمان نے سامنے رکھی ہوئی فائل سے مہراٹھایا اور پھر غور۔ میز کی طرف بڑھتے ہوئے فرنیک کی طرف دیکھنے لگے۔ جیسے اچھاننے کی کوشش کر رہے ہوں۔

”آپ کا شکریہ جناب کہ آپ نے ملاقات کا وقت دے دیا فرنیک نے قریب جا کر کہا۔

”تشریف رکھیں۔ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ آپ کے لئے ہر وقت نکل سکتا ہے۔“ سر رحمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مصلحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ فرنیک مصافحہ کر بیٹھ گیا۔

”فرمائیے۔ کیسے آنا ہوا۔“ سر رحمان نے سپاٹ میں پوچھا۔

”میں ریڈ۔ ٹی کے سلسلے میں آیا تھا۔ ریڈ۔ ٹی آپ کے ملک آنے سے پہلے ہمارے ملک میں کارروائیاں کرتا رہا۔ اور وہ بہت بڑی رقم ایٹھ کر آیا ہے۔ میں اس سے وہ رقم واپس آیا ہوں۔ اس لئے مجھے غیر سرکاری طور پر آنا پڑا۔ کیونکہ سرکاری ایسا مشن ملک کی بدنامی کا باعث بن سکتا تھا۔“ فرنیک

واب دیا۔

”آپ کب آئے ہیں اور ہالینڈ کی انٹیلی جنس میں آپ کا عہدہ کیا ہے۔“

سر رحمان نے پوچھا۔

”میرا عہدہ وہاں چیف اسسٹنٹ کا ہے۔ اور مجھے یہاں آئے ہوئے تقریباً ایک ہفتہ ہو چکا ہے۔ ابھی میں آپ کے محکمے کے سپرنٹنڈنٹ سے مل کر آیا ہوں۔ انہوں نے تو یہی جواب دیا ہے کہ ریڈ۔ ٹی کا کیس ٹرانسفر ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ میری کوئی مدد نہیں کر سکتے میں نے ان سے وہ فائل مانگی جس میں انہوں نے کچھ کام کیا تھا۔ تاکہ میں ان معلومات سے فائدہ اٹھا کر آگے کام کر سکوں۔ لیکن انہوں نے بتایا ہے کہ فائل آپ کے پاس جمع ہو چکی ہے۔“ فرنیک نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک کہتا ہے اس نے۔ اور آپ شاید میرے پاس وہ فائل دیکھنے آئے ہیں۔“ سر رحمان نے کہا۔

”آپ نے درست سمجھا ہے۔ میں اپنے طور پر یہاں ریڈ۔ ٹی کے خلاف کام کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن چونکہ یہاں میں اکیلا ہوں۔ پہلے میرا خیال تھا کہ میں یہاں کی انٹیلی جنس کے ساتھ مل کر ریڈ۔ ٹی کے خلاف کام کر دوں گا۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب نے اس معاملے میں سرے سے ہی دلچسپی لینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ چلو وہ فائل ہی دیکھ لوں شاید کوئی لائن آف ایکشن مل جائے۔“ فرنیک نے جواب دیا۔

”ہیک کا کیا حال ہے۔ وہ خود کیوں نہیں آیا۔“ سر رحمان

نے اچانک کہا۔

”آپ چیف باس کی بات کر رہے ہیں۔ چیف باس نے ہی مجھے بھیجا ہے۔“ فرنیک نے چونک کر جواب دیا۔

”اس کارڈ کے علاوہ کوئی اور ثبوت آپ کے پاس ہے کہ آپ واقعی ہالینڈ کی انیشلی جنس سے متعلق ہیں۔“ سر رحمان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ آپ پوری تسلی کر لیجئے۔“ فرنیک نے جواب دیا۔ اور پھر حیب سے اس نے ایک شناختی کارڈ نکالا اور اسے سر رحمان کی طرف بڑھا دیا۔ یہ کارڈ باقاعدہ ہالینڈ کی حکومت کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔ اس پر دستخط اور مہر موجود تھیں۔

”ٹھیک ہے۔ میری تسلی ہو گئی ہے۔ اب میں وہ فائل آپ کو دکھا سکتا ہوں۔“ سر رحمان نے کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر انہوں نے ایک فائل نکالی اور فرنیک کی طرف بڑھا دی۔

”شکریہ۔“ فرنیک نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور فائل رحمان کے ہاتھوں سے لے کر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں صرف چند کاغذات تھے۔ وہ ان پر نظریں دوڑاتا رہا۔ اور پھر اس نے فائل بند کر دی۔

”اس میں تو کچھ نہیں ہے۔ ایک بھی کام کی بات نہیں ہے۔“ فرنیک نے مایوسی سے فائل واپس سر رحمان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

کہ وہ زخمی ہو گیا۔ اور جب وہ ٹھیک ہوا تو کیس ہمارے محکمے سے ٹرانسفر ہو گیا تھا۔“ سر رحمان نے جواب دیا۔

”سوپر فیاض نے بتایا ہے کہ کیس سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر ہوا ہے۔ کیا آپ ان سے میرا تعارف کرا سکتے ہیں۔“ فرنیک نے کہا۔

”سوہی مسٹر۔ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“ سر رحمان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ یہ تو بہر حال آپ کو علم ہی ہو گا کہ ان کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ میں خود ان سے مل لوں گا۔ ویسے میں اتنا مزید بتا دوں کہ میں آپ کے بیٹے علی عمران کا آکسفورڈ میں کلاس فیلو بھی رہا ہوں اور دوست بھی۔“ فرنیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تمہیں ادھر ادھر مارے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس احمق سے مل لو۔ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا رہتا ہے۔“ سر رحمان نے منہ بنتے ہوئے جواب دیا۔

”میں ان سے ملا ہوں۔ لیکن وہ اس معاملے میں دلچسپی ہی نہیں لیتے۔ وہ ہر بات کو مذاق میں اڑا دیتے ہیں۔“ فرنیک نے کہا۔

”اس کی یہی عادت تو اسے خراب کئے ہوئے ہے۔ بہر حال آئی۔ ایم۔ سوہی۔ اس معاملے میں میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔“

سر رحمان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے مصلحتی کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

فرنیک سمجھ گیا کہ یہ اس کے جانے کا اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ

تیزی سے اٹھا۔ اس نے سردر حمان سے مصافحہ کر کے ان کا شکریہ ادا کیا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”سنو نوجوان“ — اچانک اُسے اپنی پشت پر سردر حمان کا ٹھہری ہوئی آواز سنائی دی۔ اور وہ تیزی سے مڑا۔

”یس سر“ — فرنیک نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ سردر حمان کے اس طرح اچانک بلانے وجہ اُسے سمجھ نہ آئی تھی۔ کیونکہ سردر حمان تو اپنی بات ختم کر چکے تھے۔ ”ادھر آؤ“ بیٹھو“ — سردر حمان نے کمرسی کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے کہا۔

اور فرنیک اُسی طرح حیرت بھرے انداز میں انہیں دیکھتا ہوا واپس آیا اور میز کے سامنے موجود کمرسی پر بیٹھ گیا۔

”تم واقعی ریڈ۔ ٹی سے اپنے ملک کی رقم واپس لینا چاہتے ہو سردر حمان نے پوچھا۔

”یس سر“ — اسی لئے تو میں یہاں آیا ہوں“ — فرنیک سردر حمان سے ہوتے ہوئے کہا۔

”تو اب تک تم نے کیا کیلے“ — سردر حمان نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

”میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں۔ میرا پروگرام تو یہ تھا کہ میں یہاں کی انٹیلیجنس کے ساتھ مل کر کام کروں گا۔ اس طرح ریڈ۔ ٹی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور ہماری رقم بھی برآمد ہو جائے گی۔ لیکن یہاں آنے کے بعد عجیب سی صورت حال میں پھنس گیا ہوں۔ پہلے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے

کہتے ہیں کہ ان سے گھر پر ملنا چاہا تو ملاقات ہی نہ ہو سکی۔ اب ملا ہوں تو کیسے تمکیم سے ہی ٹرانسفر ہو چکا ہے۔ سیکرٹ سروس کو میں جانتا نہیں اور اس کے ہیڈ کوارٹر کا کسی کو علم ہی نہیں“ — فرنیک نے بڑا سامنے بناتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا تم عمران سے ملے ہو“ — سردر حمان نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”بالکل ملا ہوں۔ ایک بار نہیں دوبار۔ لیکن وہ صاحب پیٹھے پر ہاتھ ہی نہیں رکھنے دیتے۔ ہر بات مذاق میں اڑا دیتے ہیں“ فرنیک نے جواب دیا۔

”تم اس سے کس مقصد کی خاطر ملے تھے“ — سردر حمان نے پوچھا۔

”میں نے سنا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ انہیں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہوگا“ — فرنیک نے جواب دیا۔

”آج سے کتنے روز پہلے ملے تھے“ — سردر حمان نے پوچھا۔

”دو روز قبل“ — فرنیک نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد جواب دیا۔

”اور فیاض سے کب ملے تھے“ — سردر حمان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”ابھی۔ آپ سے ملنے سے پہلے“ — فرنیک نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ تو اس کا مطلب ہے تمہیں سیکرٹ سروس کے متعلق بتا دینا چاہیے۔ ٹھیک ہے۔ میں اس کی فائل منگواتا ہوں۔" سر رحمان نے کہا۔ اور میز پر پڑا ہوا انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

"یس سر۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔"

"فیاض کو بھیجو۔" سر رحمان نے کمرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور سر رحمان۔"

انٹرکام کا بٹن دوبارہ پریس کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہی دروازہ سے فیاض کی شکل نظر آئی۔

"وہیں دروازے پر ہی رک جاؤ فیاض۔" سر رحمان

فیاض کو دیکھتے ہی تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی میز کی د

پڑا ہوا ان کا ہاتھ تیزی سے باہر آیا۔ اور فرینک بڑی طرح چونکا

سر رحمان کے ہاتھ میں ریو الوڈ تھا۔

"اب سچ سچ بتا دو کہ تم دراصل کون ہو۔ اور تمہیں پابکیشیا سکا

سروس کے میڈیکووارڈ کی کیوں تلاش ہے۔" سر رحمان۔

انتہائی کمرخت لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ میں تو آپ کو ذمہ دار افسر سمجھتا رہا۔"

لیکن آپ انتہائی غیر ذمہ دارانہ اقدام کر رہے ہیں۔ بتایا تو ہے کہ

ریڈ۔ ٹی کو پکڑنے کے لئے سیکرٹ سروس کے ساتھ مل کر کام

چاہتا ہوں۔" فرینک نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے جواب

دیا۔ اس بار اس کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔

"تم عمران اور فیاض کو تو بیوقوف بنا سکتے ہو مجھے نہیں۔ سمجھ

آج سے پہلے تمہیں علم ہی نہ تھا کہ کیس سیکرٹ سروس کے پاس ٹرانسفر ہو چکا ہے یا نہیں۔ کیونکہ کیس بھی کل ہی ٹرانسفر ہوا ہے۔ تو پھر تم اس سے پہلے سیکرٹ سروس کے میڈیکووارڈ کو کیوں تلاش کر رہے تھے۔" سر رحمان نے کہا جلنے والے لہجے میں کہا۔

"آپ کو خواہ مخواہ غلط فہمی ہوئی ہے جناب۔ آپ نے میرے

سروس کی کاغذات دیکھ کر اطمینان کر لیا ہے۔ مزید اطمینان چاہیے تو

آپ چیف باکس کو کال کر کے ان سے تسلی کر لیں۔ دراصل مجھے

پہلے سے یقین تھا کہ ریڈ۔ ٹی یہاں کی انٹیلی جنس کے بس کا رنگ نہیں

ہے۔ جس طرح اس نے سوپر فیاض کو دیدہ دلیری سے کھلے عام گولی

مار دی تھی۔ اس کے بعد کیس کا انٹیلی جنس سے ٹرانسفر ہو جانا ایک

یقینی امر تھا۔ اور ظاہر ہے اس کے بعد کیس لازماً سیکرٹ سروس کو

ہی جاتا۔ میں نے کوشش کی کہ عمران سنجیدہ ہو جائے لیکن وہ آخر تک

غیر سنجیدہ ہی رہا۔" فرینک نے ہونٹ چبلتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ تمہاری توجیہ قابل قبول ہے۔"

سر رحمان نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔ اور ریو الوڈ واپس حبیب

میں رکھ لیا۔ ان کے اچانک ریو الوڈ نکلنے پر فیاض نے بھی تیزی سے

ریو الوڈ نکال لیا تھا۔ اور شاید سر رحمان نے اُسے بلایا بھی اسی

مقصد کے لئے تھا۔ سر رحمان کے ڈھیلے پڑتے ہی فیاض نے

ریو الوڈ واپس ہو سٹر میں ڈال لیا۔

"میں نے تمہیں بلایا اور مقصد کے لئے تھا۔ لیکن تمہاری باتوں

سے میں مشکوک ہو گیا تھا۔ اگر تم واقعی ریڈ۔ ٹی کے خلاف کام کرنا

چاہتے ہو تو تمہیں اس احمق کو راضی کرنا پڑے گا۔۔۔ سر رحمان
ہونٹ چبالتے ہوئے کہا۔

”احمق۔۔۔ فرنیکنے چونک کر پوچھا۔

”میں عمران کی بات کر رہا ہوں۔ وہ احمق ضرور ہے لیکن جب وہ کمرے پر آجائے تو پھر پیچھے نہیں ہٹتا۔ آخر وہ میرا ہی خون ہے۔۔۔ جادوہ مہتابا دوست ہے۔ اس لئے تم چاہو تو اسے راضی کر سکتے ہو۔ سر رحمان نے کہا۔ اور فرنیکنے سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ شکریہ“

فرنیکنے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ فیاض کے دروازے کے قریب پہنچتے ہی ایک طرف ہٹا اور فرنیکنے سے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر ایک فیصلہ کن موجود تھا۔ جیسے وہ کسی جتنی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

جولیا بیڈ کے قریب پہنچتے ہی ایک لخت اپنی جگہ سے اٹھ اٹھی۔ اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے سامنے موجود شیٹ کے سینے پر نہ صرف بھر پور فلائنگ گاک مار کر اسے اچھال کر تھکے بل نیچے گرا دیا تھا بلکہ اچھلتے وقت اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا اوپر والا دھڑموڑ کر راک کی کٹھ سے مشین گن بھی کھینچ لی تھی۔ مشین گن لیتے ہی اس کا جسم کمان کی طرح گھومتا ہوا واپس زمین کی طرف آیا۔ اور پھر اس کے قدم زمین سے بعد میں لگے جب کہ اس نے شیٹ گن کے شعلے پہلے اگل دیئے۔ اور عمران اور نویر کے پیچھے سے ہوتے مشین گن بردار اور ان سے فوراً بعد حیرت سے ٹھٹھکتے کٹھنے والے راک کی اداس کا ساتھی بیک وقت ہی گولیوں کی زد میں آ کر جھنجھتے ہوئے فرش پر گرے۔ اور جولیا نے مشین گن کی فرش پر پڑے راک کی گردن پر جادوی۔

”دیل ڈن جولیا دیل ڈن“ — عمران نے یک لخت ایک سے رسیاں ہٹا کر کسی سے لٹھتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے۔ وہ اچھل کر بیڈ پر پیر رکھتا ہوا فرش پر گمے ریڈ۔ ٹی کے سر پر گیا۔ یہ سب کچھ اس قدم تیزی سے ہوا تھا کہ دوسرے ممبر صرا یکیں جھپکتے ہی رہ گئے تھے۔ ادھر ریڈ۔ ٹی بھی فرش پر گمے کر ابا لمحے کے لئے بے حس سا ہو گیا تھا۔ لیکن پھر عمران کے اس سے پہنچتے ہی اُسے جیسے ہوش آگیا۔ اس کی ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے سمٹ اور اس کے ساتھ ہی جولیا پختی ہوئی اچھل کر پیچھے گمے ریڈ۔ ٹی ناقابل یقین تیزی سے ٹانگیں سکڑ کر یک لخت ایک ٹانگ سیدھی اور جولیا اس کی ضرب کھا کر پیچھے جا گمے تھی۔ جولیا کے اس طرح چڑا چانک پیچھے گمے سے عمران نے بے اختیار چونک کر اُسے دیکھ یہی لمحہ اس کے لئے کمزوری بن گیا۔ کیونکہ دوسرے لمحے وہ بھی اُردو دار دھکا کھا کر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا گیا۔ ریڈ۔ ٹی اچانک ٹانگیں کراچھلا اور اس نے عمران کے سینے پر سبکی زوردار ٹکرا دی۔ عمران لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا تو اپنے پیچھے موجود بیڈ پر جا گمے۔ بیڈ پر ہی اس نے الٹی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے وہ کمرے کے جا کھڑا ہوا۔

اُسی لمحے اس نے ریڈ۔ ٹی کو دردانہ کے قریب موجود پایا جولیا بھی اس ددبان اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو چکی تھی اچانک گمے سے اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل گئی تھی۔ ریڈ۔ ٹی ایک لمحے کے لئے دردانہ سے پو نظر آیا۔ دوسرے لمحے

طرف غائب ہو چکا تھا۔

عمران نے یک لخت چھلانگ لگائی اور پھر وہ سائیڈ سے ہو کر تیزی سے دوڑتا ہوا دردانہ کی طرف بڑھا۔ لیکن دردانہ باہر سے بند ہو چکا تھا۔ اور باہر رہا ہی میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اُسے صاف سنائی دے رہی تھیں۔

”جلدی کرو ہمیں یہاں سے فوراً نکلتا ہے“ — عمران نے چیخ کر کہا۔ اور تیزی سے پیچھے ہٹا۔ اور اس نے دوڑ کر پوری قوت سے اپنے شانے کی ٹکڑ دردانہ پر ماری۔ دردانہ زوردار آوازیں پڑھڑایا لیکن وہ کھلا نہیں۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے اور پیچھے ہٹا۔ اور پھر اس نے ایک بار پھر زوردار ٹکرا دی اور اس بار دردانہ ایک زوردار دھماکے سے کھلا اور عمران بھاگنے کے سے انداز میں دوڑتا ہوا دردانہ کمرے کے راہداری کے پیار والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے دونوں ہاتھ گمے کر کے اپنے جسم کو دیوار سے ٹکرانے سے بچایا اور پھر سنبھل کر وہ اس پتلی سی راہداری میں اُسی طرف دوڑنے لگا جہاں اس نے ریڈ۔ ٹی کے دوڑنے کی آوازیں سنی تھیں۔ اس راہداری کا اختتام سیڑھیوں پر ہوا تھا۔ سیڑھیاں خاصی بلند تھیں چلی گئی تھیں۔ ان کے اوپر دردانہ تھا جو بند نظر آ رہا تھا۔ عمران سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھا۔ پھر جب وہ دردانہ کے تک پہنچا تو اس کے ساتھی بھی کمرے سے راہداری میں پہنچ گئے۔ سب سے آگے صف رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اس نے پیچھے ٹانگہ اور پھر کیپٹن شکیل تھا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں بھی مشین گنیں تھیں جب کہ باقی ممبروں کے ساتھ ہی جولیا بھی نمودار ہوئی۔ ایک مشین گن اس کے

میں رہتا ہے۔ اور ایک دوسرے سے بات چیت کے لئے ٹرانسمیٹر استعمال کرتے ہیں۔ — عمران نے گلی میں پہنچتے ہی انہیں ہدایات دیں اور پھر ٹائیگر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ تیزی سے سامنے کے رخ دوڑتا چلا گیا۔

بابتہ میں تھی۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے رک کر دروازے سے کان لگا دیا لیکن دوسری طرف خاموشی طاری تھی۔ عمران نے دروازے کو دھکیا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ — اور عمران نے ایک لمخت باہر پھلانگ لگائی وہ تیزی سے فرش پر بول ہوتا ہوا چلا گیا اور سامنے برآمدے کے کتے پیچھے پہنچ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے یہ حرکت اس لئے کی تھی کہ اگر برآمدے میں کوئی موجود ہو تو وہ اس پر فائدہ نہ کھول سکے۔ لیکن برآمدہ خالی تھا۔ یہ ایک کوکھی کا فرنٹ تھا۔ سامنے لان تھا جس کی دوسری طرف بھاگ کھلا ہوا تھا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ ریڈ۔ ٹی نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ — کوکھی میں اند کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران نے اشارے سے سب کو باہر بلا لیا۔

”اب ہم سائیڈ کی کوکھی سے نکلنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کوکھی کے سلاخیں عقبی طرف کوئی چکر موجود ہو۔ — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور وہ سائیڈ کی کوکھی کی طرف دوڑ پڑے۔ درمیان میں دیوار کچھ زیادہ اونچی نہ تھی لئے عمران آسانی سے اُسے پھلانگ گیا۔ اور اب یہ شاید ان کی خوش تھی کہ یہ کوکھی بالکل خالی تھی۔ — اس کوکھی کی دوسری طرف گلی تھی۔ نے یہاں بھی احتیاط کی۔ اس کوکھی کے سامنے اور عقبی طرف سے جا بچائے وہ سائیڈ کی گلی میں دیوار پھلانگ لگا کر اتر آئے اور چند لمحوں بعد ٹیم بھی اس کی پیروی کرتی ہوئی گلی میں پہنچ گئی۔

تم سب بکھر کر اپنے اپنے ٹھکانوں پر جاؤ گے۔ لیکن فلیٹو نہیں بلکہ ایمر عبسی ٹھکانوں پر۔ اور آج کے بعد تم سب نے میکا

اور ٹم میں سیکرٹ سروس کے باس ایک ٹوک کی تحویل میں ہے اور۔
نے جواب دیا۔

کیسے اتنے یقین سے کہہ رہے ہو اور۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے تقریباً
نے والے انداز میں کہا۔

باس۔ میں نے وزارت دفاع کے سپیشل سیکشن کے اسسٹنٹ
غوا کیا اور پھر اس کے میک اپ میں خود وزارت کے اس خاص سیکشن
پہنچ گیا جہاں انتہائی خفیہ معلومات رکھی جاتی ہیں۔ وہاں سے میں نے خود
کاغذ کو دیکھا ہے۔ جس کے تحت فائل کو سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر
ٹرانسفر کیا گیا ہے اور۔۔۔ مارٹن نے جواب دیا۔

ہوں۔ تو میرا اندازہ درست تھا۔ تو اب یہ بات طے ہو گئی۔ لیکن
ب سے بڑا مسئلہ تو اس ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنے کا ہے۔ اس کا پتہ
سی صورت بھی نہیں معلوم ہو رہا۔ میرا خیال تھا کہ عمران یا سیکرٹ سروس
ممبران کو اس کا یقیناً علم ہوگا۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ میں نے یزید
س ریڈ سے چیک کر لیا ہے اور۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے ابلھے ہوئے
جے میں کہا۔

لیکن باس۔ اس کا فون نمبر تو معلوم ہے اور۔۔۔ مارٹن نے
کہا۔

لیکن یہ فون کس مقام پر ہے۔ اس کا باوجود کوشش کے پتہ نہیں چل
سکا۔ راک کی کے زیر دہاؤس سے عمران اور اس کے ساتھی باہر ہی نہیں نکلے
ہے۔ آرتھو سائیکارینز کے ذریعے ہی معلوم ہو جاتا کہ وہ کہاں جاتے ہیں۔
لیکن نجانے وہ کہاں سے نکل گئے اور۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے ہونٹ

ریڈ۔ ٹی سے پاگلوں کے سے انداز میں کمرے میں ٹہل رہا تھا۔
کے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھنجی ہوئی تھیں۔ اور وہ بار بار انہیں کھولتا
بند کرتا۔ اس کی آنکھوں سے جیسے شعلے سے پیک رہتے تھے۔
چہرے پر جنون کے آثار نمایاں تھے۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں
ہوئیں۔ اور ٹہلتا ہوا ریڈ۔ ٹی تیزی سے ٹرانسمیٹر کی طرف لپکا۔ اس نے ج
سے اس کا بٹن دبا دیا۔

ہیلو ہیلو۔۔۔ مارٹن کا لنگ اور۔۔۔ بٹن دبے ہی مارٹن کی آ
سنائی دی۔

یس۔۔۔ ریڈ۔ ٹی سپیکنگ اور۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے بھاری آد
میں کہا۔

باس۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ مطلوبہ فائل سیکرٹ سروس۔

چہاتے ہوئے کہا۔

”باس۔ جب وہ آپ کے ہتھے چڑھ ہی گئے تھے تو کم از کم آکا خاتمہ تو کر دیتے تاکہ آئندہ وہ ہمارے آڑے نہ آتے اور“
مارٹن نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

”مارٹن۔ تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم مجھ پر اعتراض کر سکا ریڈ۔ ٹی نے حلق کے بل چھیختے ہوئے کہا۔

”سس۔ سس۔ سوری باس۔ مم۔ مم۔ تو بس ایسے ہی خیال آگیا تھا اور“۔ مارٹن نے بڑی طرح ہکا ہوئے کہا۔ اس کی آواز بھی خوف سے لرز رہی تھی۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے مجھے ان لوگوں سے ہمہ روی تھی اس نے انہیں جانے کا موقع دیا۔ ایسی بات نہیں۔ میں سیکرٹ سر ہیڈ کو وارنٹر کو تلاش کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ وہاں سے فائل حاصل کر لیکن اس ملک میں عجیب بات یہی ہے کہ یہاں سیکرٹ سر دس کے کامی کسی کو علم نہیں ہے۔ میں نے سوچا کہ اس کے ممبروں کو علم ہوگا۔“ میں نے انہیں ٹریس کر کے انہیں چیک کیا۔ لیکن وہ بھی اس سے نکلے۔ اس کے بعد دوسری صورتیں رہ جاتی تھیں۔ ایک تو یہ کہ ان ہلاک کر کے میں سارے راستے مسدود کر دیتا۔ دوسری صورت یہ کہ ان کے ذریعے ہیڈ کو وارنٹر ٹریس کر لیتا۔ چنانچہ میں نے دوسری اختیار کی اور انہیں نکل بھاگنے کا موقع دیا۔ لیکن سارے آؤ آرٹھو سائیکارینز موجود تھیں۔ جیسے ہی یہ سامنے یا عقبی طرف سے نکلے رینز کام شروع کر دیتیں۔ اور پھر نہ صرف ان کے نمٹے ٹھکانے ہمارے

ن آجاتے بلکہ ان کی بات چیت بھی چیک ہوتی۔ اور اگر ان میں سے کوئی ہیڈ کو وارنٹر جاتا تو اس طرح ہم ہیڈ کو وارنٹر بھی ٹریس کر لیتے۔ لیکن یہ لوگ بڑی توقع سے کہیں زیادہ چالاک ثابت ہوئے۔ یہ سبجانے کہ ہر سے نکل گئے۔ ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے۔ کہ یہ سائیڈ کی خالی کوٹھی کے باہر نکلے ہوں۔ بہر حال اب ہم ایک بار پھر مکمل اندھیرے میں ہیں اور“۔ ٹی نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سوری باس۔ میں اتنی دور تک نہ سوچ سکتا تھا۔ البتہ سر دس کے ذہن میں ہیڈ کو وارنٹر کو ٹریس کرنے کی ایک صورت آئی ہے۔ سیکرٹری وزارت دفاع کے اسسٹنٹ سے معلومات حاصل کرتے ہوئے مجھے ایک اشارہ ملا ہے۔ کہ سیکرٹ سر دس کے ہیڈ کو وارنٹر کے متعلق وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان واقف ہیں اور“۔ مارٹن نے کہا۔

”وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان۔ لیکن وہ تو ختم نہیں ہو سکے۔ وہ ہماری مہٹ لسٹ میں تھے اور“۔ ریڈ۔ ٹی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”مہٹ لسٹ میں تو ضرور تھے۔ لیکن وہ ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے ختم نہیں ہوئے اور“۔ مارٹن نے جواب دیا۔

”اور۔ اگر یہ بات ہے تو پھر ٹھیک سے۔ آج ہی انہیں کیوں نہ پٹول لیا جائے۔ تم ایسا کرو کہ انہیں اغوا کر کے ہیڈ کو وارنٹر لے آؤ۔ اور“۔ ریڈ۔ ٹی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں انہیں لے آتا ہوں اور“۔ مارٹن

نے کہا۔
"خیال رکھنا۔ ہو سکتا ہے سیکرٹ سروس ان کی نگرانی کر رہی ہو۔
کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیے اور۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے ہدایا
دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔۔۔ ایسا ہی ہوگا اور۔۔۔ مارٹ
باعتقاد دلچسپی میں جواب دیا۔

"ان کے ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی مجھے اطلاع دینا اور اینڈ آف"
ریڈ۔ ٹی نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
اُسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ریڈ۔ ٹی
چونک کر پہلے ٹیلی فون کو دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھالیا۔
"یس۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے بھاری آواز میں کہا۔

"باس۔۔۔ میں دن زبردول رہا ہوں۔ ہم مشن نمبر دو میں کامیاب
کئے ہیں۔ تین اور اعلیٰ عہدیدار ختم ہو چکے ہیں۔ مجھے رپورٹ ملی۔
حکومت ان ہلاکتوں سے بڑی طرح بوکھلا چکی ہے۔۔۔ زبرد
نے کہا۔

"گتہ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ اب وزیراعظم اور ان کی پوری کابینہ کو
کمرے کی دھمکی دے دو اور ساتھ ہی دوا رب روپے کی ڈیمانڈ
دو۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا تفصیلی پروگرام کیا ہوگا۔ کیونکہ مجھے اندازہ ہو رہا ہے
حکومت فوراً ہی رقم کی ادائیگی پر تیار ہو جائے گی۔۔۔ زبرد
نے کہا۔

"ایسی بات نہیں۔ یہ لوگ اتنی آسانی سے نہیں مانیں گے۔ زبردوٹو کی
کر دگی صحیح نہیں ہے۔ مشن نمبر ایک تو میں نے خود ساتھ جاکر پورا کر
تھا لیکن مشن نمبر دو ناکام ہو گیا اور چار افراد مارے گئے۔ اب
میں نمبر تین پر وہ لوگ کام کر رہے ہیں۔ اس کے پورا ہونے کے بعد
صحیح معنوں میں حکومت کا دماغ اٹھے گا۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے تیز
صوت میں کہا۔

"تو کیا ابھی زبردوٹو کے مشن نمبر تین کے نتیجے کا انتظار کیا جائے؟
زبردوٹو نے پوچھا۔

"وہ ہوتا رہے گا تم ایک ہفتے کی مہلت دے دو۔ اور ساتھ ہی
میں نمبر تین کا مبہم سا حوالہ دے دینا تاکہ وہ مشن پورا ہوتے ہی بات
جالتے۔۔۔ رقم حاصل کرنے کا وہی طریقہ رہے گا۔ یعنی سوئس بینک
میں رقم کا جمع ہونا۔۔۔ ریڈ۔ ٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ ایسا ہی ہوگا۔ زبردوٹو کا مشن نمبر تین وہی ڈیم
کی تباہی ہے ناں۔۔۔ زبردوٹو نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ اور یہ ڈیم ان لوگوں کے لئے انتہائی اہم ہے۔ اس کی
تباہی کا مطلب آدھے دارا حکومت کی تباہی ہے۔۔۔ ریڈ۔ ٹی
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ مشین نمبر تین کا حوالہ دینے
سے وہ لوگ اپنی پوری قوت اس کی حفاظت پر لگا دیں اور ہمارا یہ مشن
کام ہو جائے۔۔۔ زبردوٹو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اجتناب ہو تم۔ ہمارا مقصد بھی تو یہی ہے۔ ورنہ ڈیم کے تباہ ہونے سے

ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ یہ سارا مسئلہ تو اسی لئے کیا جا رہا ہے۔ تاکہ اس کی طرف کسی کی توجہ نہ جائے اور ہم اصل مشن کے ساتھ ساتھ بھاری بھی حاصل کر لیں۔ آج تک ہم جہاں بھی گئے ہیں ہمارا یہی طریقہ ہمیشہ کامیاب رہا ہے۔ اگر یہ لوگ وہاں اپنی قوت جھونکیں گے ہمیں ان کی قوت توڑنے میں اور بھی زیادہ آسانی ہو جائے گی۔ ان کو اس سلسلے میں مکمل ہدایات دی جا چکی ہیں۔“ ریڈ۔ نی نے سمجھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے ہاں۔ پھر میں اپنے پروگرام کے مطابق آ کام شروع کر دیتا ہوں۔“ زیروون نے کہا۔
 ”ہاں۔ تم نے اپنے سیکشن کے تحت سارا کام خود کرنا ہے۔ مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں مین مشن میں بھنسا ہوا۔“ ریڈ۔ نی نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔
 وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا پھر اس نے ریور دوبارہ اٹھایا اور گھمانے شروع کر دیئے۔

”کون بول رہا ہے۔“ دوسری طرف سے عمران کے باڈیچ کی آواز سنائی دی۔

”عمران صاحب موجود ہیں۔ مجھے ان سے ضروری کام ہے۔“

ریڈ۔ نی نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ اور نہ ہی مجھے علم ہے کہ وہ کہاں دوسری طرف سے لٹھ مارنے والے انداز میں کہا گیا اور اس کے۔“

رابطہ ختم ہو گیا۔ ریڈ۔ نی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور پھر اس نے ریور رکھ دیا۔

”عمران کے ساتھ ساتھ اس کا بھی بند و بست کرنا پڑے گا۔“

نی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور مڑ کر میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ابھی اسے کرسی پر بیٹھتے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ایک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا۔ اور ریڈ۔ نی نے بڑی جچ چوٹ کر دروازے کی طرف دیکھ کر دوسرے لمحے وہ اس کی طرح اچھل کر کھڑا ہوا جیسے اس کے پیروں تلے اچانک بارودی لٹک پھٹ گئی ہو۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا۔ کیونکہ دروازے پر جو شخص کھڑا تھا۔ اس کی یہاں اس طرح آمد کا وہ تصور بھی کر سکتا تھا۔

سورج کی روشنی سے توانائی حاصل کر کے تباہ کاری مچانے والا بم۔ اس کی طاقت ہائیڈروجن بموں سے بھی کئی گنا زیادہ تھی اور یہ فارمولا پاکشیا کے ایک ذہین سائنسدان کی ایجاد تھی۔ اور اس پر پشیل ڈیفنس لیبارٹری میں انتہائی خفیہ طور پر کام ہو رہا تھا۔ جب کہ اصل فائل دانش منزل میں رکھی گئی تھی۔ اور اب ریڈ۔ ٹی تباہ ہوا تھا کہ اُسے یہ فائل چاہیے بنجانے اس فارمولا کے کاراندہ کیسے بیرون ملک پہنچا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ عمران اس بات پر بھی حیران تھا کہ اس قدر اہم ترین فارمولا کے حصول کے لئے ایک غیر معروف مجرم کو بھیجا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ریڈ۔ ٹی کسی سپر ہیرو سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ کوئی اور چھوٹی پارٹی ہے۔ لیکن یہ پارٹی کون ہو سکتی ہے۔

یہ سوچتے سوچتے عمران کو اچانک ایک خیال آیا۔ تو اس نے فون اپنی طرف کھسکا کر سیورا اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ وہ اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اور ریڈ۔ ٹی کی کوٹھی سے نکلنے کے بعد اس نے سب سے پہلے تمام حالات سے بلیک زیرو کو آگاہ کرنا زیادہ مناسب سمجھا تھا۔ البتہ ٹائیگر کو اس نے بہایات دی تھیں کہ وہ میکس اپ میں اس کے فلیٹ کی مسلسل نگرانی کرے تاکہ اگر اس کے فلیٹ کی نگرانی ہو رہی ہو تو ان آدمیوں کو چیک کیا جاسکے اور اس کے ساتھ ساتھ عمران نے اُسے ایک رقعہ بھی دیا تھا۔ یہ رقعہ کوڈ میں تھا اور سیکرٹ سروس کے ایک انتہائی خفیہ سٹور سے جدید ترین گائیگر کے حصول کے لئے تھا۔ کیونکہ ریڈ۔ ٹی کی

عمر اسے ذہنی طور پر بری طرح الجھ گیا تھا۔ ریڈ۔ ٹی ایک مجرم تھا جو ہر بار نئے انداز میں سامنے آتا اور پھر ایک سخت غارت نعلانی اور چوہان کے سامنے آیا تو پھر اس کو بھی کی طرف کوئی لوٹ بلکہ نعلانی اور چوہان کے ذریعے اس نے سیکرٹ سروس کے ارکان کی رہائش گاہیں بھی آسانی سے تلاش کر لیں۔ اور اب نکلا تو اس کا کوئی پتہ نہ چل رہا تھا۔ کوٹھی بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔ اور نے جو اصل مشن بتایا تھا کہ اُسے فائل ایس۔ ایکس۔ بی۔ ون کی تلاش نو اس مشن نے اسے اور بری طرح الجھا دیا تھا۔ کیونکہ یہ فائل دانش منزل میں موجود تھی۔ کیونکہ گذشتہ کافی عرصے سے فائلوں کے بعد اعلیٰ سطح پر پیڑھے ہوا تھا کہ انتہائی اہم ترین فائلیں ایکسٹو میں رکھیں گی۔ اور یہ فائل بھی انتہائی اہم ترین تھی۔ یہ ایک کے فارمولا پر مبنی تھی۔ جسے محقق لفظوں میں سولہ بم کہا جاتا

بات اس کے ذہن میں بیٹھ گئی تھی کہ سیڈ۔ ٹی نگرانی کے لئے انتہائی جدید ترین مشینری استعمال کر رہا ہے۔ اس لئے عمران نے ٹائیکر کو سٹور سے یہ جدید ترین گائیکر حاصل کرنے نگرانی پر مامور کیا تھا تا کہ اس گائیکر کی مدد سے چیک کرنے والی مشینری کا بھی پتہ چلا یا جا سکے۔ دانش منزل پہنچ کر البتہ اس نے بطور ایکسٹو سٹور کے انچارج کو ہدایت دے دی تھی کہ رقعہ لے آنے والے کو گائیکر دے دیا جائے۔

”یس۔ سپر کمرشل سٹور۔“ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک کاروباری سی آواز سنائی دی۔

”چیف منیجر سردار سے بات کراؤ۔ اٹ اڈا ایکسٹو۔“ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس۔۔۔ ہو لڈ آن کیجیے۔“ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

اور عمران مسکرا کر رہ گیا۔ پیشل ڈیفنس لیبارٹری کو خفیہ رکھنے کے لئے یہ سارا کوڈ سسٹم وضع کیا گیا تھا۔ اگر عمران ایکسٹو کا حوالہ نہ دیتے تو شاید سردار سے بات کرنا ہی اس کے لئے محال ہو جاتا۔

”داور بول رہا ہوں۔ فرمائیے۔“ چند لمحوں بعد سردار کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”سردار۔ ایکسٹو بول رہا ہوں۔ عمران سے بات کیجیے۔“ عمران نے احتیاطاً بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے سردار۔ بات کرائیے۔“ دوسری طرف سے

سردار نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

اور عمران ان کے اس لہجے پر مسکرا دیا۔ کیونکہ سردار عمران کی اصل حیثیت کو جانتے تھے۔ لیکن ظاہر ہے وہ انتہائی ذمہ دار آدمی تھے۔ اس لئے انہوں نے بھی عمران کی اس احتیاط میں اس کا پورا پورا ساتھ دیا تھا۔

”عمران بول رہا ہوں سردار۔“ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”ہاں بولو۔ کیا بات ہے۔“ سردار کا لہجہ اس بار سپاٹ تھا۔

”سردار۔ سنا ہے آج کل آپ پیٹ کے درد کی دوپور ریسرچ کر رہے ہیں۔ لیکن سردہ چورن بیچنے والے تو بچانے کب سے آپ کا فارمولا چہا کر بازار میں چورن بیچتے پھر رہے ہیں۔“ عمران نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

”کیا بکواس کر رہے ہو۔ کیسی دوا کیسا چورن۔“ سردار کا لہجہ غصیل تھا۔

”یقین کیجیے۔ آج میں بازار سے گزرا تو ایک آدمی سائیکل پر چورن کی بوتلیں رکھے آواز لگا رہا تھا۔ کہ پیٹ کے درد کے لئے داوری چورن خریدیے اور آزما لیجیے۔ داوری چورن اندر اور پیٹ کا درد باہر۔ میں نے اس سے پوچھا کہ بھئی یہ داوری چورن کیا ہوتا ہے۔ تو کہنے لگا کہ سردار کا مخصوص فارمولا ہے۔“ عمران کی زبان چل پڑی۔

”تو کیا اس کو اس کے لئے مجھے ڈسٹرب کیا ہے تم نے۔ جا
ہو میں کتنا اہم کام کر رہا ہوں۔“ — سردار نے جھنجھلائے
لہجے میں کہا۔

”اس اہم کام کا کیا فائدہ۔ جو خفیہ ہی نہ رہ سکے اور بازار میں کا
رہا ہو۔“ — عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔
”کیا۔ کیا مطلب۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ صاف بات کہ
سردار کی ایک لخت چونکتی ہوئی آواز سنا دی۔

”پیٹ کی صفائی کے لئے ہی تو یہ چورن بے حد اکیسرتایا جاتا
سردار۔ لیکن آپ یہ تو سوچیں کہ آپ کا منصوبہ کتنی صفائی
لیک آؤٹ ہو گیا ہے۔“ — عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کہیں تم یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ میں جس منصوبے پر
کر رہا ہوں وہ لیک آؤٹ ہو چکا ہے۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ قنا
ناممکن۔“ — سردار کے لہجے میں سختی تھی۔

”آپ اس ایں۔ ایکس۔ بی۔ ون چورن پر ہی کام کر رہے ہیں
وہی پیٹ کے درد کا چورن۔“ — عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے اس چورن پر کا

رہا ہوں۔ لیکن تمہارے پیٹ میں یہ کیا درد اٹھ رہا ہے اچانک۔“
سردار نے عمران کی بات سمجھتے ہوئے جواب دیا۔ اس
کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کا عنصر بھی نمایاں

”میں درست کہہ رہا ہوں جناب۔ میں نے خود اس کے
چورن دیکھا ہے۔ لیکن شاید اسے پورے فارموں کا ابھی علم

ہے۔ اس لئے وہ صرف اسے داوری چورن کہہ رہا تھا۔ حالانکہ اسے
سردار داوری چورن کہنا چاہیے تھا۔“ — عمران نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

”دیکھو عمران۔ مجھے تمہاری ان باتوں سے شدید الجھن ہو رہی ہے۔
چورن وغیرہ کا قصہ مجھ سے نہیں بچ سکتا۔ تم کھل کر بات نہیں کر
لگتے۔“ — سردار نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد تیز لہجے
میں کہا۔

اور عمران سردار کی الجھن سمجھ گیا۔ سردار سائنسدان تھے جاسوس
نہ تھے کہ کوڈ ورڈز میں آسانی سے باتیں کرتے رہتے۔ انہیں واقعی
ہنی طور پر الجھن محسوس ہو رہی تھی۔

”کیا آپ کا فون کہیں سے سنا تو نہیں جا رہا۔“ — عمران
نے پوچھا۔

”اوہ نہیں۔“ — تم اس لئے ایسی باتیں کر رہے ہو کھل کر بات کر رہے
ہے اسے پہلے ہی سیکور کر لیا تھا۔“ — سردار نے چونک
کہا۔

”اچھا تو سردار صاحب۔ ایں۔ ایکس۔ بی۔ ون کی فائل کے
دل کے لئے ایک مجرم میدان میں آچکا ہے۔ اب بتائیے کہ یہ
سے لیک آؤٹ ہوا۔“ — عمران نے اس بار براہ راست بات
تے ہوئے کہا۔

یہ ناممکن ہے۔ لیبارٹری سے یہ راز کیسے لیک آؤٹ ہو سکتا ہے۔
بانتے ہو کہ یہاں کس قدر زبردست حفاظتی انتظامات ہیں۔“

”ایس۔ ٹی۔ طاہر۔ ہالینڈ گیا تھا۔ کیا ایس۔ ٹی۔ طاہر۔
لیبارٹری میں موجود ہے“ — عمران نے پوچھا۔
”ہاں۔ موجود ہے۔ اور وہ اس منصوبے پر کام کر رہا۔“

یس سر۔ میں طاہر پول رہا ہوں سر۔ موسم سے لمحے
 ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔ بولنے والے کے لہجے میں ملکی سی پریشانی
 لی لہر بھی موجود تھی۔ جیسے اس کے لاشعور میں کوئی خوف موجود ہو۔

"مسٹر طاہر۔ آپ ہالینڈ میں سائنس کانفرنس میں شرکت کرنے گئے تھے۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔
 "یس۔ حکومت کی طرف سے مجھے بھیجا گیا تھا۔"
 طاہر نے جواب دیا۔

"وہاں آپ کی ملاقات سائنسدانوں کے علاوہ کس کس آدمی ہوئی تھی۔ ذرا سوچ کر جواب دیجیے گا۔ کیونکہ ہمارے پاس آپ وہاں ملاقات کی مکمل تفصیل موجود ہے۔" عمران نے انتہا کمرخت لہجے میں کہا۔

"۔۔۔ مجھے تفصیل سے تو یاد نہیں ہے۔ کیونکہ ایک تو عرصہ کافی ہو گیا ہے دوسرا مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ مجھے اس قسم جواب دہی کرنی پڑے گی۔" طاہر نے اچھے ہوتے لہجے میں کہا۔
 "مسٹر طاہر۔ میرے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں یہ میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔" عمران نے لہجے کو اور زیادہ بناتے ہوئے کہا۔

"۔۔۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میں وہاں صرف تین دن تھا۔ اور اس دوران سائنسدانوں سے ملاقات کے علاوہ اور کسی میری بات نہیں ہوئی تھی۔ البتہ مجھے جس ہوٹل میں رکھا گیا تھا میری عدم موجودگی میں میرے کمرے کی تلاشی لی گئی تھی۔ میں جب اس پر احتجاج کیا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ تلاشی سرکاری طور پر کی انٹیلی جنس نے لی ہے۔ اور مقصد صرف حفاظتی اقدام ہے۔"
 طاہر نے جواب دیا۔

"آپ کو کیسے پتہ چلا کہ کمرے کی تلاشی لی گئی تھی۔ کیونکہ اگر تلاشی انٹیلی جنس نے لی تھی۔ تو وہ لوگ تو اسے ظاہر نہیں ہونے دیتے۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"۔۔۔ ویسے تو شاید مجھے معلوم نہ ہوتا لیکن میرے بیگ میں جو غذا کاغذات خاصے الٹ پلٹ ہو گئے تھے۔ جس سے میں چونکا تھا۔" طاہر نے کہا۔
 "آپ کے بیگ میں موجود منصوبے کے متعلق بھی کاغذات تھے۔" عمران نے پوچھا۔

"کاغذات تو نہیں تھے۔ البتہ میری پرسنل ڈائری میں اس کا ذکر ضرور تھا۔ لیکن بے حد مختصر الفاظ میں۔ صرف اپنی یادداشت کے لئے طور پر۔ کوئی واضح بات نہ تھی۔" طاہر نے اٹکتے ہوئے اب دیا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ کی کسی غیر متعلق آدمی سے ملاقات میں ہوئی۔" عمران نے پوچھا۔

"یس۔۔۔ مکمل یقین ہے۔ دراصل۔۔۔ میں انتہائی کم آمیز آدمی ہوں۔ میں ویسے بھی کسی سے ملاقات پسند نہیں کرتا۔ اور ویسے وہاں مجھے اتنی فرصت ہی نہیں ملی۔" طاہر نے جواب دیا۔
 "اور۔۔۔ آپ اپنی ڈائری سرور کو دے دیجیے گا۔ میں سے دیکھنا پسند کروں گا۔" سیور سردار کو دیکھیے۔" عمران نے کہا۔

"یس۔۔۔ دوسرے لمحے سردار کی آواز سنائی دی۔"

”سردار اور۔ ایس۔ ٹی۔ طاہر صاحب کی ڈائری آپ لے لیں۔ اگر ضرورت پڑی تو میں منگوالوں گا۔ گڈ بائی“۔ عمران نے کہا اور سردار کی بات سننے بغیر سیورہ دیکھ دیا۔

اُسی لمحے اس کے ذہن میں ایس۔ ٹی۔ طاہر کی بات سن کر عجیب سی کھلبلی مچ گئی تھی۔ کیونکہ اس کے دوست فرنیٹک کا تعلق ہالینڈ انٹیلی جنس سے تھا۔ اور فرنیٹک یہاں ریڈ۔ ٹی کے پیچھے آیا اور اس کے کہنے کے مطابق ریڈ۔ ٹی نے ہالینڈ میں کارروائی کی وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اچانک اُسے ایک خیال آیا۔ اس جلدی سے دوبارہ سیورہ اکٹھا کیا اور نمبر ڈائل کئے۔

”یس۔“۔ چند لمحوں بعد فائن کال آپریٹر کی آواز۔

”ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سپیکنگ۔ ہالینڈ کی انٹیلی جنس۔ چیف کا نمبر معلوم کر کے بات کراؤ“۔ عمران نے لہجہ بدل کر حکمانہ آواز میں کہا۔

”یس۔“۔ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔ عمران سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد سیورہ سے دوبارہ آواز نکلی۔

”یس۔ ہیگ سپیکنگ چیف آف انٹیلی جنس“۔

بھاری اور نامانوس آواز سنائی دی۔

”میں رحمان بول رہا ہوں۔ ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس آف پاکستان۔ عمران نے اپنے والد کی آواز سناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اُسے یقین

سردار رحمان کا تعارف لازماً مان سے ہوگا۔

”اوہ۔۔۔ رحمان صاحب۔ آپ۔ آج کیسے یاد کر لیا۔“۔ اچانک دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

”ایک بات پوچھنی تھی۔ یہ بتائیے کہ مسٹر فرنیٹک آپ کی انٹیلی جنس میں ہیں“۔

رحمان نے پوچھا۔

”مسٹر فرنیٹک۔۔۔ ہاں وہ میرا بڑا ذہین ادبی دارالاجنٹ ہے۔ کیوں آپ یوں پوچھ رہے ہیں۔“۔ ہیگ نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

”وہ آج کل یہاں پاکستان میں موجود ہیں۔ اور انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ ایک مجرم ریڈ۔ ٹی کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں آئے ہیں۔ ریڈ۔ ٹی نے ہالینڈ میں حکومت کے خلاف کارروائی کی ہے۔“۔ عمران نے ہونٹ پیچھے ہونے پوچھا۔

ریڈ۔ ٹی۔ مجھے تو اس نام کے کسی مجرم کا علم نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس مجرم کی کسی کارروائی کا سرکاری طور پر ہمیں علم ہے اور فرنیٹک پاکستان کیسے پہنچ گیا۔۔۔ وہ تو ایک ماہ کی میڈیکل رخصت پر ایکرمیمیا گیا ہوا ہے۔

ہیگ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”اچھا۔ یہ بتائیے کہ چند ماہ قبل ہالینڈ میں ایک سائنس کا نفرنس ہوئی تھی۔ کیا آپ کو یاد ہے۔“۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”ہاں ہاں مجھے یاد ہے۔ بہت بڑی کانفرنس تھی۔“۔ ہیگ نے جواب دیا۔

”اس کے حفاظتی اقدامات کا انچارج کون تھا۔“۔ عمران نے پوچھا۔

”مٹھریئے ایک منٹ۔ میں دیکھ کر بتا سکتا ہوں۔ ہو لڈ کیجیے۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو رحمان صاحب۔۔۔ چند لمحوں بعد ہیگ کی آواز سنائی دے
یس۔ فرمائیے۔۔۔“ عمران نے جواب دیا۔

”میں نے چپک کر لیا ہے۔ اس کانفرنس کے حفاظتی دستے کا اپنا
فرنیک ہی تھا۔ لیکن رحمان صاحب یہ سلسلہ کیا ہے۔ میں تو بڑی طرح
کیا ہوں۔۔۔ ہیگ نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

”پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں۔ فرنیک میرے لڑکے کے علی عم
آکسفورڈ میں کلاس فیلو اور دوست رہا ہے۔ اس حیثیت سے وہ مجھے
آیا تھا تو بات چیت میں ریڈ۔ ٹی اور پھر اس کانفرنس کا ذکر آ گیا۔ میر
سوچا کہ چلو آپ سے تصدیق بھی کروں اور ملاقات کی تجدید بھی ہو جائے
عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ ہیگ کو فوری طور پر چونک
چاہتا تھا۔

”لیکن اس نے کیسے کہہ دیا کہ ریڈ۔ ٹی کوئی مجرم ہے اور اس نے ہا
میں کوئی کامروائی کی ہے۔ اور پھر وہ ایکرمیا سے پاکیشیا کیسے پہنچا
ہیگ ابھی تک الجھا ہوا تھا۔

”میرے خیال میں اس نے مجھ پر رعب جانے کے لئے ایک فرضی
کا نام لے دیا۔ ہوگا۔ اور باقی رہی پاکیشیا آنے والی بات۔ تو وہ میر
لڑکے کے ساتھ ہی آیا ہے۔۔۔ میرا لڑکا ایکرمیا گیا ہوا تھا وہاں دونوں
ملاقات ہو گئی اور پھر میرے لڑکے کے اصرار پر وہ اس کا مہمان بن کر
آیا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔۔۔ اچھا اچھا۔۔۔ میں سمجھ گیا۔ ویسے وہ ہمارا اچھا اکیٹ۔

”کوئی بات۔۔۔“ ہیگ نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو۔۔۔ اچھا خدا حافظ۔“ عمران نے کہا۔ اور پھر ایک
لنگے سے سیو۔ رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لہرا رہی
تھی۔ جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

”اسی لمحے اس کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں تو اس نے چونک کر گھڑی کا ونڈیشن
دیا۔ تو ڈائل پر چھوٹا مہندسہ تیزی سے چلتے بچھنے لگا۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔ ٹائیگر کالنگ اوور۔“ گھڑی میں سے ٹائیگر کی مخصوص
آواز سنائی دی۔

”یس۔ عمران اسٹنڈنگ اوور۔“ عمران نے اصل لہجے میں
اب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کے فلیٹ کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے۔ لیکن یہ
نگرانی بڑی جدید قسم کی مشینری سے کی جا رہی ہے۔ ایک سیاہ رنگ
کا۔ آپ کے فلیٹ سے کافی دور ایک گلی میں گھڑی ہے۔ جس میں
افراد موجود ہیں۔ وہ مشین کے ذریعے وہاں سے باقاعدہ آپ کے فلیٹ
بہر اور اندر سے دیکھ رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے
فلٹ میں ہونے والی ہر فون کال بھی باقاعدہ ٹیپ کی جا رہی ہے۔ میں
یہ ساری چیکنگ اس اسے۔ گائیگر سے کی ہے جو میں آپ کے رقعے
لے آیا تھا اور۔“ ٹائیگر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”گڈ۔۔۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر وہ سپیشل گائیگر استعمال نہ کیا جاتا
تو نگرانی کسی صورت نظردں میں نہ آتی اور۔“ عمران نے مسکراتے
تے جواب دیا۔

"یس سر۔۔۔ ہمیں تو اندازہ بھی نہ ہو سکتا تھا کہ اس طرح بھی ننگ جاسکتی ہے اور۔۔۔" ٹائیگر نے کہا۔
 "تم وہیں کٹھرو۔ میں صفدر اور کیپٹن شکیل کو بھیجتا ہوں۔ وہ ار کو کار سمیت دانش منزل پہنچا دیں گے اور۔۔۔" عمران نے کہا
 "ٹھیک ہے جناب۔۔۔ میں کیفے روم کے سامنے موجود۔۔۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

اور عمران نے اور اینڈ آف کہہ کر گھڑی کا ونڈیشن دبا کر مالا کیا اور پھر سیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ ابھی اس آدھے ہی نمبر ڈائل کئے تھے کہ اچانک رک گیا۔ اور ایک طویل لمبے کہ سیور واپس رکھ دیا۔ اُسے درمیان میں خیال آیا تھا کہ ممبر کی بجائے دوسرے خفیہ ٹھکانوں پر ہیں جہاں ٹیلی فون نہیں ہیں۔ اس نے اٹھ کر الماری میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر سب فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ عمران کالنگ اور۔۔۔" عمران نے بار بار یہ دوہرا نثار شروع کر دیا۔

"یس۔۔۔ صفدر اسٹنڈنگ اور۔۔۔" چند لمحوں بعد صفدر آواز سنائی دی۔

"صفدر۔۔۔ تم کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر میرے فلیٹ۔۔۔ مقابل ذرا ہٹ کر کیفے روم کے سامنے پہنچ جاؤ وہاں ٹائیگر موجود وہ تمہاری راہنمائی ایک گلی کی طرف کرے گا۔ جس میں ایک کار دو سمیت موجود ہے۔۔۔ تم نے ان دونوں آدمیوں کو اغوا کر۔

اس کار سمیت دانش منزل پہنچا رہے۔ تمام کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیے۔ کاریں ایسی مشینری موجود ہے جس سے میرے فلیٹ کی نگرانی کر سکتے ہیں اُسے نقصان نہ پہنچے۔ اور ہیڈ کوارٹر پہنچ کر چیف اس کو رپورٹ کرنا باقی ہدایات وہی دیں گے اور۔۔۔" عمران نے تجویز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ ہم ابھی پہنچ جاتے ہیں اور۔۔۔" صفدر نے جواب دیا اور عمران نے اور اینڈ آف کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اُسی لمحے آپریشن روم میں گھنٹی بجنے کی تیز آواز سنائی دی اور کمرسی پر بیٹھے عمران نے چونک کر سامنے دروازے کے اوپر لگی ہوئی سکرین پر دیکھا جس پر دانش منزل کے پھاٹک کا بیرونی منظر نظر آ رہا تھا۔ اور سکرین پر بلیک زیرو منہ اٹھائے کھڑا تھا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے میز کے کنارے پر لگا ہوا بین دبا یا تو پھاٹک کھلتا دکھائی دیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین آف ہو گئی۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو آپریشن روم میں داخل ہوا۔

"یہ تم پھاٹک پر اونٹ کی طرح منہ اٹھائے کیوں کھڑے تھے" عمران نے اس کے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا۔

"اس لئے تاکہ آپ اطمینان سے چہرہ سکرین پر دیکھ سکیں" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کمرسی پر بیٹھ گیا۔
 "لیکن شکیل تو مجھے نظر آتی نہیں" عمران نے کہا۔

"وہ یہاں آپریشن روم میں جو بیٹھی تھی پھاٹک پر کیسے نظر آ جاتی" بلیک زیرو نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اور عمران اس کے خوب صورت

جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر منہس پڑا۔ وہ جس طرح خود فقرے چست لطف لیتا تھا اسی طرح وہ سروں کی طرف سے چست کئے گئے غولہ فقروں پر بھی پورا پورا لطف لیا کرتا تھا۔

"اس کا مطلب ہے۔۔۔ باہر کی ہوا تمہیں ماس آتی ہے۔۔۔"

نئے منہس ہوئے کہا۔

"اب اتنی بھی ماس نہیں کہ آپ مجھے باہر کی ہوا کھلانے کے چوک سیکرٹ سروں سے ہی فارغ کر دیں۔۔۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور عمران ایک بار پھر منہس پڑا۔

"اچھا اب تم اندر کے ماحول سے ایڈجسٹ ہو چکے ہو گے۔۔۔ رپورٹ دو کیا تیرا ماد آتے ہو۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے "تیرا ماد کہ نہیں بلکہ کھا کر آیا ہوں۔۔۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"إِنَّا إِلَهُكُمْ وَإِنَّا إِلَيْكُمْ رَاجِعُونَ۔۔۔ پھر چاول وغیرہ کب کو ملیں گے۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چاول کھانے کی بھی نوبت آجائے گی۔ فی الحال یہ دیکھئے۔"

بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور حبیب سے اس نے ایک سی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھادی۔

"یہ کیا ہے۔۔۔ عمران نے چونک کر ڈائری بلیک زیرو کے سے لیتے ہوئے کہا۔

"اس میں ایک صفحہ میں نے موڑ دیا ہے۔ اسے پڑھ لیں۔"

بلیک زیرو کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ اور عمران نے ڈائری کھول کر

دق سیدھا کیا اور پھر اس سے پڑھنے لگا۔

"ہوں۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔ میرا اندازہ درست نکلا۔ فرنیٹک وہ نہیں جو اپنے آپ کو ظاہر کر رہا ہے۔ ویسے بھی میں نے تمہارے جلنے کے بعد اس بارے میں خاصی تصدیق کر لی ہے۔۔۔ عمران نے ڈائری بند کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے بلیک زیرو کو سردا سردا پھر ہالینڈ کے انٹیلی جنس کے چیف ہیگ سے ہونے والی بات چیت سنادی۔

"اور۔۔۔ تو پھر یہ ریڈ۔ ٹی یقیناً یہ فرنیٹک خود ہی ہو گا۔ یہ ڈبل کر اس کو رہا ہے۔ اور انٹیلی جنس کا آفیسر بھی ہے اور ادھر مجرم بن کر بھی کارروائیاں کرتا پھر رہا ہے۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔ اس ڈائری سے بات واضح ہو گئی ہے۔ وہ خود ریڈ۔ ٹی نہیں ہے۔ بلکہ اس نے پورا گروپ ترتیب دیا ہوا ہے۔ جس کا انچارج تو ریڈ۔ ٹی ہے۔ لیکن ریڈ۔ ٹی کا باس یہ فرنیٹک ہے۔ ورنہ ڈائری میں صرف وہ ریڈ۔ ٹی لکھتا۔۔۔ ریڈ۔ ٹی کے ساتھ چیف باس کا لفظ نہ لکھتا۔ اور اب مجھے اس کا طریقہ کار بھی سمجھ آ گیا ہے۔ ریڈ۔ ٹی دارداتیں کرتا ہے۔ اور یہ انٹیلی جنس آفیسر بن کر اس ملک کی انٹیلی جنس کے ساتھ کام کرتا ہے۔ اس طرح ریڈ۔ ٹی کے خلاف ہونے والی تمام کارروائی سے پوری طرح آگاہ رہتا ہے۔ اور ظاہر ہے عین موقع پر ریڈ۔ ٹی کو ہدایات مل جاتی ہوں گی۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن سردا سردا اور ہیگ سے تو بات اب ہوئی ہے۔ اس سے پہلے آپ کو فرنیٹک پر کیسے شک ہوا۔ جو آپ نے مجھے اس کے کمرے

کی تلاشی کے لئے بھیجا۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"شک مجھے اس لئے پڑا تھا کہ فرنیٹ سیکرٹ مروس —
ہیڈ کوارٹر کی مسلسل ٹوہ میں تھا۔ اس کا بار بار اصرار یہی تھا کہ کسی طرہ
ہیڈ کوارٹر کا پتہ چل جائے۔ اور ہیڈ۔ ٹی نے بھی ہیڈ کوارٹر کا
پتہ چلانے کے لئے سارا کھیل کھیلا۔ بہر حال پہلے تو صرف شک
تھا۔ اب تو مسئلہ حل ہو گیا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہ
ادھر پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کو فی بات کرتا۔ تیز سیٹی کی آ
ایک بار پھر گونجی اور اس بار عمران اور بلیک زیرو دونوں نے چونک کر
دروازے کے اوپر لگی ہوئی سکرین کو دیکھا۔ پھاٹک کے باہر ایک
رنگ کی کار کھڑی تھی اس کے پیچھے سفید رنگ کی کار تھی۔ سیاہ
کی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن شکیل بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ پچھلی
کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔
عمران نے ہاتھ بڑھا کر پھاٹک کھولنے والا بٹن دبا دیا تو پھاٹک
لگا اور اس کے ساتھ ہی سکرین آف ہو گئی۔

"یہ کسے آئے ہیں۔" بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا
"میں یہاں تمہاری کرسی پر تمہاری طرح فارغ تو بیٹھنے سے رہا۔
لے میں نے سوچا کہ چلو کچھ کام ہی کر لیا جائے۔" عمران —
مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ آپ نے تو اس کرسی پر بیٹھتے ہی بنجانے کیا کیا کر ڈ
بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔
"بھئی رزق حلال کھانا چاہیے۔" عمران نے سر ملاتے ہوئے

اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

اُسی لمحے میز کے کنارے سے صفدر کی آواز ابھری۔

"— صفدر بول رہا ہوں۔ دونوں آدمیوں کو گیسٹ روم میں
ڈال دیا گیا ہے وہ بے ہوش ہیں۔ کار پشیل گیراج میں ہے۔ مشین اس
میں موجود ہے۔" صفدر کی مودبانہ آواز سنائی دی۔
"کوئی پریشانی تو نہیں ہوتی۔" عمران نے ایک ٹوکے لہجے
میں کہا۔

"نہیں۔" عمران صاحب کی ہدایت کے مطابق ہم ٹائیگر سے
ملے اور پھر اس کار تک پہنچے۔ وہ لوگ کار کے اندر اطمینان سے بیٹھے
ہوئے تھے۔ گلی سنسان تھا اس لئے انہیں سر پر ضربیں لگا کر بیہوش
کر دیا گیا۔ پھر چونکہ ہم نے یہاں آنا تھا اس لئے ٹائیگر وہیں سے چلا گیا۔
وہ ہم انہیں کار سمیت لے کر یہاں آ گئے۔" صفدر نے جواب دیا
"ٹھیک ہے اب تم دونوں جا سکتے ہو۔" عمران نے مخصوص لہجے
میں کہا اور ساتھ ہی اس نے پھاٹک کھولنے والا بٹن دبا دیا۔

"یہ کون لوگ ہیں عمران صاحب۔" بلیک زیرو نے پوچھا اور
عمران نے اسے مختصر طور پر بتا دیا۔

"میں ذرا ان سے ان کے ہیڈ کوارٹر کا پوچھ لوں۔" عمران نے
کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ملادیا۔ عمران تیز تیز
بہم اکھٹا آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔

"باس آپ کو رپورٹ تو ساتھ ساتھ مل رہی ہے۔ ویسے ابھی تھوڑی دیر پہلے مارش کی کال آئی تھی۔ اس نے جتنی طور پر پتہ چلا لیا ہے کہ مطلوبہ فائل سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں ایکسٹو کی تحویل میں ہے۔ لیکن چونکہ اب اب ہیڈ کوارٹر کا اتنے پتہ معلوم نہ ہو رہا تھا اس لئے مارش نے ایک اور حل نکالا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو جانے ہیں۔ یہ سیکرٹری جاری ہیڈ لسٹ میں تھا لیکن یہ اس لئے قتل ہونے سے بچ گیا کہ یہ ان دنوں ملک سے باہر تھا۔ چنانچہ میں نے اُسے حکم دے دیا ہے کہ وہ سر سلطان کو فوری طور پر اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر میں لے آئے۔ میرا خیال ہے کہ اس بار ہم کامیاب رہیں گے۔" ریڈ۔ ٹی نے جواب دیا۔

"گڈ۔ اچھا آئیڈیا ہے۔" فرنیک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ویسے باس ہمارے سائیڈ مشن اب تک کامیاب جا رہے ہیں۔ ابھی وزیر وٹ نے اطلاع دی ہے کہ حکومت کے تین اہلکار اعلیٰ اہمیت پر ختم ہو چکے۔ چنانچہ میں نے اسے فائل کال دے دی ہے۔ کہ وہ وزیر اعظم اس کی کابینہ کو ہٹ کرنے کی دھمکی دے دے۔ اور ساتھ ہی دوا رب لے لے کی ڈیمانڈ بھی دے دے۔ وزیر وٹ کا خیال تھا کہ حکومت فوراً رقم دینے پر تیار ہو جائے گی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ کامیشن نمبر دو ناکام ہو گیا ہے۔ ہاں اگر ان کامیشن نمبر تین کامیاب ہو گیا تو پھر حکومت بوکھلا جائے گی۔ بہر حال ڈیمانڈ تو ان تک پہنچ جائے۔ بعد میں ہو گا دیکھا جائے گا۔" ریڈ۔ ٹی نے کہا۔

"بیج۔ بیج۔ چیف باس آپ اور یہاں۔" ریڈ۔ ٹی۔
منہ سے حیرت زدہ آواز نکلی۔ کیونکہ دروازے پر فرنیک کھڑا تھا۔
کامیاب باس۔

"کیوں میں یہاں نہیں آسکتا۔" دروازے میں کھڑے
فرنیک نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"مل۔ لیکن باس پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔" ریڈ۔ ٹی۔
بوکھلائے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"لیکن اب تو ہو گیا ہے۔ بیٹھو۔" فرنیک نے یکے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور خود آگے بڑھ کر میز کے سامنے رکھی کر۔
بیٹھ گیا۔ ریڈ۔ ٹی بھی سر جھٹکتا ہوا دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ البتہ
کے ہرے پر ابھی تک حیرت کے آثار موجود تھے۔
"میشن کی کیا پوزیشن ہے۔" فرنیک نے کراخت لہجے میں

اس کے پیچھے تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے کے دروازے پر پہنچے جس کے سامنے دو مسلح آدمی موجود تھے۔ انہوں نے ان دونوں کو دیکھ کر ہاتھ باندھ کر انداز میں سلام کیا اور پھر ریڈ۔ٹی کے اشارے پر دروازہ کھول دیا۔ ریڈ۔ٹی اور فرنیٹ اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک بڑا مال کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک کرسی پر سر سلطان رسیوں سے بنا ہوئے بیٹھے تھے۔ ان کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔ وہ بے ہوش تھے۔ سر پر ہاتھ اور غل جمنے کا نشان بھی نمایاں تھا۔ دروازے کے قریب ہی دو آدمی دیوار کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ جب کہ ایک آدمی کرسی کے کھڑا تھا۔

”اسے ہوش میں نہیں لے آئے مارٹن“۔ ریڈ۔ٹی نے کرسی قریب پہنچتے ہی ساتھ کھڑے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔
”آپ نے حکم تو نہیں دیا تھا باس۔ اب لے آتا ہوں۔“
کہا۔ اور مڑ کر پوری قوت سے سر سلطان کے چہرے پر تھپڑ مارا۔ تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ ایک ہی تھپڑ سر سلطان کو ہوش کی دلدلی میں لایا اور انہوں نے کمرہ آ کر آنکھیں کھول دیں۔ مارٹن دوسرا تھپڑ مارا۔ تھپڑ فرنیٹ نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ اور مارٹن سر جھکا پیچھے مٹ گیا۔

”تم کون ہو۔“ اور میں کہاں ہوں۔“ سر سلطان نے اسے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
”تم ہماری قید میں ہو۔“ سر سلطان نے تمہیں شاید معلوم ہو گیا۔

تم بھی ہماری ہٹ لسٹ میں تھے۔ لیکن بیرون ملک کے دورے کی وجہ سے تم بچ گئے تھے۔ لیکن ہم اپنی ہٹ لسٹ کو ہر صورت میں مکمل کرنے کے عادی ہیں۔“ ریڈ۔ٹی نے بڑے حکمانہ لہجے میں سر سلطان سے اطمینان ہو کر کہا۔

”اوہ اوہ۔“ تو تم ریڈ۔ٹی کے آدمی ہو۔“ سر سلطان نے نٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”آدمی نہیں۔ میں خود ریڈ۔ٹی ہوں۔ سمجھے۔ اب تم مرنے کے لئے تیار جاؤ۔ لیکن ہاں ایک صورت میں تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے۔ اگر تم سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتا دو۔“ ریڈ۔ٹی نے سخت لہجے میں کہا۔

”سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر۔“ مجھے کیا معلوم۔ میرا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ میں تو وزارت خارجہ سے متعلق ہوں۔“ سر سلطان نے گھبرائے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آخری بار کہہ رہا ہوں کہ پتہ بتا دو تو میں تمہاری جان بخشی کر سکتا ہوں۔ یہاں موجود مشین گنوں کے پورے برسات ایک لمحے میں تمہاری چھٹی کمرے کے۔“ ریڈ۔ٹی نے چختے ہوئے کہا۔

”تم جو چاہو کرو۔ جب مجھے معلوم ہی نہیں تو میں بتاؤں گا کیا۔“ سر سلطان کے لہجے میں اعتماد تھا۔

”سنو بوڑھے۔ تم ریڈ۔ٹی کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ میں چاہوں تو اسے دماغ کے اندر جھانک کر سب کچھ معلوم کر سکتا ہوں۔ لیکن اس بات میں تمہاری بوڑھی کھوپڑی چٹخ جائے گی۔“ ریڈ۔ٹی نے

ہونٹ بھیجتے ہوئے کہا۔

”کھردریڈ۔ ٹی میں پوچھتا ہوں دیکھو یہ کیسے طوطے کی طرح بتا اچانک قریب کھڑے فرنیک نے تیز لہجے میں کہا۔

اور ریڈ۔ ٹی حیرت سے فرنیک کو دیکھنے لگا۔ فرنیک آگے بڑھا سر سلطان کے بالکل سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سر سلطان آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ لیکن سر سلطان کی آنکھوں میں تاثر نہ تھا وہ بالکل سپاٹ تھیں۔ اچانک فرنیک نے اپنی دائیں گال کو نادبایا جیسے سر سلطان کو آنکھ مار رہا ہو اور سر سلطان ایک نوجوان طرح چوک پڑے۔

”سر سلطان۔ میں عمران کا کلاس فیلو اور دوست فرنیک ہوں میرا تعلق بالینڈ کی انٹیلی جنس سے ہے۔ مسئلہ ایسا ہے کہ اگر آپ سر سلطان کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتا دیں تو یقین کریں آخر کار فائدہ پاکیشیا کا گا۔“ فرنیک نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔۔۔ اگر تم عمران کے دوست ہو تو پھر تم اس مجرم کے سا کھڑے ہو۔ یہ تو تمہیں باس کہہ رہا ہے۔“ سر سلطان نے بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”آپ اس مسئلے کو نہیں جانتے۔ یہ پیچیدہ چکر ہے۔ آپ کا اس کرنا فضول ہے۔“ فرنیک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھ سے عمران نے تمہارے بارے میں ذکر کیا ٹھیک ہے میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔ لیکن اس طرح نہیں۔ یہ مسلح اچھے جائیں تب بتاؤں گا۔“ وہ نہ میرا ضمیر مجھے ہمیشہ کچھ کے

ہے گا۔ کہ میں نے جان بچانے کے لئے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتایا ہے۔“ سر سلطان نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ریڈ۔ ٹی مسلح افراد کو باہر بھیج دو۔“ سر سلطان درست لہجے میں ہے۔“ فرنیک نے مرکز ریڈ۔ ٹی سے کہا۔

”مگر باس۔“ ریڈ۔ ٹی نے کچھ کہنا چاہا۔

”جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔“ فرنیک نے سخت لہجے میں کہا۔

ریڈ۔ ٹی نے مسلح افراد اور مارٹن کو کمرے سے باہر جانے کے لئے کہا۔

”مسلح افراد خاموشی سے دروازے سے باہر نکل گئے۔ مارٹن بھی ان کے پیچھے تھا۔“

”دروازہ اندر سے بند کر دو ریڈ۔ ٹی تاکہ سر سلطان کو پوری طرح تسلی دجائے۔“ فرنیک نے کہا۔

اور ریڈ۔ ٹی سر ہلاتا ہوا مرکز دروازے کی طرف بڑھا لیکن دوسرے لمحے فرنیک نے ایک سخت گھوم کر پوری قوت سے اس کی گدی پر مٹھیلی کی۔

”دار ضرب لگائی اور ریڈ۔ ٹی چیختا ہوا منہ کے بل فرش پر گر لیا۔ اسی لمحے فرنیک کی لات حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی نو پوری قوت نیچے گر کر پٹنے کی کوشش کرتے ہوئے ریڈ۔ ٹی کی کنپٹی پر پڑی۔ اور۔۔۔ ٹی کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی۔ اور اس کے ہاتھ پیر نکلیں

مٹے ہوئے گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ فرنیک اس کے بیہوش تے ہی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے اسے اندر لاک کر دیا۔

”کیا تم واقعی عمران ہو۔“ سر سلطان کے لہجے میں حیرت

بھری آواز نکلی۔

"آئی کوڈ میں ساری بات سمجھنے کے باوجود ابھی تک آپ پوچھ رہے ہیں کہ زلیخا مرد بھتی یا عورت"۔ فرنیکی نے مرکر مسکراتے ہوئے عمران کی اصل آواز میں کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے تیزی سے سلطان کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔

"لیکن تم یہاں اتنے اطمینان سے موجود ہو۔ میں تو واقعی بڑی گیتھا"۔ سلطان نے کہا۔

"آپریشن مکمل کرنے سے پہلے مجھے پتہ چل گیا کہ آپ کو اغوا یہاں لایا جا رہا ہے۔ اس لئے میں فائنل کال دینے سے رک گیا۔ آپ کو ختم نہ کر دیا جائے یا کہیں اور نہ لے جایا جائے"۔ نے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے ایک کونے میں موجود میز پر پڑے انٹرکام کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے جلدی سے انٹرکام کا رسیور اٹھالیا۔
"یس"۔ رسیور سے ایک بھاری سی آواز ابھری۔
"مارٹن سے بات کراؤ۔ اُسے اپنے پاس بلا لو۔ ایک ضرور ہے"۔ عمران نے ریڈیو ٹی کے لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ اچھا باکس"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ ادلمحے خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد مارٹن کی حیرت بھری آواز پر گونج اٹھی۔

"یس باکس"۔ مارٹن کے لہجے میں حیرت تھی کہ اُسے تہہ غلنے سے بلا کر انٹرکام پر بات کیوں کی جا رہی ہے۔

"مارٹن۔ ایک اہم مسئلہ سامنے آ گیا ہے۔ یہاں ہیڈ کوارٹر میں جتنے ہی افراد موجود ہیں۔ انہیں اکٹھا کر کے بڑے ہال میں پہنچ جاؤ۔ چیف اس اور میں ابھی وہاں پہنچ رہے ہیں۔ جلدی کرو وقت بے حد کم ہے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن باکس"۔ مارٹن نے اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔
"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کروائسنس"۔ عمران نے انتہائی کراخت لہجے میں کہا۔

"یس باکس"۔ مارٹن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور دکھ دیا۔ اور پھر اس نے حبیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا باکس نکالا۔ اور اس کی سائیڈ میں لگا ہوا ایریل کھینچ کر اُسے اونچا کیا۔ اور پھر باکس کی سائیڈ میں موجود بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو"۔ پرنس آف ڈھمپ کا لنگ اور"۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس"۔ جولیابول رہی ہوں اور"۔ دوسری طرف سے جولیابول کی آواز سنائی دی۔

"جولیا۔ تمام ممبرز کو بٹنی کے گرد پہنچ چکے ہیں اور"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ سب موجود ہیں۔ اور تمہاری طرف سے کاشن کا انتظار تھا اور"۔ جولیا نے جواب دیا۔

"سنو"۔ کوٹھی کی مین عمارت میں برآمدے کے سامنے ایک گینداری

ہے۔ اس گیلری کے دائیں طرف پہلا دروازہ ایک بڑے مال کمرے کا
یہاں موجود تمام مسلح افراد اس مال کمرے میں جمع ہیں۔ تم صفدر کو پہلے
بھیجو۔ اس کے پاس گیس بم ہیں وہ اس مال کمرے میں گیس بم پھینکے گا
سب لوگ بے ہوش ہو جائیں تو سارے نمبر زائد داخل ہو کر انہیں کو
گے۔ اس کے بعد مجھے کال کرنا۔ اور اینڈ آل۔ — عمران
تیز لہجے میں کہا۔ اور نائیک کا بٹن دبا دیا۔

”تو تم پہلے سے تیار ہو کر آئے تھے“ — سلطان نے
ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔۔۔ اور میں یہاں قتل و غارت اس لئے نہیں چاہتا کہ یہاں
قریب ہی وہ ہوٹل ہے جہاں اصل فرنیچ موجود ہے۔ اس لئے ہو
کہ یہاں فائرنگ یا دھماکوں کی آوازیں اس تک پہنچ جائیں۔“ — عمر
کہا اور سلطان نے سر ہلا دیا۔ ان کے چہرے پر عمران کے
تحسین کے آثار موجود تھے۔

شیلے کے فون کی گھنٹی بجتے ہی فرنیچ نے چونک کر فون کی طرف
دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھا لیا۔

”یس۔۔۔ فرنیچ کے لہجے میں سختی تھی۔

”ریسیشنٹ بول رہا ہوں جناب۔ ایک صاحب علی عمران آپ سے ملنا
چاہتے ہیں۔“ — ایک موڈ بانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران۔۔۔ اوہ ٹھیک ہے۔ انہیں بھیج دو۔“ — فرنیچ
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور سیور رکھ دیا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں
حیرت کے تاثرات موجود تھے۔ کیونکہ علی عمران پہلی بار اس کے کمرے
میں ملنے آ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ اور فرنیچ نے اٹھ کر
دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر واقعی عمران کھڑا تھا۔ اس کا لباس خاصا
مضحکہ خیز تھا۔۔۔ سرخ پتلون۔ زرد قمیض اور نیلا کوٹ۔ اور چہرے پر

حماقتوں کا آبشار پوری آب و تاب سے بہہ رہا تھا۔

”آئی کم ان سر“ — عمران نے دروازہ کھلتے ہی ہاتھ اٹھا دیے یوں کہا جیسے طالب علم کلاس روم میں داخل ہوتے وقت سے اجازت طلب کرتا ہے۔

”ادہ — عمران تم۔ آؤ آؤ“ — فرنیک نے مسکرا کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

اور عمران اس طرح ہما سہما اندر داخل ہوا جیسے واقعی وہ انتہا فرمانبردار اور سعادتمند طالب علم ہو۔

”آج میں کیسے یاد آگیا“ — فرنیک نے مسکرا کر کرسی پر بیٹھنا پوچھا۔

”یار آخر تم میرے دوست بھی ہو۔ مہمان بھی ہو۔ میں نے سوچا کہ کہا واپس جا کر یہ گلہ نہ کرو کہ پاکیشیا والے اچھے میزبان نہیں ہوتے عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا اور فرنیک بے اختیار ہنس پڑا۔

”شکر ہے تمہیں میزبانی کا خیال تو آگیا۔ ورنہ سچ پوچھو تو میں تمہارے رویے سے بڑا مایوس ہوا تھا۔“ — فرنیک نے سنجہ ہو کر کہا۔

”آج میں تمہارے تمام گلے شکوے دور کر دوں گا۔ آخر تم میرے دوست ہو۔ کوئی مذاق تو نہیں۔ ہاں یار وہ مجھے یاد آگیا۔ تم سیکر سروس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں پوچھ رہے تھے وہ میں نے چلا لیا ہے۔“ — عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”پتہ چلا لیا ہے۔ کہاں ہے وہ“ — فرنیک نے اشتیاق

لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں ایک لخت چمک ابھرتی۔

”لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ تم وہاں جا کر کدو گے کیا۔ وہ تو بڑا ویران سا کھنڈر ہے۔ اُتو بولتے ہیں وہاں“ — عمران نے کہا۔

”تم بتاؤ تو سہی“ — فرنیک نے کہا۔

”سپیشل جیل کے اندر ہے ہیڈ کوارٹر۔ سپیشل جیل دیکھی ہے تم نے“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”سپیشل جیل — کیا مطلب — کیا بکو اس کر رہے ہو“ — فرنیک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”مذاق نہیں کرو رہا۔ سچ کہہ رہا ہوں۔ اور ہاں وہ تمہارا ریڈ۔ ٹی بھی وہاں پہنچ چکا ہے۔ لیکن یا اس کے پاس تو رقم بھی موجود نہیں ہے وہ تو قسمیں کھاتا ہے کہ میں نے ہالینڈ میں کوئی رقم نہیں کمائی“ — عمران نے کہا۔

”گگ — گگ — کیا کہہ رہے ہو“ — فرنیک نے ایک لخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے — کیا ہوا۔ کیا کرسی میں کھٹل ہیں۔ یار یہ ہوٹل دلے بڑے بتمیز ہیں۔ کرایہ تو سینکڑوں میں لیتے ہیں۔ لیکن کرسیوں میں کھٹل اس طرح پال رکھے ہیں جیسے پالتو جانور ہوں“ — عمران نے منہ بنا سٹے ہوئے کہا۔

”عمران سچ سچ بتاؤ۔ تم یہاں کیوں آئے ہو“ — فرنیک کا لہجہ ایک لخت سخت ہو گیا۔

”سچ تو بتا رہا ہوں۔ یار آخر میزبانی بھی تو کوئی چیز ہے۔ اگر یقین نہیں آ رہا

تو آؤ چلو میں تمہیں سپیشل جیل لے چلتا ہوں۔" — عمران نے اُسی طر
مطہن ہجے میں کہا۔

"ریڈ۔ ٹی وہاں کیسے پہنچ گیا۔" — فرنیک نے ہونٹ کٹتے
پوچھا۔ وہ بڑے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ جیب
رینگ چکا تھا۔

"بھئی جیل میں لوگ کیوں جلتے ہیں۔ ظاہر ہے جو کم کرتے ہیں تو جلا
ہیں۔ پھر ریڈ۔ ٹی نے تو خاصا اودھم مچا رکھا تھا۔ کسی اعلیٰ عہدیدار قتل کر
پادر ہاؤس کو اچھا خاصا نقصان پہنچا لیا۔ اب وہ ڈیم کو تباہ کرنے
تیار ہی کر رہا تھا۔ ظاہر ہے اس کے بعد جیل ہی ٹھکانہ ہو سکتا ہے۔
تمہیں یہ بات سن کر اتنی حیرت کیوں ہو رہی ہے۔ تم تو خود انیشلی جنس
آفیسر ہو۔ تمہارا تو کام ہی مجرموں کو جیل پہنچانا ہے۔" — عمران۔

کہا۔
"مجھے یقین نہیں آ رہا۔" — فرنیک کے چہرے پر شدید تڑ
کے آثار تھے۔

"ہاتھ لنگن کو آرسی کیا۔ آؤ چل کر دکھا دیتا ہوں۔" — عمران۔
بڑے سادہ ہجے میں کہا۔

"تم نے دیکھا ہے ریڈ۔ ٹی کو۔" — فرنیک نے چند لمحے خام
منے کے بعد کہا۔

"نہ صرف اُسے دیکھا ہے بلکہ اس کے چیف باس کو بھی دیکھا۔
کہو تو اس کا حلیہ بھی تباہوں۔ ویسے حلیہ بتانے کی ضرورت نہیں
دیکھ لو تو سب کچھ سامنے آ جائے گا۔" — عمران نے بڑے معص

سے ہجے میں کہا۔ اور فرنیک کا چہرہ یک لخت مسخ ہو گیا۔ اس نے
انتہائی پھرتی سے جیب سے ہاتھ باہر نکالا۔ لیکن دوسرے لمحے ہلکا سا
دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ہاتھ میں نظر آنے والا ریوا اور اڑ کر دور جا گرا۔
عمران کے کوٹ کی جیب میں سوراخ البتہ نظر آنے لگا گیا تھا۔

"اتنی بھی جلدی کیا تھی مسٹر فرنیک عرف چیف باس آف ریڈ۔ ٹی۔
ایسے لوگ ٹھنڈا کر کے کھلتے ہیں۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اُسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض
ہاتھ میں ریوا اور پکڑے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے چار مسلح باوردی آدمی
تھے۔

خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو۔" — فیاض نے جومی طرح دھاڑتے ہوئے
کہا۔

"آہستہ۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض آہستہ۔ یہ بھی تمہارے ہی ٹھکے اور
تمہارے ہی۔ ایک کا آفیسر ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور فرنیک کی آنکھیں تیزی سے پھلتی چلی گئیں۔
تت۔ تت۔ تم مجھ پر کوئی الزام ثابت نہیں کر سکتے۔
فرنیک نے رک رک کر کہا۔

"بھئی میں نے تو سو پر فیاض کی بڑی منتیں کی ہیں کہ وہ ٹل جاتے آخر تم
برے دوست اور کلاس فیلو رہے ہو پھر خلتے پڑے لکھے ہو آکسفورڈ
مے ڈاکٹریٹ کی ڈگری تم نے حاصل کر رکھی ہے۔ لیکن یہ ماننا ہی
ہیں۔ اب کیا کروں مجبور ہی ہے۔ آفیسر آدمی ہے۔" — عمران نے
کہا۔ اس دوران فرنیک کو قابو میں کر کے اس کے ہاتھ میں کلپ ہتھکڑی

فرماتے ہیں۔ یار۔ ویسے تمہاری اداکاری غضب کی ہے۔ اس چکر میں
الجئے کی بجائے اگر تم بالی وڈ کا رخ کر لیتے تو یقیناً جانو دنیا کے بہترین
ہیرو بن سکتے تھے۔ تم نے خواہ مخواہ مجھے بھی میزبانی کے چکر میں
کھینچ لیا۔" عمران نے منہ بندتے ہوئے کہا۔ اور فلموں کا سن کر
فرینک کا چہرہ یک لخت مایوسی سے لٹک گیا۔
"کاش میں تمہیں گولی مار دیتا۔" فرینک نے بے اختیار
جھڑپتے ہوئے کہا۔

"گولی مارنے کی کیا ضرورت تھی۔ تمہارا دل میں شہود دیکھ دیکھ کر میں
جاں طلب ہوتا جا رہا تھا۔ یہ تو اتفاق تھا کہ ریڈ۔ ٹی صاحب سے مراد ہے
ملاقات ہو گئی اور شو کے پیچھے موجود ہدایت کار کا پتہ چل گیا۔ ویسے
ایک بات ہے فرینک۔ تمہاری منصوبہ بندی واقعی خوب صورت تھی۔
لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ کافرستان دالوں نے تمہاری خدمات
حاصل کرتے وقت میری میزبانی کی خصوصیات تمہیں تفصیل سے نہیں
بتائیں۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ تم سب سے خطرناک آدمی ہو اور میں تمہیں
سب سے پہلے گولی مار دوں۔ لیکن مجھے ان کی بات پر یقین نہ آیا تھا۔
کاش میں یقین کر لیتا تو آج یہ نوبت نہ آتی۔" فرینک نے ہونٹ
جھڑپتے ہوئے کہا۔

"تم نے فیاض کو گولی مار دی۔ یہ مجھے گولی مارنے سے کہیں زیادہ
مہنگا تھا۔ اگر فیاض مرجاتا تو یقیناً کروڑوں میں بھوک سے ہی مرجاتا۔ کیوں
میں میں درست کہہ رہا ہوں ناں۔" عمران نے فیاض کی طرف

پہنائی جا چکی تھی۔
"میں اس گرفتاری پر احتجاج کرتا ہوں۔ مجھے اپنے اعلیٰ افسروں
بات کرنے دو۔ یہ میرا قانونی حق ہے۔ ہالینڈ کے سفیر سے میرا
کراؤ۔" فرینک نے بڑی طرح چختے ہوئے کہا۔

"سفیر بے چارہ کیا کرے گا۔ تم اپنے چیف ہیگ سے کیوں
بات کر لیتے۔ وہ تو اب تک حیران ہے کہ تم تو میڈیکل پریچھٹیاں گز
ایکری میا گئے ہوئے تھے پھر پاکیشیا کیسے پہنچ گئے۔ باقی رہا
تو جناب سو پر فیاض صاحب۔ اسے ثبوت بھی دکھا دیں۔ یہ واقعی
قانونی حق ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فیاض
ایک انسپکٹر کو اشارہ کیا۔ تو وہ سر ملاتا ہوا تیزی سے کمرے
باہر چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ریڈ۔ ٹی کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ریڈ۔ ٹی
کے کونے زخمی تھے۔ اس کا چہرہ بڑی طرح لٹکا ہوا تھا۔
"یہ ہے تمہارا ساتھی ریڈ۔ ٹی۔ تم اسی کا علیہ مجھ سے پوچھ رہے
ناں۔" عمران نے مسکرا کر کہا۔

"میں اسے نہیں جانتا۔ میرا اس سے کیا تعلق ہے۔" عمران
نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے پورا شو دکھانا پڑے گا۔ فیاض یار۔ میں
پہلے ہی کہا تھا کہ ان کے ہیڈ کوارٹر سے ملنے والی وہ فلمیں سن
تو اور ایک پرو جیکٹر بھی لے لو۔ تاکہ ان فلموں کا باقاعدہ
کیا جاسکے۔ جن میں ریڈ۔ ٹی اور فرینک صاحب جیسے کہ باقاعدہ

علی عمران اور میجر پرمود کے خوفناک ٹکراؤ پر مشتمل ایک حیرت انگیز ناول

مکمل ناول

گریٹ فائٹ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

پروفیسر بار کی ایک سائنسدان جو بلغاریہ سے فرار ہو کر پاکستان پہنچ گیا۔ کیوں؟
میجر پرمود جو پروفیسر بار کی کو بلغاریہ واپس لانے کے لئے پاکستان پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑا
کس انداز میں؟

میجر پرمود جس نے دن دیہاڑے پاکستان کے ملٹری اٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر پر اکیلے دھوا
بول دیا اور وہاں عمران کی موجودگی کے باوجود اپنے مشن میں کامیاب رہا۔ کیسے؟
علی عمران جس نے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو ایسے انداز میں گھیر لیا کہ میجر پرمود
کا زندہ بچ نکلنا ناممکن ہو گیا۔ مگر میجر پرمود اس طرح نکل گیا کہ عمران حیرت سے
آنکھیں پھاڑے رہ گیا۔

☆ جوزف، جوانا اور عمران کی ویران پہاڑیوں میں میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں سے
دوبدو جنگ۔ ایک ایسا لمحہ جب جوزف سینکڑوں فٹ گہرائی میں جا گرا اور جوانا کو
زندگی میں پہلی بار زمین چاٹنے پر مجبور ہونا پڑا۔

☆ بلغاریہ کی ناک میجر پرمود اور پاکستان کے ناقابل تسخیر علی عمران کے درمیان ایک
خوفناک اور جان لیوا لڑائی۔ اس لڑائی کا نتیجہ کیا نکلا؟

▲ آج ہی اپنے قریبی بک شال سے طلب فرمائیں ▲

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

دیکھتے ہوئے کہا۔ اور فیاض غصہ دکھانے کی بجائے بے اختیار ہنس پڑ
"چلو اب تم ہنس پڑے ہو تو ٹھیک ہے۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے
کہ خاصا بڑا چیک میری قسمت میں لکھا جا چکا ہے۔ یاد یقین کرو۔"
تو سلیمان نے مونگ کی دال پکانی بھی بند کر دی تھی۔ کہتا تھا
جناب مونگ کی دال بھی اب نقد ملتی ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ نقد والا
تو صرف تم ہی حل کر سکتے ہو۔" عمران نے کسی سے اٹھتے ہوئے کہا
"تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں مونگ کی دال خریدنے کے لئے جتنا انعام ضرور دوں
گا۔" فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہائیں۔ اتنی سخاوت۔ یہ میں کیساں رہا ہوں۔ پتہ ہے مونگ
دال کس بھاؤ پر رہی ہے۔" عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا
"جس بھاؤ پر بھی ملے۔ تمہیں کھانے سے مطلب ہے۔ آخر تم میرے
دوست ہو۔" فیاض واقعی حاتم طائی بنا ہوا تھا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں دوستی۔ کیوں مسٹر فرنیک۔ آخر تم بھی میرے دوست
ہی ہونا۔ چلو وعدہ۔ تمہیں بھی اس مونگ کی دال کی دعوت میں شامل کر
ہوں۔ کیا خیال ہے اب تو خوش ہو۔ اب تو گلہ نہیں رہے گا کہ میں۔
تمہاری میزبانی نہیں کی۔" عمران نے فرنیک سے مخاطب ہوا
اور فرنیک نے ایک جھٹکے سے منہ پھیر لیا۔

ختم شد

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیر

کے	لائٹ ہاوس	کے	ساجان سنٹر
کے	سیکریٹ سروس مشن	کے	ریڈ پاور
او	فور کاررز	کے	لیڈی کلرز
و	فور کاررز	کے	پاور لینڈ کی تباہی
کے	سلور ہینڈز	کے	پریشر لاک
کے	ایڈ ونچر مشن	کے	ون مین شو
او	گولڈن سینڈ	اول	لیڈیز مشن
و	گولڈن سینڈ	دوم	لیڈیز مشن
او	ری بائٹ	اول	فاؤل پے
و	ری بائٹ	دوم	فاؤل پے
کے	جاسوس اعظم	اول	زیر و اوور زیرو
کے	ریڈ پوائنٹ	دوم	زیر و اوور زیرو
او	الٹ کیمپ	اول	سپرائیجٹ صفدر
و	الٹ کیمپ	دوم	سپرائیجٹ صفدر
او	ٹائٹ پلان	کے	بلڈ ہاؤنڈز
و	ٹائٹ پلان	کے	ایزی مشن

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان